

حضرت داتا گنج بخش لاہوری ● حضرت ابو الخیر نور محمد ہزاروی

مولانا احمد رضا خاں بریلوی ● مولانا محمد الیاس قادری

اسلامی عقائد و معمولاتِ اہلِ سنت پر امیر حمزہ وہابی کے اعتراضات کا علمی تحقیقی جائزہ

شاہراہِ اہلِ سنت

بجواب

شاہراہِ بہشت

تالیف

ابو کلیم محمد صدیق فانی

تقریظ

ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی

اویسی بُک سٹال

0333-8173630 پیپلز کالونی گوجرانوالہ

نام کتاب	:	شاہراہِ اہلسنت بجواب شاہراہِ بہشت
مؤلف	:	ابو کلیم محمد صدیق فانی
کمپوزنگ	:	طاہر کمپوزنگ سنٹر کوٹ قاضی حافظ آباد گوجرانوالہ
پروف ریڈنگ	:	محمد شکیل قادری عطاری خانیوال
نظر ثانی	:	مولانا ابو جلیل محمد خلیل خان فیضی
سن اشاعت	:	14 جولائی 2006ء
ایڈیشن دوئم	:	یکم جون 2011ء
صفحات	:	592
ہدیہ	:	350 روپے

ملنے کے پتے

نظامیہ کتاب گھر اردو بازار لاہور / جلالیہ صراط مستقیم گجرات

انظامیہ کتاب گھر ٹیچرز کالونی گوجرانوالہ / رضا بک شاپ گجرات

مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ / مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دار السلام سرکلر روڈ گوجرانوالہ

مکتبہ فیضانِ مدینہ سرائے عالمگیر، مکتبہ انجم سرائے عالمگیر / مکتبہ فیضانِ اولیاء کاموکی

مکتبہ فیضانِ مدینہ گکھڑ / مکتبہ فکرِ اسلامی کھاریاں / کرمانوالہ بک شاپ دربار مارکیٹ لاہور

صراطِ مستقیم پبلی کیشنز 5,6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور / احمد بک کارپوریشن راولپنڈی

سنی دارالمعجز گوجرانوالہ، مکتبہ ضیاء اقبال روڈ راولپنڈی، صراطِ مستقیم پبلی کیشنز گوجرانوالہ

مکتبہ مہریہ کاظمیہ جامعہ انوار العلوم ملتان / اویسی بک سٹال لاہور

فہرست

باب چہارم

گھروں میں بزرگوں کی تصویریں آویزاں کرنا

باب پنجم

مسئلہ نذر و نیاز

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰه کی صحیح تفسیر

باب ششم

امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد الیاس قادری

کے اشعار کی مختصر جامع شرح

باب ہفتم

جشن عید میلاد النبی ﷺ

باب ہشتم

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی تشریح

باب نہم

احوال و آثار

حضرت سید ابوالخیر نولکھ ہزاری رحمۃ اللہ علیہ

باب دہم

احوال و آثار

حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

انتساب

شیخ کامل... جامع شریعت و طریقت... عمدۃ الصالحین... قدوۃ العارفین
محقق وقت... سیوطی زماں... آیت من آیات اللہ... فنافی الرسول... شیخ التفسیر والحدیث
حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قادری چشتی رضوی نور اللہ مرقدہٗ
(وصال ۲۹ / دسمبر ۱۹۶۲ء)

کے نام

جو ہمہ وقت حسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلیوں میں گم رہتے تھے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ابو کلیم فانی

حرفِ اوّل

کچھ عرصہ قبل مولانا ابوالجلیل محمد خلیل خاں صاحب فیضی سکنہ کوہی والا (کمیر والا) غریب خانہ پر تشریف لائے اور امیر حمزہ (غیر مقلد) کی نئی تالیف ''شاہراہِ بہشت'' پیش کی اور ساتھ ہی محبت بھرے لہجے میں اس کا جواب لکھنے کی تمنا ظاہر کی۔ راقم نے وعدہ کرلیا اور کہا کہ دُعا فرمائیں اللہ ربّ العزت اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔

مولانا کے جانے کے بعد ناچیز نے اس کتاب کا بنظر عمیق مطالعہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ امیر حمزہ نے کوئی نئے گل نہیں کھلائے بلکہ وہی پرانی باتیں ہیں' جن کا علمائے اہل سنت بارہا تحریراً و تقریراً جواب دے چکے ہیں۔ اب اس دور میں اس قسم کا لٹریچر شائع کرنا فقط ملک میں افتراق و انتشار کو ہوا دینے' قومی یکجہتی اور اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے سوا کچھ نہیں۔

الحمدللہ! چند ماہ کی کوشش و سعی سے ''شاہراہِ بہشت'' کا جواب مکمل ہوا۔ اور مسودہ لے کر حضرت قبلہ مفتی محمد اشفاق احمد مدظلہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ موصوف نے اس کا نام ''شاہراہِ اہلسنت بجواب شاہراہِ بہشت'' تجویز فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو منظور فرما کر ذخیرہ آخرت بنائے اور بروز محشر رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے......(آمین)

آخر میں مندرجہ ذیل احباب کا بے حد مشکور و ممنون ہوں' جنہوں نے حوالہ جاتی کتب کی فراہمی اور اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ اللہ ربّ العزت انہیں دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور کرے۔

مولانا ابوالجلیل محمد خلیل خاں فیضی (خطیب جامع مسجد فیضان مدینہ اچگل والا (کوہی والا) ☆خلیل احمد رانا......(جہانیاں منڈی) ☆ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی......(جہانیاں منڈی) مولانا مبشر جمیل بن مولانا محمد اشفاق احمد رضوی......(خانیوال)

کالونی نمبر ۱ مکان نمبر ۱۲/۷، گلی نمبر ۶،
خانیوال

ابوالکلیم محمد صدیق فانی
۱۲/جولائی ۲۰۰۴ء/۱۴۲۵ھ

تقریظ

از

بانی ادارہ صراطِ مستقیم پاکستان

مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

عصر حاضر میں قلم وقرطاس کی عزت سے کھیلنے والے لوگوں کا یہ محبوب مشغلہ ہے کہ روزانہ نئے فتنے کا دروازہ کھولتے ہیں اور اُمت میں انتشار وافتراق پیدا کرتے ہیں۔ وہ اہل حق اہلسنت وجماعت کے خلاف زہر اُگلنے کے لئے باطل سے اُدھار کھائے بیٹھے ہیں۔ سوادِ اعظم کے عقائد ومعمولات کو تنقید کا نشانہ بنانا اُن کا مرغوب مشغلہ ہے۔ ایسی ہی ایک مذموم کوشش کا نام ''شاہراہ بہشت'' رکھ کر حق کی جادہ پیمائی کروانے والوں کو گمراہ ثابت کرنے کو کوشش کی گئی۔

بھلا ہو راست فکر مصنف ابوکلیم محمد صدیق فانی صاحب کا جنہوں نے ''شاہراہِ اہلسنت'' لکھ کر فکری آوارہ گردوں کی پوری خبر لی ہے اور اندھیروں کے تعاقب میں کافی دور تک اُنہوں نے قدم بڑھائے ہیں۔

ان شاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب ظلمتوں کے خلاف بھرپور کردار ادا کرے گی۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف کے قلب ونظر اور دست وقلم کو مزید ہمتیں عطا فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

باب اوّل

عقائد اہلسنت

توحید باری تعالیٰ

صانع عالم جل مجدہٗ واجب الوجود ازلی ابدی ہے۔ اس کا کوئی مثل نہ ذات میں ہے نہ صفات میں۔ تمام کمالات ممکنات اس کی عظمت ذاتی کے ظل و پرتو ہیں۔

وجوب وجود، استحقاق عبادت، خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی و جزوی اس کی ذات مقدس سے مختص ہیں۔

حیوٰۃ، قدرت، علم، کلام، سمع، بصر، ارادہ صفات ذاتیہ حق سبحانہٗ کی ہیں۔ ان سب سے ازلاً متصف ہے۔ باقی صفات فعلیہ، نفسیہ، سلبیہ، اضافیہ ہیں۔

کائنات کو خلعت وجود بخشنے سے پیشتر ویسا ہی کامل تھا، ویسا بعد میں (الآن کما کان)۔

شفائے مریض، عطائے رزق، ازالہ تکالیف و مصائب بطور استقلال و خلق اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

طبیب، بادشاہ و دیگر اسباب ظاہری و باطنی مثل دعا و ہمت انبیاء و اولیاء بہ عطائے الٰہی بطور تسبب امور مذکورہ کے منسوب الیہ ہوتے ہیں۔

حکیم علی الاطلاق کی صفت حکمت کا تقاضہ ہے کہ یہ صفات و افعال الٰہیہ در پردہ اسباب ظہور فرماتے ہیں جیسا کہ بداہۃً معلوم ہے کہ بے شمار معاش و تدابیر، مہمات و مدافعت مظاہر رزاقیت وغیرہ صفات، یہ کے ہیں۔ ایسا ہی شرعاً و کشفاً ثابت ہے کہ مقربان درگاہ حق کی دعا و ہمت و برکت وجودات مبارکہ مظہر فیضان عنایت الٰہی ہے۔

صرف اسباب کو مدنظر رکھنا اور مسبب جل شانہٗ کی قدرت کاملہ کا نہ ماننا یا قدرت کاملہ کو بعض اسباب میں ہی منحصر و محدود کرنا کفر ہے اور اسباب کا کلیۃً نفی کرنا، ابطال حکمت قدیمہ کے علاوہ سعادت دین و دنیا سے محروم رہنا ہے۔ اور اسباب ظاہری و باطنی

(اولیاء مقربین) کو جلوہ گاہ صفات الٰہیہ مان کر ان سے مستفید اور مستفیض ہونا بصیرت اور کمال ایمان کا نشان ہے۔

جوہر، عرض، جسم، مکان، زمان، جہت، انتقال، تبدیل ذاتی وصفاتی، جہل، کذب، ممکنات سے مختص ہیں۔ ذات حق پر یہ سب محال بالذات ہیں۔

استوا علی العرش، ضحک، وجہ، ید وغیرہ صفات منصوصہ کذائی مثل صفات ثمانیہ سمع، بصر، علم، ارادہ، کلام، قدرت، حیوۃ، تکوین، بے چون و بے چگون ہیں۔

ادراک حقیقۃ الٰہیہ میں انبیاء و اولیاء عاجز ہیں۔ تجلیات ذاتی وصفاتی و اسمائی، نصیب انبیاء و اولیاء حسب مراتب دنیا میں ہوتی ہیں۔

رویت ذات حق آخرت میں اہل جنت کیلئے ثابت ہے، بلا کیف و بلا جہت۔

اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال و اعمال کا خالق اور مرید ہے۔ لیکن راضی بالکفر والمعصیت نہیں ہے۔

تمام خیر و شر، خالق الکل جل شانہٗ کے ارادہ وخلق و تقدیر سے ہے جو ازل میں مقرر ہو چکا ہے۔ وہی ظاہر ہوتا ہے لیکن راضی صرف خیر پر ہے۔

تقدیر سے بندہ مجبور نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نیکی اور بدی کا راستہ بتا کر اپنے افعال میں گونہ اختیار دیا ہے۔ جس کے سبب انسان اور حجر و شجر میں فرق بدیہی ہے جسے اصطلاحاً کسب کہتے ہیں۔ اسی کسب کے سبب وہ جزا اور سزا کا مورد ہے۔

بے نیاز ہے کسی کا اس پر حق نہیں ہے مگر جو اپنے فضل سے وعدہ فرمائے وہ ضرور وفا فرماتا ہے۔

اس کے تمام افعال، حکمت و مصلحت پر مشتمل ہیں۔ لیکن اس سے کوئی غرض یا نفع عائد بذات مقدس نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی شئ اللہ تعالیٰ پر واجب ہے، قبح و ظلم و سفہ و عبث سے اس کے افعال منزہ ہیں۔

افعال کا باعث ثواب و عقاب اُخروی ہونا صرف اسی کے حکم سے ہے۔ اس میں عقل کو دخل نہیں ہے۔ بعض کی حکمت کو عقل ادراک کر سکتی ہے اور اکثر میں اخبار انبیاء

کی محتاج ہے۔

ہر ایک صفت الٰہی بالذات واحد ہے اور بحسب تعلق غیر متناہی متعلقات حادث ہیں اور اس کی صفات قدیمہ ہیں۔

حق سبحانہٗ کے بہت سے نام ہیں جن کی خبر اس نے اپنے کلام پاک میں دی ہے۔

اہلسنت کے نزدیک دعا و ذکر الٰہی انہیں اسماء سے ہونا چاہئے جو شرع مطہرہ میں وارد ہیں یہ سب اسماء کلام الٰہی کی مانند قدیم ازلی و ابدی ہیں اور عباد کا اپنی زبان پر لانا یا لکھنا حادث ہے۔

اہلسنت کا اجماع ہے کہ جس اسم کے معنی میں تنقیص شان الوہیت ہو اس کا ذات حق پر بولنا کلمہ کفر ہے۔

شرک

شرک و کفر بلحاظ نتیجہ متحد ہیں۔ دونوں کا مرتکب ابدی عذاب کا مستحق ہے۔

حقیقت شرک یہ ہے کہ غیر خدا کو واجب الوجود یا مستحق عبادت مانا جائے اور اس کے امارات سے یہ ہے کہ بندگان حق تعالیٰ اور محبوبان الٰہی کی ان قابل عظمت وصفات کو جو عام بنی نوع میں مفقود ہیں (مثلاً کشف بلاو شدت، استجاب دعا، تاثیر، تسخیر وغیرہ) صفات جناب باری تعالیٰ (سبحانہٗ، سبحانہٗ، سبحانہٗ) کے برابر خیال کیا جائے (نعوذ باللہ تعالیٰ) اور بنابریں نہایت عجز و نیاز کے افعال ان کے سامنے اسی نیت سے ادا کئے جائیں کہ معاذ اللہ تعالیٰ وہ معبود ہیں۔

شریعت حقہ شرک کو رفع فرماتی ہے اور صفات عباد و صفات ربوبیت میں مابہ الامتیاز ظاہر فرمانا بعثت رسل کا مہتم بالشان مقصد ہے۔

خواص عباد کی صفات مذکورہ کو باطل نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ ان کی حقیقت واقعہ کا اظہار ہے جس سے کہ صفات ربوبیت کی برتری و تقدس ظاہر ہوتا ہے۔

محبوبیت و شفاعت جو کہ تمام ادیان و شرائع میں خواص بشر کیلئے ثابت کی گئی ہے

اس کو ایسا منصب خیال کرنا جس سے عبد خود مختار ہو کر تصرفاتِ الٰہیہ کو (معاذ اللہ) مزاحمت سے روک سکے شرک ہے اور رضائے الٰہی اور اس کی اجازت پر موقوف سمجھنا اور اس میں درحقیقت عنایت الٰہیہ کا ظہور جاننا عین ایمان و توحید ہے۔

ایسا ہی خوارق و کرامات اولیاء و اشراق باطنی سے ان کو مغیبات پر بلا ذریعہ عطیہ الٰہی تسلیم کرنا شرک ہے اور بذریعہ قوائے روحانی..... جو انبیاء و اولیاء کو عطا ہوتی ہیں ان امور کا بتعلیم اللہ تعالیٰ و عطا اللہ تعالیٰ مظہر تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

صفات عبودیت کو صفات ربوبیت میں شریک کرنے والا مشرک ہے اور ان کا مطلقاً منکر گمراہ اور مبتدع ہے اور ہر ایک کے حقوق پر نگاہ رکھنے والا صراط مستقیم پر ہے۔

اللہ تعالیٰ جو کسی مخلوق کو کوئی کمال عطا فرماتا ہے تو اس کے متعلق صرف یہ اعتقاد مومن ہونے کیلئے کافی نہیں، کہ یہ کمال اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ اتنی بات تو مشرکین بھی اپنے معبودوں کے حق میں تسلیم کرتے تھے بلکہ مومن ہونے کیلئے ضروری ہے کہ عطائے خداوندی کا عقیدہ رکھتے ہوئے یہ اعتقاد بھی رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کمال کسی مخلوق کو عطا فرمایا ہے وہ عطا کے بعد حکم خداوندی، ارادہ اور مشیت ایزدی کے ماتحت ہے۔ ہر آن خدا تعالیٰ کی مشیت اس کے ساتھ متعلق ہے اور اس بندے کا ایک آن کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے بے نیاز اور مستغنی ہونا قطعاً محال ہے۔

﴿عقائد اہلسنت (مطبوعہ) ماز تصانیف مبارکہ مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (ملتقطاً)﴾

﴿مولانا حشمت علی خان لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۱۱ تا ۱۳ و صفحہ نمبر ۱۲، ۱۵ (طبع انتظامی پریس کانپور) وغیرہ﴾

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول فیصل میری اُمت شرک میں مبتلا نہ ہوگی

حیات طیبہ کے آخری دور میں حجۃ الوداع سے واپسی پر ایک روز آپ شہداء اُحد کے مزارات پر تشریف لے گئے اور رقت آمیز انداز میں ان کیلئے دعا فرمائی۔ پھر مسجد میں آکر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حسب ذیل وصیت فرمائی۔

"اِنِّیْ فَرَطٌ لَّکُمْ وَاَنَا شَهِیْدٌ عَلَیْکُمْ وَاِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِی الْاٰنَ وَاِنِّیْ

أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلٰكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا"۔

﴿بخاری کتاب المغازی باب احد یحبنا جلد ۲ صفحہ نمبر ۵۸۵ طبع مکتبہ رشیدیہ دہلی﴾

ترجمہ:- میں تمہارے لئے سامان آخرت تیار کرنے کیلئے تم سے آگے جانے والا ہوں، میں تم پر گواہ ہوں۔ میں اس وقت بھی اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں یا فرمایا' زمین کی چابیاں (عطا کی گئی ہیں) واللہ! مجھے تمہارے بارے میں یہ خدشہ نہیں کہ تم شرک کرنے لگو گے۔ ہاں البتہ یہ کھٹکا ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے اور ایک دوسرے سے بڑھنے لگو گے"۔

﴿ایسی حدیث شریف بخاری شریف کے مندرجہ ذیل مقامات پر بھی ہے۔ بخاری شریف جلد اول صفحہ نمبر ۱۷۹، ۵۰۸، ۵۰۸ وجلد دوم صفحہ نمبر ۵۷۸، ۵۸۵، ۹۷۵۔ مسلم شریف جلد دوم صفحہ نمبر ۲۵۰ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)﴾

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے......

أَنَّهُ بَكَى فَقِيلَ لَهُ مَا يُبْكِيكَ قَالَ شَيْءٌ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ فَذَكَرْتُهُ فَأَبْكَانِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ أَتَخَوَّفُ عَلَى أُمَّتِي الشِّرْكَ وَالشَّهْوَةَ الْخَفِيَّةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتُشْرِكُ أُمَّتُكَ مِنْ بَعْدِكَ قَالَ نَعَمْ أَمَا إِنَّهُمْ لَا يَعْبُدُونَ شَمْسًا وَلَا قَمَرًا وَلَا حَجَرًا وَلَا وَثَنًا وَلٰكِنْ يُرَاءُونَ بِأَعْمَالِهِمْ وَالشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ أَنْ يُصْبِحَ أَحَدُهُمْ صَائِمًا فَتَعْرِضُ لَهُ شَهْوَةٌ مِنْ شَهَوَاتِهِ فَيَتْرُكُ صَوْمَهُ"۔

﴿رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان ☆ مشکوٰۃ کتاب الرقاق باب الریاء والسمعۃ تیسری فصل صفحہ نمبر ۴۵۵﴾

ترجمہ:- کہ وہ روئے تو ان سے کہا گیا کہ کیوں روئے؟ فرمایا کہ ایک بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنی وہ بات مجھے یاد آ گئی تو اس نے مجھے رلایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، میں اپنی امت پر شرک اور خفیہ شہوت سے ڈرتا ہوں۔ میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا آپ کے بعد آپ کی امت شرک کرے گی؟ فرمایا، ہاں! لیکن وہ سورج یا چاند یا پتھروں یا بتوں کو نہیں پوجیں گے بلکہ اپنے اعمال کو

دکھائیں گے (یعنی ریاکار ہوں گے) اور خفیہ شہوت یہ ہے کہ تم میں سے کوئی روزے کی حالت میں صبح کرے گا لیکن اپنی شہوت کے باعث روزہ توڑ دے گا۔ روایت کیا اسے احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں''۔

امیر حمزہ (وہابی) بتائیں کہ درج ذیل حدیث کا مصداق کون ہے؟

مسند ابو یعلیٰ موصلی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سب سے زیادہ اس (شخص) سے ڈرتا ہوں، جو قرآن پڑھے گا، جو اسلام کی چادر اوڑھے ہوئے ہوگا اور دینی ترقی پر ہوگا کہ ایک دم اس سے ہٹ جائے گا اسے پس پشت ڈال دے گا (یعنی دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کرنا چھوڑ دے گا) پڑوسی پر تلوار لے دوڑے گا اسے شرک کی تہمت لگائے گا (یعنی پڑوسی مسلمان کو شرک بتائے گا) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر پوچھا! اے اللہ کے نبی، شرک کا زیادہ حقدار کون ہے؟ شرک کی تہمت لگایا ہوا یا شرک کی تہمت لگانے والا آپ ﷺ نے فرمایا شرک کی تہمت لگانے والا شرک کا زیادہ حقدار ہے۔ یہ سند جید ہے اور صلت بن بہرام ثقہ کوفی لوگوں میں سے ہے اور ارجاء کے سوا اس پر کسی قسم کی تہمت نہیں۔ امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور دیگر حضرات رحمہم اللہ نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے۔ ﴿تفسیر ابن کثیر، سورہ اعراف، از ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ﴾

(امام ابو یعلیٰ جزیرہ کے محدثین میں سے ہیں ان کا نام احمد بن علی بن المثنیٰ بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال تمیمی ہے۔ علی بن الجعد اور یحییٰ بن معین (متوفی ۲۳۳ھ) اور دیگر محدثین کے شاگرد ہیں۔ ابن حبان (متوفی ۳۵۴ھ)، ابو حاتم اور ابو بکر اسماعیلی (متوفی ۳۷۱ھ) ان کے شاگرد ہیں۔ مخلوق کو ان کے صدق و دیانت، امانت اور علم و تقویٰ اور دیگر صفات محمودہ پر بڑا اعتماد تھا۔ جس روز ان کا انتقال ہوا موصل کے تمام بازار بند ہو گئے تھے اور تمام لوگ گریاں اور سوزاں ان کے جنازے کے ساتھ ساتھ تھے۔ ان کے ثلاثیات بھی ہیں۔ ابن حبان نے آپ کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ حافظ اسماعیل بن محمد بن الفضل (تمیمی) کہتے ہیں کہ میں نے مثل مسند عدنی اور مسند ابن منیع اور علاوہ ان کے بہت سی مسندات پڑھی ہیں، لیکن تمام مسندات ایسی معلوم ہوتی ہیں، جیسے نہریں اور ابو یعلیٰ کا مسند دریا ناپید کنار ہے۔ ۳۰۷ھ میں وفات پائی۔ ﴿بستان المحدثین از مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی صفحہ نمبر ۶۱﴾

محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اُس کے مقلدین کا کردار

علامہ سید محمد امین ابن عابدین حنفی شامی (م ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں......

فی زماننا فی اتباع ابن عبدالوھاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین و کانوا ینتحلون مذھب الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا انھم ھم المسلمون وان من خالف اعتقادھم مشرکون و استباحوا بذلك قتل اھل السنۃ وقتل علماء ھم۔ ﴿ردالمحتار صفحہ نمبر ۳۹ جلد ۳﴾

ترجمہ:- جیسا کہ ہمارے زمانے میں پیش آیا ہے کہ نجد سے ابن عبدالوہاب کے پیروکار اور انہوں نے حرمین پر قبضہ کرلیا۔ وہ اپنے آپ کو اگرچہ حنبلی کہتے ہیں لیکن ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مسلمان صرف وہی ہیں، جو بھی ان کے عقائد کے خلاف ہو وہ مشرک ہے بنابریں انہوں نے اہلسنت کو اور ان کے علماء کو قتل کرنا مباح قرار دیا۔

سید احمد زینی دحلان مکی شافعی (متوفی ۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں......

جو کوئی اس کے ہاتھ پر بیعت کرتا اور اگر اس نے پہلے حج کرلیا ہوتا تو یہ اس کو کہتا، جا کر دوبارہ حج کرو کیونکہ پہلا حج تم نے جس وقت کیا تھا اس وقت تم مشرک تھے وہ حج تجھ سے مقبول نہ ہوگا اور نہ تجھ سے فریضۂ حج ساقط ہوگا اور جب کوئی اس کے دین میں داخل ہونے کا ارادہ کرتا تو اس سے کلمۂ الشہادتین پڑھوانے کے بعد کہتا تھا کہ اس بات پر گواہی دو کہ تم اس سے پہلے کافر تھے اور گواہی دو کہ وہ سب کافر تھے اگر وہ گواہی دے دیتا تو اس کا ایمان قبول کرلیتا ورنہ قتل کروا دیتا اور شیخ نجدی (محمد بن عبدالوہاب) بصراحت کہا کرتا تھا کہ چھ (۶) سو سال سے تمام امت کافر ہے اور وہ ہر اس شخص کی تکفیر کرتا تھا جو اس کی اتباع نہ کرے اگرچہ وہ انتہائی پرہیزگار ہی کیوں نہ ہو۔ وہ ایسے تمام افراد کو مشرک قرار دے کر ان کو قتل کروا ڈالتا تھا اور ان کے مال و متاع کو لوٹنے کا حکم دیتا تھا اور جو شخص اس کی اتباع کرلیتا اس کو مومن قرار دیتا اگرچہ وہ بدترین فاسقوں میں سے ہو"۔

﴿خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام بحوالہ تاریخ نجد و حجاز از مفتی عبدالقیوم صفحہ نمبر ۱۳ طبع لاہور بار اول ۱۳۹۸ھ﴾

علی طنطاوی جوہری مصری (متوفی ۱۳۵۹ھ) لکھتے ہیں......

شیخ نجدی (محمد بن عبدالوہاب) کا یہ کلام اس بات پر نص ہے کہ وہ مسلمانوں کو کافر قرار دیتا تھا کیونکہ اس نے بصرہ کے مسلمانوں کو مشرکین سے تعبیر کیا ہے۔

﴿محمد بن عبدالوہاب صفحہ نمبر ۱۹، از علامہ طنطاوی﴾

مزید لکھتے ہیں......

اور جب میں سوچتا ہوں کہ شیخ نجدی اپنے موافقین کے سوا تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتا ہے۔ حالانکہ تمام مسلمانوں نے نہ قبروں کی عبادت کی ہے اور نہ کوئی کفریہ کام کئے ہیں اگر کچھ کیا ہے تو عام لوگوں نے، خصوصاً جب کہ مسلمانوں میں علماء اور مصلحین بھی موجود ہیں تو میں شیخ نجدی کی تکفیر کی صحت کیلئے کوئی عذر نہیں پاتا۔

﴿محمد بن عبدالوہاب صفحہ نمبر ۳۶﴾

شیخ نجدی (محمد بن عبدالوہاب) خود لکھتا ہے......

وعرفت ان اقرارهم بتوحيد الربوبية لم يدخل في الاسلام وان قصدهم الملائكة والانبياء والاولياء يريدون شفاعتهم والتقرب الى الله بذلك هو الذي احل دماءهم واموالهم۔

﴿کشف الشبہات از محمد بن عبدالوہاب نجدی صفحہ نمبر ۱۵ طبع لاہور﴾

ترجمہ:۔ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ توحید ربوبیت کے اقرار نے ان (مسلمانوں) کو اسلام میں داخل نہیں کیا اور وہ لوگ جو فرشتوں، نبیوں یا ولیوں کا قصد کرتے تھے وہ صرف ان کی سفارش کے ذریعہ قرب خداوندی حاصل کرنا چاہتے تھے اسی عقیدہ کی رو سے ان کا مال مباح اور ان کو قتل کرنا حلال ٹھہرا۔

نیز لکھتا ہے......

پس ہمارے اس دور کے مشرکین (یعنی مسلمان) ان اولیاء کو اپنے اور اللہ کے درمیان وسیلہ اور مشرکین عرب ان کو الٰہ کہتے تھے لہٰذا کسی شخص کا کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرنا وسیلہ کی تردید و نفی ہے۔ ﴿تفسیر کلمہ توحید از محمد بن عبدالوہاب نجدی صفحہ نمبر ۱۷ طبع لاہور﴾

علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مخالفین کا یہ استدلال بھی عجیب مضحکہ خیز ہے کہ وہ شریک اثبات توحید میں مشرکین کے کلام سے دلیل لاتے ہیں۔ اور اتنا نہیں سمجھتے کہ مشرکین کا شرک قدرت وتصرف ہی میں منحصر نہ تھا بلکہ وہ استحقاق عبادت میں بھی غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا کرتے تھے جیسا کہ قرآن کریم میں انکا مقولہ مذکور ہے: ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی۔ یہ آیت اس مفہوم میں بالکل صریح ہے کہ مشرکین مکہ بتوں کی عبادت کرتے تھے خواہ ان کی عبادت کا مقصد کچھ ہو مگر ان کا اپنے بتوں کی عبادت کرنا بہرحال ثابت ہے معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ استحقاق عبادت میں غیر اللہ کو شریک مان کر "الا شریک" بولا کرتے تھے اور انکا مشرک ہونا عطا اوصاف کے اعتقاد کی وجہ سے نہیں بلکہ غیر اللہ کو مستحق عبادت سمجھنے کی بنا پر تھا لہٰذا محض تملیک اور عطائے کمالات کے عقیدہ پر مشرک ہونے کا دعویٰ کلام مشرکین سے بھی ثابت نہیں ہوا۔ (مقالات کاظمی صفحہ نمبر ۳۱، ۳۲، جلد ۳ طبع ساہیوال ۱۹۸۷ء)

خوارج کی نشانی صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی زبانی

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللهِ وَقَالَ اِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا اِلٰى اٰيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(بخاری مترجم کتاب استتابۃ المرتدین باب قتل الخوارج والملحدین صفحہ نمبر ۶۷۹ جلد ۳ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء)

ترجمہ:۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ان (خارجی) لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق خیال کیا کرتے تھے اور کہا کہ یہ لوگ ان آیتوں کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو مسلمانوں کے حق میں استعمال کرتے ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک اور سند سے حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنی امت میں سب سے زیادہ خوف اس شخص پر ہے جو شخص قرآن پاک کی غلط تاویل کرکے آیات قرآنی کو اس کے غیر محل پر چسپاں کرے گا۔

(خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام بحوالہ تاریخ نجد و حجاز از مفتی عبدالقیوم صفحہ نمبر ۳۳ طبع لاہور بار اول ۱۳۹۸ھ)

علامہ دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

فهذا وما قبله صادق علی ابن عبدالوهاب ومن تبعه......الخ۔

﴿تاریخ نجد و حجاز صفحہ نمبر ۱۳۶﴾

اور اس سے پہلی حدیث دونوں کا مصداق محمد بن عبدالوہاب اور اس کے پیروکار ہیں

نیز لکھتے ہیں: یہ اپنے متبعین میں سے کسی کو قرآن کریم کی تلاوت کا حکم دیتا پھر از خود اس کی تفسیر کرتا اس کو تمام علمی کتابوں اور تصریحات علماء پر مقدم رکھتا اور جو آیات قرآن کریم میں منافقین اور مشرکین کے بارے میں نازل ہوئیں ان کو مسلمانوں پر منطبق کرتا۔ ﴿تاریخ نجد و حجاز صفحہ نمبر ۱۳۳﴾

صاحب تفسیر کشاف جاراللہ زمخشری معتزلی کا طریقہ استدلال اور اس کا انجام

غلام محمد حریری (غیر مقلد) لکھتے ہیں......

زمخشری کی اہلسنت دشمنی کا اندازہ اس سے لگایئے کہ جو قرآنی آیات کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں وہ اہلسنت کو ان کا مصداق ٹھہراتا ہے۔

﴿تاریخ تفسیر و مفسرین صفحہ نمبر ۳۴۷ طبع لاہور ۱۹۷۸ء﴾

علامہ تاج الدین سبکی فرماتے ہیں......

کشاف اپنے باب میں عظیم کتاب ہے اور اس کا مصنف امام فن ہے مگر وہ مبتدع ہے اور اعلانیہ اپنی بدعت کا اظہار کرتا ہے۔ وہ انبیاء کا گستاخ ہے اور اہلسنت کے حق میں بدزبانی سے کام لیتا ہے۔ والد محترم علامہ تقی الدین السبکی مجھے کشاف پڑھایا کرتے تھے جب سورہ تکویر کی آیت "اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ" ﴿پ ۳۰ سورۃ التکویر آیت نمبر ۱۹﴾ پر پہنچے تو کشاف پڑھانا بند کر دیا۔ آپ نے ایک رسالہ "سبب الكفاف عن اقراء الكشاف" نامی تحریر کیا۔ اس میں لکھا کہ میں نے سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۴۳ "عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ" ﴿پ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۴۳﴾ اور سورۃ التحریم کی آیت نمبر ۱ "لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ" کی تشریح کشاف میں ملاحظہ کی۔ مصنف نے سرور کائنات ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ اس لئے میں نے اس کتاب کی تدریس نبی کریم ﷺ سے حیا

کرتے ہوئے ترک کر دی"۔ ﴿تاریخ تفسیر و مفسرین صفحہ نمبر ۳۲۰، ۳۲۱ طبع لاہور ۱۹۷۸ء﴾

زمخشری کا انجام

شیخ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ علم النحو میں "مفصل" (یہ زمخشری کی علم نحو پر تصنیف ہے) پڑھنی چاہی انہوں نے والد صاحب سے اس کے بارے میں عرض کیا۔ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی (م ۶۶۶ھ) نے فرمایا کہ آج کی رات صبر کرو، رات گزار لو۔ جب رات ہوئی تو شیخ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شیخ قیدی ہے زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور اسے گھسیٹ کر لے جایا جا رہا ہے۔ لوگوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا گیا کہ "مفصل" کا مصنف زمخشری ہے ہم اسے دوزخ میں لے جا رہے ہیں۔

﴿فوائد الفواد (اردو) صفحہ نمبر ۳۲۵ طبع لاہور ملفوظات خواجہ نظام الدین دہلوی﴾

ایک حقیقت

حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا......

قادیان اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں، لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے اور دونوں اس تحریک کی پیداوار ہیں، جسے عرف عام میں وہابیت کہا جاتا ہے۔

﴿اقبال کے حضور از سید نذیر نیازی صفحہ نمبر ۲۶۱ طبع کراچی﴾

وہابیت

قادیان...........دیوبند

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے......

إِنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ

الرَّمِيَّةِ يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرَى شَيْئًا وَيَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا يَرَى شَيْئًا وَيَنْظُرُ فِي الرِّيشِ فَلَا يَرَى شَيْئًا وَتَتَمَارَى فِي الْفُوقِ۔

﴿بخاری، کتاب التفسیر باب من رایا بقراءۃ القرآن، صفحہ نمبر ۶۵ جلد ۳، مترجم﴾

ترجمہ:۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں ایک قوم نکلے گی جن کے مقابلہ میں تم اپنے نماز روزے اور اعمال کو حقیر سمجھو گے، لیکن وہ قرآن پڑھے گی جو ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے کہ شکاری کو نہ پیکان میں کچھ معلوم ہوا اور نہ ڈنڈی میں کچھ لگا ہوا محسوس ہوا اور نہ ہی پر پر کچھ اثر ہوا البتہ سوفار پر کچھ شبہ سا ہو۔

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ آخر زمانہ میں نوعمر لوگ ہلکی عقلوں کے پیدا ہوں گے جو رسول اللہ ﷺ کا قول بیان کریں گے اور وہ دین سے ایسے نکلے ہوں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے ان کا ایمان ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ جہاں تمہیں ملیں انہیں مار ڈالو کیونکہ مارنے والوں کو انکے مارنے کا قیامت کے دن اجر ملے گا۔ ﴿بخاری، کتاب التفسیر صفحہ نمبر ۶۴ جلد ۳، مترجم﴾

باب دوم

اسلامی تصوف کی بنیاد کتاب وسنت پر مبنی ہے

تصوف کی اصل بلکہ اصل الاصول "لقاء رب" کی آرزو ہے۔ سالک یہ تمام مجاہدات، ریاضات اور مراقبات اس لئے برداشت کرتا ہے کہ وہ اپنے محبوب کا دیدار کر سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ مقصد حیات "دیدار یار" ہے یہ اصل اس آیت سے ماخوذ ہے۔

"فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا"۔ ﴿پ۱۶ سورۃ الکہف آیت نمبر:۱۱۰﴾

ترجمہ:۔"تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو، اسے چاہیئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے"۔ ﴿کنز الایمان شریف﴾

تصوف کے عناصر ترکیبی

(الف)......کامل توحید

"هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ"۔

﴿پ۲۷ سورۃ الحدید آیت نمبر۳﴾

ترجمہ:۔"وہی اوّل وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے"۔

﴿کنز الایمان﴾

(ب)......کامل تقویٰ

"اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ"۔ ﴿پ۱۴ سورۃ النحل:۱۲۸﴾

ترجمہ:۔ ''بے شک اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں''۔ (کنزالایمان)

(ج)......کامل محبت الٰہی

''وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ''۔ ﴿پ ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۶۵﴾

ترجمہ:۔ ''اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں''۔ (کنزالایمان)

نیز فرمایا: (ترجمہ) ''تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دکھاتا''۔ (۹:۲۴) (کنزالایمان)

(د)......قرب الٰہی

''وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ''۔ ﴿پ ۳۰ سورۃ العلق آیت نمبر ۱۹﴾ (یہ آیت سجدہ ہے اس کے پڑھنے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔)

ترجمہ:۔ ''اور سجدہ کرو اور ہم سے قریب ہو جاؤ''۔ (کنزالایمان)

(س)......رغبت الی اللہ

''فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ○ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ''۔ ﴿الم نشرح: ۷، ۸﴾

ترجمہ:۔ ''تم جب نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو اور اپنے رب کی طرف رغبت کرو''۔ (کنزالایمان)

(ص)......معیت الٰہیہ

''وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ''۔ ﴿پارہ ۲۷ سورۃ الحدید آیت نمبر ۴﴾

ترجمہ:۔ ''اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو''۔ (کنزالایمان)

''اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ''۔ ﴿پ ۱۴ سورۃ النحل: ۱۲۸﴾

ترجمہ:۔ ''بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے

ہیں"۔ (کنزالایمان)

(ط)......دستورِ عمل

"هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ"۔ ﴿پ ۲۸ سورۃ الجمعہ آیت نمبر ۲﴾

ترجمہ:۔ "وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں"۔ (کنزالایمان)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے......

ترجمہ:۔ "اے جھرمٹ مارنے والے، رات میں قیام فرما، سوا کچھ رات کے آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرو یا اس پر کچھ بڑھاؤ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔ بے شک رات کا اٹھنا وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے بے شک دن میں تو تم کو بہت سے کام ہیں اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔ وہ پورب کا رب اور پچھم کا رب، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو تم اسی کو اپنا کارساز بناؤ اور کافروں کی باتوں پر صبر فرماؤ اور انہیں اچھی طرح چھوڑ دو اور مجھ پر چھوڑ دو ان جھٹلانے والے مالداروں کو انہیں تھوڑی مہلت دو"۔ ﴿سورۃ مزمل: پ ۲۹﴾

ابتدائی مراحل میں گوشۂ تنہائی میں عبادت کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سب سے پہلے وحی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنی شروع ہوئی وہ اچھے اچھے خواب تھے جو بحالت نیند آپ دیکھتے تھے۔ چنانچہ جب بھی آپ خواب دیکھتے تو وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو جاتا، پھر آپ تنہائی پسند ہو گئے اور غار حرا میں تنہا رہنے لگے اور قبل اس کے کہ گھروں کے پاس آنے کا شوق ہو، وہاں کئی راتیں بسر کرتے اس کیلئے توشہ لیتے، پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آنے اور

اسی طرح توشہ لیتے یہاں تک کہ جب وہ غار حرا میں تھے حق آیا چنانچہ ان کے پاس فرشتہ آیا......الخ۔ ﴿بخاری، کتاب الوحی (مترجم) صفحہ نمبر ۸۲، جلد اول﴾

احسان کا مفہوم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا؟

"مَا الْاِحْسَانُ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ ......"

﴿بخاری، کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿عن الایمان والاسلام والاحسان وعلم الساعۃ صفحہ نمبر ۲۰۵، جلد اول، مترجم، طبع لاہور﴾

ترجمہ:۔ "احسان کیا چیز ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا یہ ہے کہ تم اللہ (جل شانہٗ) کی عبادت (اس خلوص اور خشوع سے) کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر (یہ حالت) نہ (حاصل ہو) کہ تم اسے دیکھتے ہو تو یہ خیال (رہے کہ) وہ تمہیں دیکھتا ہے۔

افضل ترین جہاد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"افضل الجہاد جہاد النفس"۔ ﴿مکاشفۃ القلوب:۱۰۱، از امام غزالی (م ۵۰۵ھ)﴾

ترجمہ:۔ "افضل ترین جہاد نفس کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے"۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......

"المجاھد من جاھد نفسہ فی اللّٰہ"۔

ترجمہ:۔ "مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے اللہ کیلئے"۔

﴿رواہ الطبرانی فی الکبیر عن فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ جلد ۱۸ رقم الحدیث: ۷۹۷﴾

﴿رواہ الترمذی ابواب فضائل جہاد عن فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ﴾

﴿رواہ ابن حبان، عن فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ﴾

اسلامی تصوف کے خدوخال

پہلی فصل

تصوف کی تعریف اور اس کے موضوع کے متعلق شیخ الاسلام ابو یحییٰ زکریا بن محمد بن احمد انصاری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (آپ رحمۃ اللہ علیہ ۸۲۳ھ کو سنیکہ مصر کے ایک چھوٹے سے شہر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ، اصول اور ادب کی تکمیل اس دور کے نامور علماء کرام سے کی اور کم وبیش ڈیڑھ سو مشائخ وقت اور محدثین سے روایت حدیث کی اور اجازت حاصل کی، علوم دینیہ کی تحصیل کے بعد درس وتدریس کا شغل اختیار کیا۔ عہدۂ قضاۃ پر بھی متمکن رہے۔ ۹۲۳ھ میں انتقال فرمایا اور تقریباً ۳۶ کے قریب تصانیف یادگار چھوڑیں۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں ۲۰ سال تک ان کی خدمت میں رہا، میں نے کبھی ان کو غفلت میں نہیں پایا اور نہ کسی لایعنی کام میں مشغول پایا۔ موصوف فقہ وتصوف دونوں طریقوں کے ارکان علم میں ایک رکن تھے۔...... ملخصاً از سلاسل الذہب صفحہ نمبر ۲۳ تا ۲۵ طبع خانیوال) لکھتے ہیں......

"علم کے معنی میں تصوف ایک علم ہے ان اصولوں کا جن کے ذریعہ تمام حواسوں اور قلب کی بہتری معلوم کی جاتی ہے۔ اور عمل کے معنوں میں تصوف جو کچھ بیان کیا گیا ہے (یعنی حواس وقلب) کی اصطلاح کا نام ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ تصوف ہے اختیار کا ترک کر دینا اور یوں بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب اپنے حواسوں کی نگہداشت اور اپنے انفاس پر نظر رکھنا اور کہا گیا ہے کہ وہ ہے ملک الملوک (اللہ تعالیٰ) کی طرف راستہ چلنے میں کوشش کرنا اور اس کے علاوہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ بعضوں نے یوں کہا ہے کہ تصوف ابتداء میں علم ہے وسط میں عمل اور آخر میں موہبت الٰہی (اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ولطف وعنایات) ہے۔ تصوف کا موضوع تمام حواسوں اور قلب کی اصلاح"۔

دوسری فصل

ارکان تصوف اور سلوک الی اللہ، تصوف کے ارکان بعض بزرگوں کے نزدیک دس

(۱۰) ہیں:۔

اس میں پہلا رکن تجرید التوحید یعنی توحید کو خالص کر لینا، اس کا مطلب یہ ہے کہ توحید میں نہ تو تشبیہ (یعنی مشابہت خلق) کی آمیزش ہو اور نہ تعطیل (انکار صفات باری تعالیٰ) کی گنجائش۔

دوسرا رکن ہے فہم سماع اور وہ اس طرح ہے کہ اس کو بس حال کے ساتھ سنے، علم کے ساتھ نہ سنے تیسرا رکن ہے حسن العشر یعنی لوگوں کے ساتھ حسن سلوک۔

چوتھا ہے ایثار الایثار اور وہ اس طرح ہے کہ اپنے غیر کو اپنے نفس پر ایثار کی صورت میں برتر قرار دے (یعنی دوسرے کی ضرورت کو اپنے اوپر ترجیح دے)

پانچواں رکن ہے ترک الاختیار یعنی اللہ تعالیٰ کے اختیار پر راضی ہونا اور اپنے اختیار سے دستبردار ہو جانا۔

چھٹا رکن ہے سرعۃ الوجد: اور وہ یہ ہے کہ جو چیز وجد میں لاتی ہے اس سے اس کا دل (سر) خالی نہ ہو اور اس کا دل (سیر) لبریز نہ ہو اس چیز وں سے جو حق کی زجر و توبیخ اور تنبیہ و ملامت کو سننے سے روکتی ہوں۔ اور رہا وجد تو وہ ایک شعلہ ہے جو بھڑکتا ہے کسی اضطراب انگیز کے ادراک و شہود سے۔

ساتواں رکن ہے کشف الخواطر: اور وہ اس طرح ہے کہ ہر اس خطرے (خیال) کی تحقیق و جستجو کرے جو دل میں پیدا ہوں اور پھر جو حق تعالیٰ کی طرف سے ہو اس کی پیروی کرے اور جو حق کیلئے نہ ہو اسے چھوڑ دے۔

آٹھواں رکن ہے کثرت سفر: تا کہ کائنات کے مطالعہ سے عبرتیں اور نصیحتیں حاصل ہوں اور ریاضت نفس، تربیت و تزکیہ نفس۔

نواں رکن ہے: ترک اکتساب: یعنی کسب کو چھوڑ دینا (مال و منال کی فکر میں نہ رہنا) کہ اسی کا نام توکل ہے۔

دسواں رکن ہے: مال کے جمع کرنے کو حرام سمجھنا سوائے اس قدر جو از روئے علم اور ظاہر شرع نے ضروری قرار دیا ہے۔

اور قرب الٰہی کے (اللہ کی طرف جانے والے) راستے تو مخلوقات کی سانسوں کی تعداد کے برابر ہیں۔ ان میں سے جو سب سے قریب اور سب سے واضح ہے ہم نے اس کے بیان کا قصد کیا ہے۔ اگرچہ یہ طریقے بہت ہیں پھر بھی تین نوع میں تقسیم کیے جاسکتے ہیں۔

ان میں پہلا طریقہ ارباب معاملات کا طریقہ ہے جس میں کثرت صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن وغیرہ ظاہری اعمال کی کثرت ہے یہ لوگ اخیار کہلاتے ہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے ارباب مجاہدات کا طریقہ: انکے ہاں اخلاق کی تحسین، نفس کا تزکیہ قلب کا تصفیہ اور جن امور کا باطن کی درستی وتعمیر سے تعلق ہو ان کیلئے کوشش کرنا یہ حضرات ہیں ابرار۔

تیسرا طریقہ ہے طریق السائرین الی اللہ (یعنی اللہ کی طرف ہمیشہ سیر وسلوک میں مشغول رہنے والوں کا) اور یہ لوگ اہل محبت میں سے شطار ہیں (یعنی اہل محبت میں سے ذوق وشوق میں سبقت لے جانے والے) اور یہ طریقہ ہے موت بالا رادہ پر ہے۔ اور یہ صوفیاء کے اس قوت کی بنیاد پر ہے۔ جس میں آیا ہے کہ: ''موتوا قبل ان تموتوا'' ﴿الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر ۲۳۶ رقم ۵۷۰ طبع کراچی﴾ (مرنے سے پہلے ہی مرجاؤ) یہ طریقہ منحصر دس اصولوں پر ہے۔ اس میں سے پہلا ہے توبہ یعنی ندامت اس کی تکمیل (انسانیت کو) جڑ سے اکھاڑ دینے پر ہوتی ہے اس پختہ ارادے کے ساتھ کہ اس کا اعادہ نہ ہوگا اور اس کے تدارک کیلئے ہر ممکنہ تدبیر کی جائے۔

دوسرا اصول ہے ''زہد فی الدنیا'' یعنی دنیا میں زہد اختیار کرنا۔ ترک دنیا یعنی اسباب دنیا، مال وجاہ دنیا، شہوات دنیا، سب سے کنارہ کشی کرنا اور یہ اخذ کیا گیا ہے اس حدیث سے ''جس نے دنیا کو پسند کیا اس نے آخرت کا نقصان کیا اور جس نے آخرت کو پسند کیا اس نے دنیا کا نقصان کیا تو اس کو اختیار کرو جس کا نفع پائیدار اور دائمی ہے۔ اور اس کو چھوڑ دو جو صرف چند روزہ ہے۔

﴿منہاج العابدین از امام غزالی (م ۵۰۵ھ) صفحہ نمبر ۹ ۵ طبع لاہور ۱۹۹۹ء﴾

تیسرا اصول ہے توکل علی اللہ۔ اکثر صوفیاء نے کہا ہے کہ توکل کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اسباب دنیا سے قطع نظر کر لینا اور بعض صوفیاء کا قول بھی اسی کے قریب ہے جنہوں نے کہا کہ جو شئے قدرتِ بشری سے باہر ہو اس کے حصول کی کوشش کو ترک کر دینا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔ (سورۃ الطلاق آیت نمبر ۳)۔ (جس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا بس اللہ اس کیلئے کافی ہے)۔

بعض محققین نے اور ان کے علاوہ بھی دوسروں نے کہا ہے کہ توکل علی اللہ کے معنی ہے کہ اسباب مہیا ہونے کے باوجود ان سے قطع نظر کرنا۔ اس لئے جس شخص نے نبی اکرم ﷺ سے کہا تھا ارسل ناقتی واتوکل او اعقلها واتوکل (میں اپنی اونٹنی کو چھوڑ دوں اور توکل کروں یا باندھ دوں اور توکل کروں (تو اس شخص سے حضور ﷺ نے فرمایا تھا اسے باندھ دے اور توکل کر) یہ روایت بیہقی وغیرہ میں ہے۔

چوتھا اصول ہے قناعت اور وہ ہے شہوات نفسانی سے نکل جانا (اور تعلقات حیوانیہ سے بالکل خارج ہو جانا سوائے اس کے کہ انسانی حاجات کے تحت اس کی ضرورت ہو) جیسے غذا، لباس اور مکان کی سی چیزیں۔

پانچواں اصول عزلت ہے (گوشہ نشینی) اور وہ یہ ہے کہ مخلوق کے ساتھ ملنا ملانا کر قطعاً ترک کر دینا۔ سوائے اپنے شیخ اور مربی کی خدمت کے۔ کیونکہ شیخ مربی کی مثال غسال کی سی ہے جو میت کو غسل دیتے ہیں۔ پس چاہیئے کہ سالک اس کے سامنے اس طرح رہے۔ جیسے میت غسال کے ہاتھوں میں، وہ جس طرح چاہے تصرف کرے۔ پس مرید کیلئے شیخ کامل ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف اس کی رہنمائی کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورہ النحل آیت نمبر ۴۳) (پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے) اور جس نے اپنی رائے پر زور دیا اور اڑ گیا اور اپنے علم کے زعم میں سمجھا کہ مرشد کی تربیت سے بے نیاز ہو گیا تو وہ گویا شیطان کے ورغلانے میں آ گیا۔ اور ایسے ہی شخص کیلئے کہا گیا ہے جس کا کوئی شیخ نہیں اس کا شیخ

شیطان ہے اور عزلت (گوشہ نشینی) کی اصل و غرض یہ ہے کہ خلوت میں رہ کر حواسوں کو اس طرح مجتمع کیا جائے کہ محسوسات میں تصرف نہ کر سکیں۔

اور چھٹا اصول یہ ہے کہ ملازمۃ الذکر یعنی مداومت ذکر۔ غیر اللہ کو بھلا کر ماسوائے دائرے سے اس طرح نکل جائے کہ ہمیشہ اللہ کے مراقبہ میں ڈوبا رہے۔ جب مراقبہ دائمی حاصل ہو جائے تو پھر مشاہدہ ہونے لگتا ہے۔ اور اس حالت میں ذکر کی حاجت نہیں رہتی۔ بعض محققین نے کہا ہے کہ "بلکہ مشاہدہ کے ساتھ ذکر کا تصور بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ صورت نسیان کامل کی مقتضی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ" (سورہ کہف آیت نمبر ۲۴) اگر تم (اس وقت رب کا نام لینا) بھول جاؤ، تو (یاد آنے پر) اپنے رب کو یاد کرو۔ بہت سے لوگوں نے ظاہر پر نظر رکھتے ہوئے کہا کہ "اذا نسیت" کے معنی ہیں "نسیت غیر اللہ" (یاد کرو اپنے رب کو، بھول کر غیر اللہ کو) یہ تعلق بالمشیہ ہے۔ یعنی اگر ایسا کرو گے تو مشیت الٰہی ایسا کرے گی)۔ بہر حال ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ یہی بات "الذکر مع المشاہدہ" کو پیش نظر رکھ کر کی گئی ہے اور دوسری بات "الذکر بدون المشاہدہ" کے پیش نظر کہی ہے۔

ذکر کے تین اصناف ہیں

۱)۔ ذکر لب و ذکر قلبی ہے کہ اسکے امتزاج اور اس کی محبت کے سبب دل اسے بھولتا نہیں۔

۲)۔ ذکر نعوت المذکور: اللہ تعالیٰ کی خوبیوں کا ذکر، اس طرح ہے کہ نفس ذاکر پر ان کا مشاہدہ یوں مستولی ہو جائے کہ وہ اپنی شدت شہود کی وجہ سے پوشیدہ ہو جائیں۔

۳)۔ اور تیسری صنف (قسم) ہے ذکر شہود المذکور یعنی اللہ تعالیٰ کے شہود کا ذکر اور وہ ذکر اس طرح پر ہے کہ اس ذکر کی شدت میں خود ذاکر بھی گم ہو جائے اصل ذکر ہے لا الہ الا اللہ اور یہ مرکب ہے نفی اور اثبات دونوں سے۔

نفی کے ذریعے وہ فاسدہ مادے زائل ہوتے ہیں جن سے نفسانی اخلاق ذمیمہ اور

شہوانی اوصاف کی قلبی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور اثبات کے ذریعے اللہ کے نور سے صحت قلبی کے مادے حاصل ہوتے ہیں اور شواہد حق سے جلائے روح اور اس طرح کی دوسری باتیں حاصل ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا (سورۃ الزمر آیت نمبر ۶۹) (چمک اٹھی زمین اپنے پروردگار کے نور سے) اور فرمایا "فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ" (پ ۲) (سو تم مجھ کو یاد کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا)

ساتواں اصول ہے مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنا اور ہر اس کھینچنے والی چیز کے حلقہ اثر سے نکل جانا جو غیر حق کی طرف بلائے یہاں تک کہ اس کیلئے کوئی مطلوب اور کوئی محبوب اور کوئی مقصود سوائے اللہ تعالیٰ کے باقی نہ رہے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر طالب صادق اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک ہزار برس بھی رہے مگر لحظہ بھر کیلئے اس سے غفلت اور اعراض ہو گیا تو بس سمجھ لو کہ جو نقصان ہو گا وہ اس سے کہیں زیادہ ہو گا، جو اس نے پایا۔

اور آٹھواں اصول ہے صبر یعنی ہوائے نفسانی کے اسباب کے مقابلہ میں اسباب دینی پر ثابت قدمی کے ساتھ قائم ہو جانا۔ اور پھر یہ بھی کہا گیا ہے کہ مجاہدہ فی الطاعۃ (طاعات میں مجاہدات سے کام لینا) اور نفس کی صفائی اور روح کی جلا کی خاطر نفسانی لذتوں کے دائرے سے باہر نکل جانے کا نام صبر ہے۔ لیکن صبر کی یہ تعریف اس کے بعض لوازم کے باعث ہے۔ پس صبر توکل کا ایک طریقہ ہے جس نے صبر اختیار کیا اور اس کو ترک کرنے کا بھی خیال تک نہ کیا وہ بلاء و آزمائش کو پسند کرنے لگتا ہے اور اسی سبب سے کہا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو کسی بلا میں مبتلا کرتا ہے تو وہ ان کو عذاب میں نہیں ڈالتا بلکہ ان کی وجہ سے بلا خود عذاب میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ پس بلا عوام کیلئے عذاب ہے اور خواص خود بلا کیلئے عذاب ہیں اور یہ تخیلات شاعرانہ کی قسم سے ہے جیسا کہ ایک شاعر کا قول ہے۔

زمانے کی سختیوں نے مجھے جام پر جام پلائے

تو میں نے بھی اپنے صبر کے کڑوے جام پیہم پلائے

یہ بات غالب احوال کی بنا پر کی گئی ہے کیونکہ عوام بلا پر صبر نہیں کرتے اور (بغیر صبر کے کوئی چارہ کار بھی نہیں) ورنہ جیسا حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے صبر تو مقدس چیز ہے جس سے اشیاء کو تقدیس ملتی ہے۔ یعنی پاکی اور صفائی ملتی ہے۔ صبر عوام کو گناہوں سے بچاتا ہے اور خواص کو غیر اللہ کی طرف مشغولیت کی آلودگی سے پاک کرتا ہے۔ پس بلا عامیوں کیلئے عذاب بن جاتی ہے کہ وہ اس پر صبر نہیں کر سکتے۔

اور نواں اصول مراقبہ ہے اور اس سے مراد اپنی قوت اور قدرت کے احاطے سے اس طرح خارج ہو جانا ہے کہ نظر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عنایات پر جمی رہے اور اس کے الطاف و کرم کی خوشبوؤں کی طرف، ماسوا اللہ سے منہ موڑ کر اور اس کی طلب و آرزو کے سمندر میں غرق ہو کر مائل رہے۔

دسواں اصول ہے رضا: اور اس کے معنی ہیں اپنے نفس کی رضا سے خارج ہو جانا اور اللہ تعالیٰ کی رضا میں داخل ہو جانا، احکام ازلیہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا اور بلا اعراض و اعتراض اپنے آپ کو تدبیرات ابدیہ کے سپرد کر دینا۔ پس جو کوئی بھی اس روشن اصول پر ارادے اور استقلال کے ساتھ مداومت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو اپنے انوار و تجلیات سے فیض یاب کرے گا اور باطنی فتوحات و دینی علوم سے نوازے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ" (سورہ الانعام آیت نمبر ۱۲۲) (کیا جو شخص پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کیا) اس کا مطلب ہے کہ جو شخص شجرہ انسانیہ میں اوصاف ظلمانیہ کی وجہ سے گویا مردہ ہو چکا تھا ہم نے اس کو اوصاف ربانیہ کے ذریعے زندہ کر دیا اور اس کے واسطے اپنے انوار جمالی سے نور پیدا کر دیا اور وہ اس نور کے ساتھ تمام انسانوں کے باطن میں گھوم پھر لیتا ہے اور اس طرح کہ ان کے باطن میں گھوم کر دیکھ لیتا ہے اور ان کے احوال کا مشاہدہ کر لیتا ہے، ان کی مثال گویا یہ ہے کہ وہ ظلمتوں کے اندر ہیں، اس سے باہر نہیں نکلتے یعنی ان لوگوں کی طرح ہیں جو شجرہ

انسانیت کی تاریکیوں میں باقی رہ گئے، ان سے باہر نہیں نکلے۔ رضا کیلئے تواضع لازم ہے اور تواضع کے معنی ہیں علام الغیوب کے سامنے قلوب کو مکمل طور پر مطیع و منقاد کر دینا اور اس طرح کا ایک لفظ خشوع ہے مگر خشوع تواضع سے زیادہ عام ہے خشوع کا لفظ استعمال نہیں کیا جا سکتا، سوائے اس تعلق کے جو رب اور بندے کے مابین ہے اور تواضع صرف بندوں کے مابین ربط و تعلق میں استعمال ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ نہیں کہتے کہ بندہ فلاں بندے کے سامنے خشوع سے پیش آیا بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اس کیلئے تواضع کی۔

تیسری فصل

توحید، اسلام اور ایمان کے بارے میں۔

توحید اور وہ یہ ہے کہ حق کی تفرید، تم اس طرح کر لو کہ وہ تمام ماسوا سے الگ واحد و یکتا ٹھہرے، اس طور پر کہ وہ حق اپنے سوا ہر چیز سے، یہاں تک کہ خود تمہاری ذات (نفس) سے بھی تم کو الگ کر دے۔

ایمان کی دو قسمیں ہیں

① — ایمان حقیقی

② — ایمان کامل

ایمان حقیقی

تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو کچھ رسول کریم ﷺ کے لانے کا علم ہوا ہے اس کی دل سے تصدیق کرنا۔ ضروری طور پر اس شرط کے ساتھ کہ جو شخص شہادتین (یعنی) اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کو زبان سے ادا کرنے پر قادر ہو وہ زبان سے بھی ادا کرے۔

ایمان کامل

اور ایمان کامل، یہ ہے کہ باقی جو کچھ شرع میں وارد ہوا ہے نماز، روزہ میں سے ان

پر عمل کرنا اور اسلام کی بھی دو قسمیں ہیں۔

1 - اسلام حقیقی

2 - اسلام کامل

پس اسلام حقیقی یہ ہے کہ شہادتین پر قدرت رکھنے والا شخص اقرار لسانی کے ساتھ تصدیق قلبی سے بھی اعلان کرے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے اور اسلام کامل یہ ہے کہ اس کے ساتھ شرعی احکام میں سے جو روزہ، نماز وغیرہ ہیں اُن کی بجا آوری کرنا۔

چوتھی فصل

علم لدنی اور علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے بیان میں۔

پس علم لدنی وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے ارواح کو اس وقت سکھایا جب ان کو مخاطب کر کے کہا تھا "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" (سورہ الاعراف آیت نمبر ۱۷۲) اور وہ ہے ذات الٰہی اور صفات الٰہی کی معرفت مشاہدہ انوار کے ذریعے اور بصائر قلوب کے ذوق سے اور دلائل عقلی اور شواہد نقلی سے نہیں ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ علم لدنی معرفت الٰہی و ذات حق تعالیٰ کا طریقہ ہے۔ اس لئے کہ معرفت ذات الٰہی اتنی ہی حاصل ہوتی ہے جتنی تعرف کی صورت میں اس نے عطا کی اور اللہ کی معرفت اس کے بندوں کو اسی قدر ہوتی ہے جس قدر اس نے ان کو علم لدنی سے نوازا ہے۔ اور جس نے اس کی واقفیت حاصل کی، اس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ اور جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا اور جس نے اپنے رب کو پہچان لیا وہ اپنے نفس کو بھول گیا۔ پس پہچاننے، تعرف کا تعلق معرفت نفس سے اور معرفت نفس متعلق ہے، معرفت رب سے اور معرفت رب متعلق ہے، فراموشی نفس سے اور مشہور قول ہے "اعرفکم بنفسه اعرفکم بربه" (تم میں سے جو اپنے نفس کو زیادہ پہچاننے والا ہے وہ اپنے رب کو بھی زیادہ پہچاننے والا ہے)۔ ﴿یہ یحییٰ بن معاذ (م ۲۵۸ھ) کا قول ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں: لیس بثابت یعنی عن النبی ﷺ الا المعناه ثابت۔ (الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر ۲۳۸)﴾

اور علم الیقین کیا ہے اور وہ دلائل عقلیہ ونقلیہ سے نہیں بلکہ ذوق ووجد کی گواہی سے حجابات بشری کے اٹھ جانے بعد قلب مومن پر نور حقیقت کا ظہور ہے اور یہ حاصل ہوتا ہے قطعیت اور واقعہ کی مطابقت سے اور مجاز الیقین کا اطلاق اسکے نیچے پر ہوتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے وعدے پر وثوق واعتماد اور اطمینان قلب کا نام ہے۔ پس بندہ فوائد دنیوی کے حصول میں سعی وکوشش سے تھک کر استراحت میں چلا جاتا ہے اور یوں حقیقتاً وہ اس عالم میں ہوتا ہے جو علوم ومعارف کی قبیل سے ہے اور مجازاً اس عالم میں ہوتا ہے جو احوال ومعرفت کی قبیل سے ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ (اسی استراحت میں) علوم و معارف دنیوی اور احوال ومقامات روحانی دونوں کیفیتیں مشترک رہتی ہیں

اور علم الیقین وہ ہے جو نظر واستدلال یعنی دانش سے حاصل ہوتا ہے۔

اور عین الیقین وہ ہے جو مشاہدہ اور عیان یعنی بینش سے حاصل ہوتا ہے۔

اور حق الیقین وہ ہے جو عیاں یعنی بینش اور وصول الی اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔

پس اس میں سے پہلے کی مثال یہ ہے جیسے کسی نے جنت کے وجود کو دلیل سے حاصل کیا۔ اور دوسرے کی مثال یہ ہے کہ جنت کو اپنی نظروں کے سامنے پایا اور اسے دیکھا۔ اور تیسرا یہ ہے جیسے کسی نے اسے دیکھ بھی لیا اور داخل بھی ہو گیا۔ اور بعضوں نے یہ بھی کہا کہ علم الیقین حال فراق ہے۔ اور عین الیقین حال جمع اور حق الیقین جمع الجمع ہے

الشیخ ابوالقاسم القشیری (متوفی ۴۶۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فراق ہے اللہ کے غیر کا شہود اور جمع ہے اللہ کے غیر کو اللہ کے ساتھ دیکھنا اور جمع الجمع ہے غلبہ حقیقت کے باعث غیر اللہ سے شعور کا کلیۃً فنا ہو جانا اور ہم نے "رسالہ قشیریہ" کی شرح میں اس کو پھیلا کر بیان کیا ہے۔

مذکورہ بالا چاروں اگرچہ متفاوت ہیں لیکن چاروں کی اصل ایمان ہے جس کا بیان گزر چکا ہے۔

پانچویں فصل

الہام، وحی اور فراست کے بارے میں۔

الہام از روئے لغت کسی شئے کا دل میں گزرنا اور واقع ہونا ہے۔ جس طرح کہتے ہیں: "الهمة الله الصبر" اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں صبر ڈال دیا اور از روئے اصطلاح عام اس کے معنی ہیں، کسی شئے کا قلب میں اس طرح واقع ہونا کہ اس کا سینہ اطمینان اور سکون سے بھر جائے۔ یہ خصوصیت اللہ تعالیٰ اپنے اصفیاء کو عطا فرماتا ہے اور صوفیاء اسی کو خاطر حقانی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ وحی لغت میں۔ چند معانی کیلئے بولی جاتی ہے ان میں سے ایک ہے "پوشیدہ اطلاع" اور ایک ہے "کتابت وتحریر" اور عرف عام میں (وحی کا معنی یہ ہے) اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی کو کسی واسطے (حضرت جبرئیل علیہ السلام) یا بغیر کسی واسطے سے شریعت کی خبر دینا۔ کبھی اس لفظ (وحی) کا اطلاق اس کے اسم مفعول یعنی الموحی (وحی کیا ہوا) پر کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ کلام اللہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا۔ اس کو وحی کہتے ہیں۔ اور فراست کہتے ہیں آثار صوری میں انوار ربانی کی مدد سے نظر ظاہر کا اوپر کر احوال باطن کو دریافت کر لینا۔ اور اسی کو "معاینہ مغیبات" بھی کہتے ہیں اور اس کی اصل یہ حدیث شریف ہے۔

"اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله"۔

ترجمہ: مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور کی مدد سے دیکھتا ہے

﴿رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی امامۃ (جمع الفوائد صفحہ نمبر ۲۹۱ جلد ۲) نیز اس حدیث کو امام الوہابیہ مولوی محمد اسماعیل نے اپنی تالیف "منصب امامت" صفحہ نمبر ۸۸ طبع لاہور ۱۹۸۸ء پر نقل کیا ہے﴾

چھٹی فصل

محاضرہ و کشف اور مکاشفہ و مشاہدہ و معاینہ کے بیان میں۔

حضوری تو یہ ہے کہ حجابات کے پیچھے سے حق کے ساتھ حضوری قلب ہو اور کشف وہ ہے کہ ساتھ حضوری قلب بھی ہونا اور حجابات کے پیچھے سے اسرار الٰہی کی خوشبوئیں

بھی سونگھتا ہے اور کشف کی تین قسمیں ہیں:

۱ - کشف نفس

۲ - کشف قلب

۳ - کشف سر

پہلے کو یعنی کشف نفس کو علم الیقین کہتے ہیں۔ اور دوسرے یعنی کشف قلوب کو عین الیقین اور کشف سر کو حق الیقین کہتے ہیں اور یہ تینوں علوم ہیں کیونکہ یہ اپنی معلومات کے اعتبار سے علم کی تین قسمیں ہیں۔

اگر ذات ظاہری سے متعلق ہو تو وہ علم الیقین ہے یا ذات باطنی سے متعلق ہو تو عین الیقین ہے۔ اور اگر حق تعالیٰ سے متعلق ہو تو حق الیقین ہے۔ اور ان سب کا بیان گزر چکا ہے۔ اور مکاشفہ ہے دلائل و براہین کے ذریعے مکمل بیان کی صورت کے ساتھ حضوری قلب مع الحق ہونا۔

اور مشاہدہ ہے وجود حق کا بلا شک و شبہ کے مشاہدہ کرنا۔

اور معاینہ ہے اس ذات کی معرفت کی توثیق جس کے ساتھ ہزار وجود درست قرار نہیں پاتے اور ان میں سے ہر ایک اپنے ماقبل سے کامل تر ہے۔ اس کے باوجود کہ بعض باتوں میں یہ ایک دوسرے کے خلاف ہیں (لیکن) کوئی شک نہیں کہ ان الفاظ کے معنی ماورائے عقل ہیں جن کا عرفان سوائے ان لوگوں کے کسی کو نہیں ہوتا جن پر عنایات ربانی ہوں گے۔ کیونکہ ان معانی کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کی توحید سے اور اللہ تعالیٰ کی توحید متعلق ہے اس کی ذات اور صفات سے اور یہ صحیح نہیں ہے کہ ذات و صفات تمام عقلوں کے ادراک میں آجائیں۔

ساتویں فصل

شریعت، طریقت اور حقیقت کے بیان میں۔

پس شریعت عبودیت کے تمام لوازم کے ساتھ پابندی احکام کا نام ہے۔ اور یہ بھی

کہا جاتا ہے کہ وہ سلوک الی اللہ کی معرفت ہے۔

اور حقیقت ہے ربوبیت کا مشاہدہ قلبی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حقیقت "ایک سر معنوی" ہے۔ جس کی نہ کوئی حد ہے نہ جہت اور جن لوگوں نے ان دونوں کے اتحاد کے بارے میں گفتگو کی ہے تو ان کی مراد ان دو کے اتحاد سے مفہوماً نہیں بلکہ صدا قاً ہے ۔ اور طریقت شریعت کے راستے پر چلنا ہے۔ یعنی وہ اعمال شرعیہ ہیں اور ان کے حدود مقرر ہیں۔ جیسے نماز کہ اس میں دو رکعت ہوتی ہیں یا تین یا چار) اور اس کی حیثیت و نوعیت کیا ہے مثلاً فرض ہے یا نفل، وقت معین پر ہے یا غیر معین پر اور یہ تینوں (طریقت، شریعت اور حقیقت) ایک دوسرے سے مربوط و ملزوم ہیں کیونکہ طریق الی اللہ کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی، پس جو اس کا ظاہر ہے وہ شریعت اور جو اس کا باطن ہے وہ حقیقت ہے ۔ پس حقیقت، شریعت و طریقت میں اسی طرح پوشیدہ ہوتی ہے۔ جیسے مکھن دودھ میں پوشیدہ ہوتا ہے اور دودھ سے مکھن بغیر اس کو بلوئے حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس ان تینوں سے مراد اس عبودیت کا قیام ہے جو عبد کی عبودیت کا مقصود و مراد ہے۔

آٹھویں فصل

سعادت اور شقاوت کے سبب کے بارے میں۔

محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ سعادت اور شقاوت کا سبب افعال نہیں ہوتے بلکہ ان دونوں کا تعلق اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہے اور یہ کہ اعمال عبودیت کا شعار ہیں اور رفتار مشیت کے تابع ہیں جو ان پر حاکم ہے۔ مگر اس سبب کے باوجود اس پر سب محققین کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ اعمال پر ثواب و عذاب دیتا ہے۔ کیونکہ اس نے اعمال صالح پر وعدہ اور اعمال سیئہ پر وعید فرمائی ہے۔ پس وہ اپنے وعدے کو پورا فرماتا ہے۔ اور اپنی وعید کو سچ کر دکھاتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور اس کی خبر سچی ہے۔ اگر تم یہ کہو کہ جب اعمال کا اثر نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ پر تکیہ کرنے کا فائدہ؟ تو ہم کہیں گے کہ اعمال کا بجالانا تعمیل حکم کی نیت سے واجب ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ "اعملوا و کل

میسر لما خلق له " (رواہ بخاری کتاب التوحید پ۳۰)(عمل کرو کہ سب جس مقصد سے پیدا کئے گئے ہیں اس کی توفیق ان کو بخشی گئی ہے) اس کے باوجود کہ اعمال چاہے حقیقتاً موثر نہ ہوں مگر ان کا اثر عرفاً، عادتاً اور عملاً ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ"۔ ﴿سورہ الاعراف آیت نمبر ۴۳﴾

ترجمہ: "یہ ہے وہ جنت جس کے وارث تم ہو بہ سبب اس کے جو عمل تم کرتے رہے"۔

اور ارشاد ہے کہ "وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ"۔ ﴿سورہ شوریٰ آیت نمبر ۳۰﴾

ترجمہ: "اور جو مصیبت تمہیں پہنچی وہ کرنی تھی تمہارے ہاتھوں کی"۔

اور فرمایا کہ "بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ"۔ ﴿سورۃ النساء آیت نمبر ۱۵۵﴾ (بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب ان پر مہر لگا دی)۔

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "من عمل بما علم ورثه الله علم مالم يعلم" ﴿رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ عن انس رضی اللہ عنہ (ضعیف) احیاء علوم الدین مع تخریج صفحہ نمبر ۷۱ جلد اول﴾ (جس نے عمل کیا اپنے علم کے مطابق اسے اللہ وارث کر دیتا ہے اس علم کا جسے وہ نہیں جانتا)۔ اور یہاں اتنا مقصود کے مطابق کافی ہے۔ البتہ جو شخص اس علم میں تبحر حاصل کرنا چاہے تو اس کو لازم ہے کہ ہماری اس شرح کی طرف توجہ کرے جو امام ابو القاسم قشیری (اللہ ان پر رحمت فرمائے اور ان کے علوم سے سب کو نفع عطا فرمائے) کے رسالے کی ہم نے کی ہے۔

(نوٹ): عند المحدثین اعمال وفضائل میں حدیث ضعیف قابل قبول ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۱)۔ الموضوعات الکبریٰ از ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ) صفحہ نمبر ۶۳ طبع کراچی۔

۲)۔ مقدمہ ابن صلاح از امام ابی عمرو عثمان بن عبد الرحمٰن (م ۶۴۳ھ) صفحہ نمبر ۳۹ طبع ملتان۔

۳)۔ تدریب الراوی از امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) صفحہ نمبر ۲۹۸ جلد اول طبع لاہور۔

۴)۔ کتاب الاذکار از امام نووی (م ۶۷۶ھ) صفحہ نمبر ۳۱ جلد اول طبع کراچی۔

۵)۔ مسک الختام از نواب صدیق حسن خان (غیر مقلد) (م ۱۳۰۷ھ) صفحہ نمبر ۲۷۵ جلد اول۔

نویں فصل

خطرات کے بیان میں اور وہ چار ہیں۔

ایک وہ خیال یا خطرہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں آئے، دوسرا وہ جو فرشتے کی طرف سے ہو۔ تیسرا وہ جو نفس کی طرف سے ہو اور چوتھا وہ جو شیطان کی جانب سے ہو۔ پس پہلا خطرہ یا خیال تو تنبیہ ہے اور وہ کسی حیرت کی طرف نہیں لے جاتا اور دوسرا وہ ہے جو طاعت پر ابھارنے والا ہے اور تیسرا (خطرات نفس) شہوانی مطالبہ ہوتا ہے۔ اور چوتھا خطرات شیطانی تو یہ معصیت کو خوش نما بیان کرتا ہے۔ اور یہ سب حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پہلا یعنی خطرات الاہیہ تو یہ بے واسطہ براہ راست ہوتے ہیں اور باقی بالواسطہ ہوتے ہیں۔

اور پہلے کو خاطر ربانی کہا جاتا ہے اور دوسرے کو خاطر ملکی اور تیسرے کو خاطر نفسانی اور چوتھے کو خاطر شیطانی اور ان دو خواطر کے درمیان فرق یہ ہے کہ ان دو میں سے پہلا طلب اور اصرار والحاح کیلئے ہوتا ہے۔ اور دوسرا بغیر اس کے کیونکہ نفس جب شہوات میں سے کسی شے کا طالب ہوتا ہے تو اس کی طلب میں اس طرح اُبھار دیتا ہے جس طرح کسی چیز کیلئے مچلنے لگتا ہے۔ چنانچہ نفس اس چیز کی طلب میں برابر اصرار والحاح کئے جاتا ہے تا آنکہ وہ اپنی مراد کو پالے۔ اور شیطان جب کسی لغزش اور گناہ کی طرف بلاتا ہے تو پھر وہ اس کو انسان کیلئے ایسا خوشنما بنا کر پیش کرتا ہے مگر جب آدمی اس کو چھوڑنے کی مخالفت کرنے لگتا ہے تو وہ کسی دوسری لغزش کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور کسی معین گناہ پر جمتا نہیں کیونکہ کسی معین گناہ کی خصوصیت سے کوئی غرض اس کی وابستہ نہیں ہوتی اسکی غرض تو صرف اتنی ہے کہ جس طریقے سے بھی ممکن ہو بس بہکاتا رہے اور گمراہ کرتا رہے۔

ان چار خطرات میں سے پہلے دو کا حق یہ ہے کہ انہیں قبول کیا جائے اور آخری دو کو رد کیا جائے۔ اور ورع (پرہیزگاری) کا تقاضا یہ ہے کہ ان چاروں میں سے کسی پر بھی شرع کی اجازت کے بغیر اقدام نہ کرنا چاہئے۔

اور کہنے والوں نے یہ بھی کہا ہے کہ پہلے کو خاطر، دوسرے کو الہام، تیسرے کو ہاجس (اندیشہ وگمان) اور چوتھے کو وسواس کہا جاتا ہے۔ بعض محققین نے ان چاروں خواطر پر دو کا مزید اضافہ کیا ہے۔ (۱) خاطر عقل، (۲) خاطر الیقین۔ پس خاطر عقل ان چاروں کے وسط میں ہے اور کبھی یہ آخری دو کے ساتھ ہوتا ہے اور بندے پر یہ حجت قائم کرتا ہے کہ یہ دونوں اگر ناپید ہو جائیں تو یقیناً سزا ساقط ہو جائے۔ اور کبھی پہلے دو کے ساتھ ہو کر یہ ثابت کرتا ہے کہ بندہ اپنے فعل کا مختار ہے، لہٰذا ثواب کا مستحق ٹھہرے گا اور خواطر یقین، ایمان کی روح ہے اور علم کو بڑھانے والا ہے۔

دسویں فصل

بیعت لینے، خرقہ پہنانے اور ذکر کی تلقین کرنے کے بارے میں۔

جب شیخ مرید سے بیعت لینے کا ارادہ کرے تو خود پاک ہو اور اس کو ہر برائی اور ناپاکی سے پاک ہونے کا حکم دے۔ تاکہ طریقت کے شرائط میں سے جو کچھ اسے تلقین کیا جائے وہ اسے قبول کرنے کیلئے تیار ہو جائے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر دعا کرے کہ دونوں کو قبول فرمائے اور پھر اس معاملہ میں نبی اکرم ﷺ کا وسیلہ پکڑے کیونکہ وہی واسطہ ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان اور وہ اپنا سیدھا ہاتھ مرید کے سیدھے ہاتھ پر رکھے۔ اس طرح کہ اپنی ہتھیلی اس کی ہتھیلی پر اور اس کا انگوٹھا اپنی انگلیوں سے پکڑے اور کہے......

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمْ۔

اور مرید اس کو اس کے ساتھ ساتھ دہراتا جائے اس کے بعد کہے......

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اشھدك واشھد ملائكتك وانبيائك ورسلك و اوليائك انی قد قبلته ولدا فی الله فاقبله واقبل عليه وكن له ولا تكن عليه ثبته و ايده"

ترجمہ: "اے اللہ! میں گواہ کرتا ہوں تجھے اور تیرے ملائکہ کو تیرے انبیاء کو تیرے رسولوں کو اور تیرے اولیاء کو کہ میں نے اس کو اللہ کی راہ میں اپنا بیٹا قبول کیا، پس تو بھی اسے قبول فرمانا اور اس پر توجہ فرمانا اور اس کا (ناصر) ہو جا اور اس کو اپنی توجہ سے محروم نہ فرما۔ اس کو ثابت قدم رکھ اور اس کی مدد فرما"۔

پھر کہے کہ اے بیٹا! میں اس پر عہد لیتا ہوں تجھ سے کہ تو کبھی گناہ کبیرہ کے قریب نہ پھٹکے گا اور گناہ صغیرہ پر کبھی اصرار نہ کرے گا۔ اور یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت پر عمل کرے گا۔ اور یہ کہ تو شریعت اور حقیقت کو ملا کر رکھے گا۔ اس پر مرید کہے کہ میں نے قبول کیا۔ پھر شیخ دونوں کے واسطے دعا کرے اور تمام مسلمانوں کے حق میں دعا کرے۔ اور اپنی دعا میں یہ کہے کہ اے اللہ پاک ہماری اصلاح فرما اور ہمارے ذریعہ اصلاح کو عام فرما، ہماری ہدایت فرما، اور ہمارے ذریعے ہدایت کو جاری فرما۔ اے اللہ! ہمیں حق کو حق کے طور پر دکھا اور ہمیں اس کے اتباع کی توفیق دے۔ ہمیں باطل کو باطل کر دکھا اور ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ پاک! جو ہمیں تجھ سے کاٹنے والا ہو اس کو ہم سے کاٹ کر الگ کر دے۔ ہمیں اپنے آپ سے نہ کاٹ اور ہمیں اپنے غیر میں مشغول ہو کر اپنے سے دور مت ہونے دے۔ اور پھر کہے کہ......

"قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ"۔ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۶۶) يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا"۔ ﴿سورۃ الفتح آیت نمبر ۱۰﴾

ترجمہ: "اور جو کچھ میں نے کہا اللہ اس کا وکیل ہے اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے پس جس نے عہد کرنے کے بعد عہد کو توڑا اس نے اپنی ذات کو نقصان پہنچایا اور جس نے اپنے عہد کو پورا کیا تو اللہ پر ہے کہ وہ اس کو اجر عظیم فرمائے"۔

اور جب ارادہ کرے مرید کو خرقہ پہنانے کا تو پہلے خود پاک ہو پھر مرید کو پاک ہونے کا حکم دے جیسے اوپر گزرا۔ پھر دونوں ہاتھوں پر خرقہ رکھا جائے اور اس پر فاتحہ پڑھی جائے اور شیخ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نیابت کی نیت کر کے اپنے ہاتھوں سے

مرید کو خرقہ پہنائے۔ اس کے بعد مرید کے سامنے خرقے کی نسبت بیان کرے اور یوں کہے مجھے میرے شیخ فلاں نے اپنے ہاتھوں سے خرقہ پہنایا اور ان کو ان کے شیخ فلاں نے اور اس طرح آخیر تک (تمام نام لے کر بیان کرے)۔

﴿الفتوحات الالٰہیہ (عربی) از شیخ الاسلام ابو یحیٰی زکریا بن محمد انصاری شافعی رحمۃ اللہ علیہ﴾
﴿(المتوفی ۹۲۶ھ) اردو ترجمہ جناب خالد حسن قادری) (بتغیر قلیل)﴾

تصوف پر اعتراضات

(۱) ـ تصوف کا سرچشمہ غیر اسلامی تصورات وعقائد وافکار ہیں۔

(۲) ـ تصوف بنی نوع آدم کیلئے بمنزلہ افیون ہے۔

(۳) ـ تصوف زندگی کے حقائق سے گریز کی تعلیم دیتا ہے۔

(۴) ـ تصوف نے مسلمانوں کے قوائے عملی کو مردہ بنا کر کم از کم ضعیف کر دیا ہے۔

(۵) ـ تصوف نے اباحت مطلقہ کا دروازہ کھول دیا ہے۔

(۶) ـ تصوف نے مشرکانہ عقائد کی اشاعت کی ہے۔

جواب

جو تصوف مسلمانوں میں شائع ہوا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) اسلامی تصوف: جو قرآن وحدیث اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے ماخوذ ہے۔

(۲) غیر اسلامی تصوف: جو قرآن وحدیث اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف ہے۔

انتہائی افسوس ہے کہ تصوف کے مخالفین نے (جس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں برابر کے شریک ہیں) اسلامی تصوف پر اعتراض کرتے ہوئے غیر اسلامی تصوف کو مد نظر رکھا اور اس طرح حق وصداقت ہی کا خون نہیں کیا، بلکہ لاکھوں مسلمانوں کو تصوف کی برکات سے محروم رکھا۔ ان نا آشنا لوگوں نے قبائح تو مد نظر رکھے غیر اسلامی تصوف کے اور نشانہ بنایا اسلامی تصوف کو، تصوف سے بدظن کرنے کیلئے حق نا شناسوں نے تصوف کی

اسلامی اور غیر اسلامی قسم کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔

ان حضرات نے اس قسم کے جتنے اعتراضات کیے ہیں وہ غیر اسلامی یا عجمی تصوف پر تو وارد ہو سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلامی تصوف کا دامن ان تمام اعتراضات سے پاک و مبرا ہے، مسلمان یعنی حقیقی صوفیاء کرام نے ہر زمانہ میں ان خرابیوں کی جو غیر اسلامی تصوف کی وجہ سے رونما ہوئیں، نشاندہی بھی کی اور ان کے ازالے کی سعی و کوشش بھی کی۔

نوٹ...... امیر حمزہ نے جتنی آیات قرآنی تصوف کے رد میں نقل کی ہیں ان کا تعلق غیر اسلامی تصوف سے ہے۔ انہیں اسلامی تصوف پر چسپاں کرنا سراسر جہالت و حماقت ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد فرماتے ہیں......

اگر ناعاقبت اندیش صوفیاء نے غیر اسلامی باتیں تصوف میں شامل کر لیں تو اس کو حقیقت تصوف سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس کی ذمہ داری خود ان پر ہے۔ خالص تصوف نے جو اسلامی تصوف ہے اس کی نشوونما قرآن و حدیث کی آغوش میں ہوئی ہے۔

نیز فرماتے ہیں کہ ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں: خارجی اور داخلی، اسی طرح اسلام کے بھی دو پہلو ہیں۔ خارجی پہلو کو شریعت کہتے ہیں اور داخلی پہلو کو طریقت (اور یہ کوئی شریعت سے علیحدہ چیز نہیں بلکہ شریعت کو برتاؤ میں لانے کا نام طریقت ہے (شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ: مکتوبات، طبع امرتسر، ۱۳۳۸ھ صفحہ نمبر ۹۷ جلد اول) پھر شریعت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے: عبادت و معاملات۔ عبادت اساسی معتقدات اور خالق و مخلوق کے درمیان رابطے سے عبارت ہے اور معاملات انسانوں کے باہمی معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی روابط سے عبارت ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

علم طریق آخرت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مکاشفہ دوسرا علم معاملہ۔ قسم اول کا نام علم باطن (تصوف) ہے۔ اور وہ سب علوم کی انتہا اور علت غائی ہے۔ اور یہ علم مکاشفہ

صدیقوں اور مقربوں کا علم ہے اور وہ ایک نور ہے کہ جب دل اپنی صفتوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے اس وقت اس میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی غایت یہ ہے کہ خدائے پاک کی ذات اس کی صفات کاملہ دائمی اور اس کے افعال کی معرفت حقیقی حاصل ہو۔

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

کہ حظ نفسانی کو ترک کرنے کا نام تصوف ہے، اور صوفی وہ ہوتا ہے جو خواہش نفسانی سے پاک اور اس کی روح کدورت بشری سے منزہ ہو۔

شریعت و طریقت کے علاوہ ایک تیسری چیز حقیقت ہے یہ کوئی علم نہیں، کشف ہے، دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ طریقت سے جو نور حاصل ہوتا ہے اور اس کی روشنی میں جو کچھ نظر آتا ہے، محسوس کیا جاتا ہے یا ادراک کیا جاتا ہے وہ "حقیقت" ہے۔

﴿بلوچستان میں تحریک تصوف از ڈاکٹر انعام الحق کوثر صفحہ نمبر ۱۶ تا ۱۹ طبع کوئٹہ ۱۹۹۵ء﴾

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تصوف: شریعت، طریقت اور حقیقت کے مجموعے کا نام ہے۔

اس تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ تصوف کو عیسائیت، نو افلاطونیت، ہندومت، مجوسیت وغیرہ کسی سے بھی اساسی تعلق نہیں۔

حقیقت تصوف سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے پروفیسر نکلسن اور پروفیسر میکڈانلڈ کو اس میں عیسائی رہبانیت اور یونی باطنیت نظر آتی ہے باوجود کہ اس کو تسلیم ہے کہ اس کا مبداء اولین قرآن پاک ہے۔ پروفیسر ماسینون نے تصوف کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔

Demived from the Quran and the practice of the prophet.

﴿بلوچستان میں تحریک تصوف صفحہ نمبر ۱۸﴾

باب سوم

قبور المسلمین اور اُن کا احترام

حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں......

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَيْهَا"۔

﴿صحیح مسلم مترجم صفحہ نمبر ۳۹۸ حصہ ۲ طبع لاہور ۱۹۸۱ء؛ مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت پہلی فصل﴾

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر پر نہ بیٹھو اور اس کی طرف نماز نہ پڑھو"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں......

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاَنْ يَّجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهٗ فَتَخْلُصَ اِلٰى جِلْدِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ"۔

﴿صحیح مسلم مترجم صفحہ نمبر ۹۸ جلد ۲ طبع لاہور ۱۹۸۱ء مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت پہلی فصل﴾

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی ایک انگارے پر بیٹھے اور اس کے کپڑے جل جائیں اور اس کی کھال تک پہنچے تو بھی بہتر ہے اس سے کہ قبر پر بیٹھے"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کو ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا تو فرمایا......

"لَا تُؤْذِ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ"۔

﴿مشکوٰۃ مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت تیسری فصل صفحہ نمبر ۱۴۹ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

ترجمہ: "صاحب قبر کو ایذا (تکلیف) نہ دے"۔

حاکم و طبرانی عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا اور فرمایا......

''انزل من القبر لاتوذی صاحب القبر ولا یوذیک''۔

ترجمہ: ''اے قبر والے قبر سے اتر نہ تو صاحب قبر کو ایذا دے اور نہ وہ تجھے''۔

﴿شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور از سیوطی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۲۸۳ طبع کراچی ۱۹۶۹ء﴾

﴿مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۶۱ جلد ۳، المستدرک صفحہ نمبر ۶۸۲ جلد ۳، الترغیب والترہیب صفحہ نمبر ۳۷۲ جلد ۴﴾

حضرت ابراہیم (نخعی) رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا......

''کان عبداللہ بن مسعود یقول لان اطا علی جمرۃ احب الی من ان اطا علی قبر متعمدا''۔ ﴿کتاب الآثار بروایت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۱۲۷﴾

ترجمہ: ''ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ البتہ چنگاری پر کھڑا ہونا میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میں جان بوجھ کر قبروں کو روندوں''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم) سے کسی نے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا......

''جس طرح زندہ مسلمان کی ایذا مجھے ناپسند ہے اسی طرح مردہ (مسلمان) کی ایذا بھی ناپسند کرتا ہوں''۔

﴿ہدایت المرتاب الی مسائل القبور والقباب صفحہ نمبر ۲۰ طبع لاہور از قاضی برخوردار ملتانی رحمۃ اللہ علیہ﴾

امام محمد (متوفی ۱۸۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جان بوجھ کر قبروں کو روندنا مکروہ ہے۔ اور امام ابوحنیفہ (متوفی ۱۵۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔ (کتاب الآثار صفحہ نمبر ۱۲۷)

﴿امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر یہود و نصاریٰ امام محمد کی تصانیف دیکھ لیں (یعنی پڑھ لیں) تو بے اختیار ایمان لے آئیں۔ (حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۱۵۳ طبع لاہور﴾

(ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان المیت یتاذی بما یتاذی بہ الحی''۔

﴿فتاویٰ شامی صفحہ نمبر ۱۵۶ جلد ۳﴾

ترجمہ: ''جس چیز سے زندوں کو ایذا ہوتی ہے اس سے مردے بھی ایذا پاتے ہیں''۔

مشاہدات

قبر سے آواز کا آنا

حافظ ابن قیم جوزی (متوفی ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں: ابو عثمان ہندی کا بیان ہے کہ ایک دن ابن سا س ایک جنازے کے ہمراہ تھے معمولی کپڑے زیب تن تھے، کہتے ہیں کہ میں نے ایک قبر کے قریب دو رکعت نماز پڑھی پھر میں اس سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ واللہ! میرا دل بیدار تھا۔ قبر سے آواز آئی یہاں سے ہٹ جاؤ۔ مجھے تکلیف نہ دو۔ تم لوگ عمل کر سکتے ہو مگر یہاں کے حالات کی خبر نہیں رکھتے ہو اور ہم حالات کی خبر رکھتے ہیں مگر عمل نہیں کر سکتے۔ مجھے تمہاری جیسی دو رکعت فلاں فلاں چیز سے زیادہ بہتر ہے۔

﴿کتاب الروح از ابن قیم صفحہ نمبر ۱۸ طبع لاہور ۱۹۹۷ء﴾

صاحب قبر کا شکوہ کرنا

حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں: ابو قلابہ نے بیان کیا کہ میں شام سے بصرے آیا اور ایک جگہ ٹھہر گیا۔ رات کو میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں قبر والے کو دیکھا کہ شکایت کر رہا ہے کہ آج رات تم نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے......الخ۔ ﴿کتاب الروح (مترجم) صفحہ نمبر ۱۸، ۱۹ طبع لاہور ۱۹۹۷ء﴾

احادیث نبویہ میں معنوی تحریف اور امیر حمزہ (وہابی)

موصوف نے مسلم شریف کی درج ذیل احادیث لکھ کر معنوی تحریف کی ہے۔

① — ولا تصلوا الی القبور ولا تجلسوا علیھا (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) قبروں کی طرف رُخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ ہی ان پر سجادہ نشین بن کر بیٹھ جاؤ۔

② — مسلم شریف کی اس حدیث مبارکہ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں تو یہ (آگ) اس بات سے کہیں بہتر ہے کہ وہ کسی قبر پر سجادہ نشین بنے۔

③ — مسلم شریف کی اس حدیث نبوی میں "یقعد علیہ" کا ترجمہ مجاوری کیا ہے۔

﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۶، ۳۷﴾

﴿جواب نمبر ۱﴾

حدیث نمبر ۱، حدیث نمبر ۲ کو امام مسلم نے "کتاب الجنائز باب النہی عن الجلوس علی القبر" میں نقل کیا ہے۔

امام راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) لکھتے ہیں: جلس کے معنی انسان کے اپنی مقعد کو تخت زمین پر رکھنے کے ہیں۔ پھر محض بیٹھنے کو جلوس اور بیٹھنے کی جگہ کو مجلس کہا جاتا ہے۔ ﴿مفردات القرآن صفحہ نمبر ۱۸۸ طبع لاہور ۱۹۷۱ء﴾

"اس لئے ولا تجلسوا علیھا" اور "ان یجلس علی قبر" کا ترجمہ سجادہ نشین کرنا سراسر غلط اور معنوی تحریف ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف کے "باب النہی عن الجلوس علی قبر" سے اظہر من الشمس ہے

﴿جواب نمبر ۲﴾

علامہ وحید الزمان (غیر مقلد) نے بھی "ان یجلس علی قبر اور ولا تجلسوا علیھا" کا ترجمہ قبر پر بیٹھنا ہی کیا ہے۔

﴿مسلم شریف مترجم اردو از وحید الزماں صفحہ نمبر ۳۹۸ حصہ ۲ طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

اور یقعد کا ترجمہ مجاوری کرنا بھی درست نہیں بلکہ اس کا ترجمہ قبر پر بیٹھنا ہے۔

جیسا کہ وحید الزمان (غیر مقلد) اور مولوی عبد التواب ملتانی (غیر مقلد) نے کیا ہے۔

﴿مسلم شریف مترجم اردو از وحید الزماں صفحہ نمبر ۳۹۸ حصہ ۲ طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

مولوی عبد التواب ملتانی لکھتے ہیں......

(وان یقعد علیہ) اور اس سے کہ بیٹھیں اوپر اس (قبر) کے۔

﴿بلوغ المرام مترجم از مولوی عبد التواب ملتانی طبع ۱۳۳۳ھ﴾

اور مجاوری کے معنی ہیں......

وہ خدمت جو مجاور (مزاروں کا خادم) انجام دیتا ہے۔

﴿لغت اردو از مقبول بدخشانی صفحہ نمبر ۲۷۶ طبع لاہور ۱۹۲۶ء﴾

محمد عبد اللہ خویشگی لکھتے ہیں......

درگاہ کی خدمت (کرنے کو مجاوری کہتے ہیں)۔

﴿فرہنگ عامرہ صفحہ نمبر ۵۲۷ طبع اسلام آباد﴾

مزارات پر گنبد بنانا

مسلمان دو طرح کے ہیں ایک تو عام مومنین اور دوسرے علماء و مشائخ اولیاء اللہ، جن کی تعظیم و توقیر کرنا کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ عامۃ المسلمین کی قبروں کو پختہ یا ان پر قبہ وغیرہ بنانا چونکہ بے فائدہ ہے۔ اس لئے منع ہے اور علماء و مشائخ اولیاء اللہ جن کے مزارات پر خلقت کا ہجوم ہوتا ہے لوگ وہاں بیٹھ کر قرآن خوانی اور فاتحہ وغیرہ پڑھتے ہیں۔ لوگوں کی آسائش (یعنی گرمی و سردی) طوفان و آندھی اور بارش وغیرہ سے بچ سکیں) اور صاحب قبر کی عظمت کیلئے اس کی قبر کے آس پاس (لوگوں کیلئے سایہ) کے واسطے گنبد بنانا شرعاً جائز ہے۔

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زینب بنت جحش کی قبر کھودنے والوں پر گزرے وہ گرمی میں قبر کھود رہے تھے۔ آپ نے فرمایا، اگر میں ان پر خیمہ لگا دوں (تو بہتر ہوگا) اور یہ پہلا خیمہ تھا جو (بقیع قبرستان) میں لگایا گیا۔

﴿مستدرک از حاکم (م ۴۰۵ھ) صفحہ نمبر ۳۶ جلد ۴ طبع بیروت﴾

اس سے معلوم ہوا کہ کسی ضرورت کیلئے قبر پر خیمہ لگانا درست ہے۔

جب امام حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم فوت ہوئے تو اس کی زوجہ (فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا) نے ان کی قبر پر قبہ (خیمہ) لگایا۔ ایک سال کے بعد اٹھا دیا تو ہاتف سے آواز آئی کیا انہوں نے جو کچھ گم کیا تھا پالیا دوسرے نے جواب دیا بلکہ نا امید ہوئے اور واپس ہو گئے۔ ﴿بخاری شریف (مترجم) صفحہ نمبر ۵۰۲ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء﴾

اس حدیث سے قبر پر (قبہ) خیمہ لگانا جائز ثابت ہوتا ہے۔ اگر منع ہوتا تو امام حسین رضی اللہ عنہ کی دختر یہ کام ہرگز نہ کرتی اور ہاتف کا پکار کر کہنا منع کی دلیل نہیں بن سکتا بلکہ تسلی و صبر کیلئے ہے کہ سال بھر قبر پر ڈیرہ ڈالنے سے کیا حاصل ہوا آخر ناکام واپس ہونا پڑا۔ جو میت تھی وہ تو واپس نہ آسکی۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زینب بنت جحش کی قبر پر خیمہ لگایا۔

پھر آگے فرماتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کی قبر پر خیمہ لگایا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اتار دیا۔

(ف) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اجتہاد میں بدرجہا افضل ہیں ان کے قول و فعل کو ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول و فعل پر ترجیح ہے۔

نیز لکھتے ہیں: محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ لگایا۔

﴿عینی شرح بخاری صفحہ نمبر ۱۳۳ جلد ۸ طبع بیروت﴾

بخاری شریف میں ہے: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی قبر پر قبہ (خیمہ) دیکھا پس آپ نے فرمایا کہ اے لڑکے اس کو علیحدہ کردو کیونکہ ان پر ان کے اعمال سایہ کر رہے ہیں۔ ﴿بخاری جلد اول صفحہ نمبر ۵۵۲ طبع فرید بک سٹال لاہور﴾

ثابت ہوا کہ اگر میت پر سایہ کرنے کیلئے قبہ (خیمہ) لگایا تو منع ہے کیونکہ میت پر اعمال کا سایہ کافی ہے۔ زائرین کی سہولت کیلئے بنایا تو جائز ہے۔

علامہ بدرالدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں......

قبر پر خیمہ نصب کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے میت کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے نیک اعمال نے سایہ کیا ہوا ہے۔

﴿عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ نمبر ۱۸۳ جلد ۸ طبع بیروت﴾

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

"اذا كانت الخيمة لفائدة مثل ان يقعد القراء تحتها فلا تكون منهية (الى قوله) و قد اباح السلف البناء على قبر المشائخ والعلماء المشهورين ليزورهم الناس ويستريحوا بالجلوس فيه"

﴿مرقات صفحہ نمبر ۶۹ جلد ۴ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

ترجمہ: "جب (قبر پر) خیمہ کسی فائدہ کی بنا پر لگایا جائے مثلاً تاکہ خیمہ کے نیچے قاری بیٹھ کر قرآن مجید پڑھیں تو پھر اس کی (حدیث میں) ممانعت نہیں ہے اور سلف

الصالحین نے مشہور علماء اور مشائخ کی قبروں پر عمارت بنانے کو جائز قرار دیا ہے تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور آرام سے بیٹھیں"۔

علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

میرے شیخ علی اور بھائی افضل الدین عام لوگوں کی قبروں پر گنبد بنانے، تابوت رکھنے اور چادریں چڑھانے کو مکروہ قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ قبروں پر گنبد اور چادریں صرف انبیاء علیہم السلام اور اکابر اولیاء کی شان کے لائق ہیں۔ رہے ہم! تو ہمیں ان لوگوں کے قدموں کے نیچے راستے میں دفن کر دینا...... ﴿لواقح الانوار القدسیہ صفحہ نمبر ۹۹۳ مطبوعہ مصر ۱۳۸۱ھ﴾

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

آخر زمانہ میں چونکہ عام لوگ محض ظاہر بین رہ گئے ہیں۔ مشائخ اور صلحاء کی قبروں پر عمارت بنانے میں مصلحت دیکھ کر کچھ چیزوں کا اضافہ کر دیا ہے تاکہ وہاں مسلمانوں اور اولیاء اللہ کی ہیبت وشوکت ظاہر ہو۔ خصوصاً ہندوستان میں جہاں ہندو اور کفار بہت سے دشمنانِ دین ہیں۔ ان مقامات کی بلندیٔ شان ظاہر کرنا کفار پر رعب اور اطاعت کا ذریعہ ہے اور بہت سے کام پہلے مکروہ تھے اور آخر زمانہ میں مستحب ہو گئے ہیں۔

﴿شرح سفر السعادت صفحہ نمبر ۲۷۴ طبع سکھر ۱۹۷۸ء﴾

شیخ عبدالغنی نابلسی حنفی (متوفی ۱۱۴۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

قبوں کا علماء وصلحاء کی قبور پر بنانا جائز ہے جبکہ اس میں عام لوگوں کی نظروں میں تعظیم کا قصد ہو تاکہ لوگ قبر والے کو حقیر نہ سمجھیں۔ ﴿کشف النور عن اصحاب القبور صفحہ نمبر ۱۰ طبع استنبول ۱۳۹۲ھ﴾

شرح کرمانی بر بخاری کے مصنف شیخ محمد بن یوسف بن علی بن عبدالکریم کرمانی کے ترجمہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

۷۸۶ھ کو بمقام روض مہنا میں آپ کا انتقال ہوا۔ وہاں سے ان کی نعش بغداد پہنچائی گئی۔ آپ نے اپنے زمانہ حیات میں ہی اپنے لئے قبر اور عاقبت خانہ حضرت شیخ ابو اسحاق شیرازی کے مزار کے جوار میں بنا لیا تھا، اور اس کے اوپر ایک قبہ بھی تعمیر کرا لیا تھا، چنانچہ اسی جگہ دفن کئے گئے۔ ﴿بستان المحدثین صفحہ ۱۹۲ طبع کراچی﴾

علامہ کرمانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ آج کل کے غیر مقلدین سے زیادہ کتاب وسنت کو سمجھنے والے تھے جو کہ قاضی عضد الدین یحییٰ کے پاس بارہ سال زیر تعلیم رہے۔ علاوہ ازیں علماء مصر، شام، حجاز اور عراق سے بھی مستفیض ہوئے۔ اور تیس سال تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ اگر قبر پر بنا (عمارت) بنانے کا جو مقصد غیر مقلدین وہابیہ لیتے ہیں وہی ہوتا تو امام کرمانی رحمۃ اللہ علیہ ہرگز اپنی زندگی میں گنبد نما عمارت اپنے دفن کیلئے بنواتے۔ علاوہ ازیں دفن کے وقت جلیل القدر محدثین وعلماء موجود تھے لیکن کسی نے یہ مطالبہ نہ کیا کہ ان کو اس جگہ دفن نہ کرو۔

محدث محمد طاہر الصدیقی الہندی (متوفی ۹۸۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وقد اباح السلف البنا علی القبور الفضلاء الاولیاء والعلماء لیزورهم الناس ویستریحون فیه۔

﴿مجمع بحار الانوار، باب القبر، صفحہ نمبر ۲۶۸ جلد ۵ طبع سعودی عرب ۱۹۹۴ء﴾

علامہ ذہبی، علامۃ المغرب امام تابعی معافری فروی کے حالات میں لکھتے ہیں:

حاتم کہتے ہیں آپ نے ربیع الآخر ۳۰۲ھ میں قیروان میں داعی اجل کو لبیک کہا، جس دن آپ کو سپرد خاک کیا گیا بہت سے لوگوں نے آپ کی قبر پر رات بسر کی اور ان کو سردی سے بچانے کیلئے خیمے نصب کئے گئے...... الخ

﴿تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۲۲۷ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۸۱ء (مترجم)﴾

معلوم ہوا ضرورت کے پیش نظر قبر پر خیمہ لگانا یا قبر کے اردگرد عمارت بنانا تاکہ زائرین گرمی وسردی سے محفوظ رہ سکیں جائز ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا قبہ تعمیر کروانا

حضرت مجدد الف ثانی کی نماز جنازہ خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ اس کے بعد صاحبزادہ مرحوم خواجہ محمد صادق کے پہلو میں دفن کیا گیا یہ وہی مقام تھا جہاں حضرت مجدد نے اپنی زندگی میں ایک نور دیکھا تھا اور وصیت فرمائی تھی میرے بیٹے کی قبر کے سامنے رکھنا کہ وہاں میں جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری دیکھ رہا ہوں۔ (چنانچہ

اس جگہ آپ نے ایک قبہ تعمیر کرایا)۔ اسی قبے میں پہلے فرزند مرحوم خواجہ محمد صادق (م ۱۰۲۵ھ) کو رکھا گیا اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو۔

﴿سیرت مجدد الف ثانی از ڈاکٹر محمد مسعود احمد صفحہ نمبر ۲۲۸ طبع کراچی ۱۹۸۳ء﴾

ابن سعود نجدی اور سنت فاروقی کی خلاف ورزی

محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرو''......الخ

﴿مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۰ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

شاہ عبدالعزیز محدث لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (صاحب نزہۃ الخواطر لکھتے ہیں: الشیخ العالم المحدث عبدالعزیز بن غلام احمد اللکھنوی احد العلماء المشہورین...... وکان من اکابر العلماء بلدۃ لکھنؤ...... الخ (نزہۃ الخواطر صفحہ نمبر ۲۸۵ جلد ۸) ''بشارت محمدیہ'' کے صفحہ نمبر ۹۹۸ پر فرماتے ہیں

مولانا احمد بن حسن ترکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''مصباح الظلام'' میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ملک شام کو فتح کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر پر اور ان کے سوا اور انبیاء کی قبروں پر جو قبے تھے ان کو ڈھانے کا حکم نہیں دیا۔

﴿فتاویٰ مظہری صفحہ نمبر ۲۲۷، ۲۲۸ طبع کراچی ۱۹۷۰ء﴾

اس لیے سعودی حکمران کو چاہیے تھا کہ وہ عرب پر قبضہ کرنے کے بعد سنت فاروقی پر عمل کرتے ہوئے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور دیگر مقامات کے مزارات منہدم نہ کرتے، مگر انہوں نے مزارات کو تباہ و برباد کر کے سنت فاروقی کی سراسر خلاف ورزی کی ہے۔

مکہ معظمہ میں مقابر و مساجد کی بے حرمتی

۱۹۲۶ء میں حرم مکہ میں سعودی افواج نے جو شرمناک اور ایمان سوز حرکات کیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات و مقابر کو جس بے دردی سے شہید کیا گیا اس کی منظر کشی کرتے ہوئے سردار حسنی لکھتے ہیں: ”چنانچہ شہر مکہ میں امن و امان کا اعلان کر دیا گیا اور سلطان ابن سعود و شیخ خطفطہ نے عارضی طور پر شہری نظم و نسق سنبھال لیا۔ لیکن امن و امان قائم ہو جانے کے بعد اخوان بپھر گئے تھے۔ انہیں اصرار تھا کہ اگر مکہ کے مشرکین (یعنی وہ مسلمان جو عقائد میں نجدیوں سے متفق نہ تھے) بچ جائیں لیکن مقابر و مزارات ضرور منہدم کر دیئے جائیں گے۔ اور مسجد کی آرائشیں ضائع کر دی جائیں گی۔ کیونکہ ان کے عقائد کے مطابق ان چیزوں کے وجود میں شرک کا شائبہ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ حرم کے وہ تمام مقدس مزارات جو صدیوں سے زائرین کے مرجع رہے تھے آن کی آن میں تباہ و برباد کر دیئے گئے“۔ ﴿حیات سلطان ابن سعود صفحہ نمبر ۱۵۵ از سردار حسنی﴾

جنت المعلیٰ کی بے حرمتی پر ایک زائر کا اضطراب

پاکستان کے مشہور صحافی جناب شورش کشمیری ایڈیٹر چٹان، فیصل کے دور میں ۱۹۶۹ء میں حجاز مقدس حاضر ہوئے۔ سعودیوں کی شقاوت قلبی کے بھیانک مناظر نے انہیں تڑپا کر رکھ دیا تھا۔ انہوں نے اپنے تاثرات اپنی مشہور تصنیف ”شب جائے کہ من بودم“ میں جمع کر دیئے ہیں۔ جنت المعلیٰ کی مقدس سرزمین پر حاضر ہو کر انہوں نے سعودیوں کے بارے میں جن تاثرات کا اظہار کیا ہے اس کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

مآثر و مشاہد کی کیفیت

مآثر، مقابر اور مشاہد کے بارے میں لکھتے ہیں......

۱)...... سعودی حکومت نے عہد رسالت کے آثار صحابہ کرام کے مظاہر اور اہل بیت کے مشاہد اس طرح مٹا دیئے ہیں کہ جو چیزیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر محفوظ کرنی چاہیئے تھیں۔ وہ

ڈھونڈ ڈھونڈ کر محو کر دی گئی ہیں۔ کہیں کوئی قبر یا نشان نہیں لوگ بتاتے ہیں اور ہم مان لیتے ہیں۔ حکومت کے نزدیک ان آثار و نقوش اور مظاہر و مقابر کا باقی رکھنا بدعت ہے۔ عقیدۂ توحید کے منافی ہے، سنت رسول کے خلاف ہے لیکن عصر حاضر کی ہر جدت جدہ ہی میں نہیں پورے حجاز میں موجود ہے۔ کیا قرآن و سنت کا اطلاق اس پر نہیں ہوتا؟

۲)...... جس حصہ میں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور ان کے افراد خاندان آرام فرما ہیں یا حضور کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر حضرت قاسم مدفون ہیں وہاں کوئی دروازہ نہیں اور نہ ہی کوئی راستہ ٹوٹی پھوٹی قبریں، مٹی کی ڈھیریاں ہو گئی ہیں۔ کسی قبر پر پانی کا چھڑکاؤ نہیں۔ دھوپ کا چھڑکاؤ ضرور ہے پوری دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی قبرستان بے بسی کی حالت میں نہ ہوگا۔

میں اور سہیل ایک پہاڑی پر چڑھ گئے وہاں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر نگاہ کی، ام المومنین کا مزار......؟ میں کانپ اٹھا میرا دل دھک دھک کرنے لگا۔ مسلمانوں نے اپنی بیویوں کے تاج محل بنا ڈالے لیکن جس عورت کو پیغمبر آخر الزمان کی پہلی شریک حیات ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ جو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ماں تھیں۔ وہ ایک قبر ویران میں پڑی ہے میں اپنے آپ میں ضبط نہ کر سکا، آنکھوں میں بدلیاں آ گئیں۔ میں نے کہا سہیل! عربوں کا مزاج ہی ان کیلئے سزا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعثت سے پہلے ستایا گیا، ام المومنین کو اب ستایا جا رہا ہے...... حضور مدینہ میں، ام المومنین مکہ میں! اس عورت...... عظیم عورت کا انسانیت پر کتنا بڑا احسان ہے؟

"یہ قرآن و سنت نہیں اہانت ہے"

۳)...... جو لوگ اس کا نام قرآن و سنت رکھتے ہیں وہ خود کس منہ سے تاج شاہی پہنتے ہیں۔ اونچے اونچے محل بناتے ہیں، محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دولت سمیٹتے اور اس کا نام خزانہ شاہی رکھتے ہیں۔ جس ذات اقدس کے صدقے میں عزتیں پا لیں ہیں۔ اس کے آثار اقدس کی یہ بے حرمتی! یہ قرآن و سنت نہیں اہانت اور صریح اہانت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی زمینیں اور دفینے سب اللہ کا مال ہیں اس کی مخلوق کا مال ہیں۔ کسی فرد کو یہ حق حاصل

کی انسانوں کو گلہ بنالے، خود چرواہا بن بیٹھے، گوشت کھالے کھالیں بیچ ڈالے موت کی کا پیچھا نہیں چھوڑتی جو موت کی اس طرح ہتک کر رہے ہیں موت ان سے بھی خائف ہے، لیکن جنت المعلیٰ میں وہ لوگ سو رہے ہیں جو ہمیں زندہ کر گئے، ہمیں بتا دے گئے، جو منہ پھیر کر شاہوں پر نگاہ کرتے تو ان کی گوڑیوں سے خلعت فاخرہ کانپ اٹھتی تھی۔ سعودی حکومت عشق اور شرک میں فرق نہ کر سکی ہے...... رحمت ان قبروں میں سونے والوں پر۔

السلام اپنے مولد و منشا میں اجنبی
تیرا غضب کہاں ہے خداوند ذوالجلال

﴿شب جائے کہ من بودم از شورش کشمیری صفحہ نمبر ۱۸۰،۱۷﴾

مدینہ منورہ میں مقابر و مساجد کی بے حرمتی

۱۹۲۶ء میں مدینہ منورہ میں گو سعودی حکومت نے انتہائی چالاکی سے کام لیتے ہوئے عالم اسلام کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی مگر اپنی خباثت قلبی کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے اور تمام وعدوں کے باوجود مدینہ منورہ کے تمام مآثر و مقابر حتیٰ کہ مقدس مساجد بھی ان شقی القلب کے ہاتھوں شہید کی گئیں۔

سید رشید رضا ایڈیٹر "المنار" مصر لکھتے ہیں......

یہی لوگ تیرہویں صدی ہجری کے آغاز میں حرمین شریفین پر قابض تھے۔ لیکن انہوں نے حجرہ شریف کو نہیں گرایا۔ بلکہ بعض مورخین کا قول ہے کہ انہوں نے حرم نبوی کے قبے کے اوپر سے سونے کا ہلال اور کرہ اتار لیا تھا اور وہ قبہ کو بھی گرانا چاہتے تھے لیکن ان کارکنوں میں سے جو ہلال اور کرہ کو اتارنے کیلئے اوپر چڑھے تھے۔ دو آدمی نیچے گر کر مر گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے قبہ کو گرانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

﴿تجدد و جہاد صفحہ نمبر ۱۱۳،۱۱۲ از سید رشید رضا﴾

رپورٹ خلافت کمیٹی

وفد کے اراکین نے مدینہ طیبہ کے منہدم شدہ مزارات کی جو فہرست قلمبند کی ہے ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر اس کی بھی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

مزارات شہزادیاں خاندانِ نبوت

① ـــ بنت رسول حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا۔

② ـــ بنت رسول حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا۔

③ ـــ بنت رسول حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا۔

④ ـــ بنت رسول حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا۔

⑤ ـــ حضرت فاطمہ صغریٰ بنت سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہا۔

مزارات ازواج مطہرات

① ـــ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

② ـــ ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا۔

③ ـــ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا وغیرہا کل نو ازواج پاک کے مزارات۔

مزارات مشاہیر اہل بیت

① ـــ شہزادہ رسول حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ۔

② ـــ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ۔

③ ـــ جگر گوشہ رسول سیدنا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ۔

④ ـــ عم النبی حضرت عباس رضی اللہ عنہ۔

⑤ ـــ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔

⑥ ـــ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ۔

مزارات مشاہیر صحابہ و تابعین

﴿۱﴾ — امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

﴿۲﴾ — حضرت سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ۔

﴿۳﴾ — حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ۔

﴿۴﴾ — حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔

﴿۵﴾ — حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ۔

﴿۶﴾ — حضرت امام نافع رضی اللہ عنہ۔

﴿رپورٹ خلافت کمیٹی صفحہ نمبر ۸۰ تا ۹۸﴾

نجد کے قاضی کا خطاب

ایک اجتماع میں نجد کے قاضی نے علمائے مدینہ کو مخاطب کر کے کہا:

”یا اھل الحجاز انتم اشد کفرا من ھامان و فرعون نحن قاتلنا کم مقاتلۃ المسلمین مع الکفار انتم عباد حمزہ و عبدالقادر“

﴿رپورٹ خلافت کمیٹی صفحہ نمبر ۸۵﴾

ترجمہ: ”اے باشندگان حجاز! تم ہامان اور فرعون سے بھی بڑھ کر کافر ہو۔ ہم تمہارے ساتھ اسی طرح قتال کریں گے جس طرح کافروں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ تم امیر حمزہ اور عبدالقادر (جیلانی) کے پجاری ہو“۔

ارکان وفد کے نجدی قوم کے متعلق یہ تاثرات بھی قابل یادداشت ہیں

”ملک گیری کیلئے جو آلہ ان کے پاس ہے یعنی قوم نجد، اس کو ایک صدی سے زیادہ بھی سکھایا گیا ہے کہ اس کے علاوہ سب مسلمان مشرک ہیں اور نجدیوں کی گزشتہ صدی کی تاریخ بھی بتاتی ہے کہ ان کے ہاتھ کفار کے خون سے کبھی نہیں رنگے گئے، جس قدر خون ریزی انہوں نے کی ہے وہ صرف مسلمانوں کی کی ہے۔

﴿رپورٹ وفد خلافت صفحہ نمبر ۱۰۵﴾

جنت البقیع شریف کی بے حرمتی پر پاکستان کے ایک صحافی کے جذبات قلب

پاکستان کے مشہور صحافی شورش کشمیری ۱۹۶۹ء میں حجاز مقدس کی سرزمین پر حاضر ہوئے تھے، نجدی تباہ کاریوں اور بربادیوں کی قیامت خیز داستان کو انہوں نے اپنی کتاب "شب جائے کہ من بودم" میں جمع کر کے اپنے جذبات قلب کا اظہار کیا ہے۔ پڑھئے اور ان کے قلب کی کیفیات کا اندازہ کیجئے۔

۱ — جنت البقیع جو خاندان رسالت کے دو تہائی افراد کا مدفن ہے۔ شروع اسلام کے درخشندہ چہروں کی آخری آرام گاہ اور ان گنت شہدائے اسلام، صلحائے امت اور اکابر دین کے سفر آخرت کی منزل ہے ایک ایسی اہانت کا شکار ہے کہ دیکھتے ہی خون کھول اٹھتا ہے۔ دامن یزداں چاک کرنے کا حوصلہ نہیں۔ کلاہ سلطانی تک رسائی نہیں اپنا گریبان چاک کرنے سے فائدہ نہیں۔

۲ — وہ شہداء جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود دفنایا تھا ان کی قبریں آج وارثان سنت کے ہاتھوں پامال ہو چکی ہیں۔ تاریخ کے وہ عظیم آثار محو ہوتے جا رہے ہیں، جنہیں عتبہ وابوجہل نہ مٹا سکے۔ انہیں ہم اپنے ہاتھوں محو کر رہے ہیں۔

میں جھنجلا گیا، یہ قرآن وسنت نہیں، یہ سنگینی اور سنگدلی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) کی یادگاریں مٹائی جائیں، اور اپنی یادگاریں کھڑی کی جائیں۔ کیا عرب اس اہانت اور بغاوت کی سزا نہیں پا رہے؟ عربوں کو شرف انسانی کن سے حاصل ہوا۔ ان کی بدولت۔

نجدی حکمران کے نام مولانا شوکت علی کا تار

صحابہ کرام کے مزارات کی بے حرمتی کے متعلق پریشان کن افواہیں مشہور ہو رہی ہیں۔ مہربانی کر کے صحیح اطلاع دیجئے۔ (شوکت علی)

سلطان نجد کا جواب، مولانا شوکت علی صاحب کے نام اور وعدہ خلافی

اسلامی مزارات اور خصوصاً صحابہ کے مزارات ہمارے لئے بہت زیادہ قابل احترام ہیں۔ آپ اطمینان کیجئے ہماری فوجیں مقدس قوانین کی خلاف ورزی نہیں کریں

کی۔ ﴿عبدالعزیز سلطان نجد﴾، ﴿نگارشات محمد علی، مولانا محمد علی جوہر صفحہ نمبر ۲۸﴾
مگر سلطان نجد نے وعدہ خلافی کی اور مزارات و مساجد کو منہدم کرا دیا۔ جیسا کہ قارئین کرام اوراق گزشتہ میں مطالعہ فرما چکے ہیں۔

مولانا محمد علی جوہر کا خطاب

ان تمام واقعات کے عینی شاہد مولانا محمد علی جوہر نے حجاز سے واپسی پر دہلی کی جامع مسجد میں خطاب کیا۔ ان کی تقریر کا یہ حصہ کتنا بے لاگ اور حقیقی تاثرات میں ڈوبا ہوا ہے۔

''میں خدا کے گھر میں بیٹھا ہوں اور اس کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں، مجھے ابن سعود سے ذاتی عداوت نہیں، نہ میری مخالفت ذاتی غرض پر ہے، جو کچھ میں نے دیکھا وہی کہوں گا اور صاف صاف کہوں گا، خواہ اس سے کوئی جماعت خوش ہو یا ناخوش۔ سلطان ابن سعود اور ارکان حکومت بار بار کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی رٹ لگاتے تھے۔ لیکن میں نے تو یہ پایا کہ انہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو دنیا کمانے کیلئے آلہ بنا رکھا ہے، جو لوگ ڈاکہ ڈالتے ہیں، چوری کرتے ہیں، برا کرتے ہیں، لیکن جو لوگ قرآن کو آڑ بنا کر دنیاوی حکومت حاصل کرتے ہیں۔ چوروں ڈاکوؤں سے بھی برا کرتے ہیں''۔ ﴿مقالات محمد علی صفحہ نمبر ۹۵، ۹۶ جلد اول﴾

سعودی حکمرانوں سے کروڑہا فرزندان توحید کا سوال

آج عقیدتوں کی دنیا سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے؟ کیا مولد النبی ﷺ کی دیواریں لائق توقیر نہیں تھیں؟ اس کی زمین محبتوں کی بوسہ گاہ نہ تھی؟ مولد فاطمہ کے بام و در قابل تکریم نہ تھے؟ خدا کے آخری نبی کا عبادت خانہ اور وحی الٰہی کا مقام نزول، باعث عزت و تکریم نہ تھا؟ کیا اسلام کی اولین خاتون اور ان کا قبہ قابل تکریم نہ تھا؟ کیا ام ہانی کا نام لائق التفات نہ تھا؟ اگر تھا اور یقیناً تھا تو ان مقامات مقدسہ کے بقا اور تحفظ کا معقول اور مناسب انتظام کیوں نہیں کیا گیا۔

''کہیں ایسا تو نہیں کہ دولت کی فراوانی نے عقیدوں میں افلاس پیدا کردیا ہے۔ شاہراہوں کی کشادگی نے دلوں میں تنگی پیدا کردی ہے۔ عمارتوں کی بلندی نے عقیدتوں میں پستی پیدا کردی ہے۔ ایئر کنڈیشنڈ مکانات نے ان مکانوں کی عظمت و تقدس ختم کردی ہے۔ بجلیوں کے رنگین بلب نے محبتوں کی دنیا کو تاریک کردیا ہے، کیا وسعت حرم کی مہم نے صاحب حرم کی عظمت و محبت کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو دنیا کان کھول کر سن لے کہ ان کے گنہگار غلاموں کو پرشکوہ عمارتیں نہیں، ان کے قدموں سے لگا ہوا کھنڈر چاہیے۔ تیز بلب نہیں سیدہ طاہرہ کی مقدس چکی کا ٹکڑا چاہیے۔ کوئی عبدالعزیز نہیں، ام ہانی کے نام کی عظمت چاہیے۔ خدا کیلئے اپنی تمام مادی آسائشیں و سہولتیں لے لو، ہماری روحانی یادگاریں اور ایمانی نشانیاں دے دو''۔

وہ اندھیرا ہی بھلا تھا کہ قدم راہ پہ تھے
روشنی لائی ہے منزل سے بہت دور انہیں

﴿ماہنامہ استقامت کانپور شوال ۱۳۹۸ھ﴾

امیر حمزہ کی پیش کردہ احادیث کا مفہوم

حدیث نمبر ۱

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا......

''لاتتخذوا قبری عیدا''

ترجمہ: ''میری قبر پر عرس (میلہ) نہ لگانا''۔ ﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۶﴾

جواب

عید کا ترجمہ عرس، میلہ کرنا صریح غلط ہے، بلکہ لفظ عید کے معنی درج ذیل ہیں:

ڈاکٹر محمد میاں صدیقی لکھتے ہیں......

عیداً: عید، خوشی کا دن، عید جو بار بار لوٹ کر آئے۔ جمع اَعْیَادٌ، عید عَوْدٌ سے

ماخوذ ہے جس کے معنی لوٹنے کے ہیں۔

﴿قرآن مجید کا مع عربی اردو لغت صفحہ نمبر ۲۰۱، ناشر: مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد﴾

مقبول بیگ بدخشانی لکھتے ہیں......

عید: لفظی معنی جو بار بار آئے۔ مسلمانوں کے دو تہوار، ایک وہ ماہ رمضان ختم ہونے پر آتا ہے اور دوسرا حج کے دوسرے دن ہوتا ہے۔

﴿اردو لغت صفحہ نمبر ۷۱۲ طبع ۱۹۶۹ء﴾

محمد عبداللہ خویشگی لکھتے ہیں......

عید: مسلمانوں کے خوشی منانے کا ایک معین دن، فرحت، انبساط، سرور، نشاط، خوشی۔ ﴿فرہنگ عامرہ: صفحہ نمبر ۳۳۳ ناشر: مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد﴾

شیخ، امام، فقیہ، محدث تقی الدین سبکی شافعی (متوفی ۷۵۶) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

کہ زیارت قبر مکرم کیلئے کوئی خاص دن نہ مقرر کیا جائے بلکہ جب بھی موقع ہو کر لی جائے۔ جس طرح کہ بعض لوگ ایک خاص دن مقرر کر کے زیارت کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مقدس کی زیارت کیلئے کوئی خاص دن معین کرنا جیسے عید وغیرہ ہے بلاشبہ درست نہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ میری قبر (مقدسہ) کو خاص اسی طور پر جیسا کہ لوگ عید کے دن کرتے ہیں وہ نہ کیا جائے، بلکہ صرف زیارت کی جائے، دعا مانگ لی جائے اور واپس ہو جائیں۔ ﴿شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام صفحہ نمبر ۱۰۲ طبع لاہور﴾

امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، احتمال ہے کہ آپ کی مراد قبر شریف کی کثرت زیارت پر امیختہ کرنا ہو اور اس بات کی جانب اشارہ ہو کہ آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت عید کی طرح مت بناؤ کہ ہر سال میں ایک دو مرتبہ سے زائد نہ آؤ۔ اور سبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے مراد زیارت کیلئے تعین وقت کی ممانعت ہے جیسا کہ عید کیلئے وقت مقرر ہے۔ بلکہ تمام سال اور پوری زندگی زیارت کا وقت ہے۔ یا عید سے تشبیہ دینے کا مقصد یہ ہوگا کہ اس میں زینت و آرائش اور اجتماع سے پرہیز کیا جائے (جس میں انسان اللہ

اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو پس پشت ڈال دیتا ہے) جیسا کہ ہند میں رسم ہے ۔ بلکہ چاہیے کہ زیارت وسلام اور دعا پر ہی بس کریں" انتھی" اس بات سے یہ لازم نہیں آتا کہ مرقد شریف پر بصفت سکون ووقار، شوق ومحبت سے اور ادب وانکسار کے ساتھ حاضر ہونے اور دعا مانگنے اور کثرت سے زاری اور التجا کرنے میں کوئی کراہت ہو۔

﴿جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۲۲۲،۲۲۳ طبع کراچی﴾

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ

"ان ابن عمر سفر جاء قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصلی علیہ و دعا ثم انصرف"۔ ﴿موطا امام محمد (متوفی ۱۸۹ھ) صفحہ نمبر ۳۶۰ طبع کراچی﴾

ترجمہ: "ابن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر کا ارادہ کرتے یا سفر سے واپس آتے تو نبی کریم ﷺ کی قبر مکرم کے پاس آتے درود پڑھتے اور دعا کرتے پھر واپس آتے"۔

حدیث نمبر ۲

"لاتصلوا الی القبور ولاتجلسوا علیها"

ترجمہ: "قبروں کی طرف رُخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ ان پر سجادہ نشین بن کر بیٹھو"۔ ﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۶﴾

جواب

علامہ وحید الزمان غیر مقلد نے اس حدیث کا درج ذیل ترجمہ کیا ہے۔

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قبر پر نہ بیٹھو اور نہ اس کی طرف نماز پڑھو"

﴿صحیح مسلم مترجم، صفحہ نمبر ۳۹۸ حصہ ۲، طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

ہمارے نزدیک قبروں کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی ہے۔

مولانا محمد امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ "صاحب بہار شریعت" لکھتے ہیں......

نماز اللہ ہی کیلئے پڑھی جائے اور اسی کیلئے سجدہ ہو نہ کہ کعبہ کو اگر کسی نے معاذ اللہ

کعبہ کیلئے سجدہ کیا حرام و گناہ کبیرہ ہے۔ اگر عبادت کعبہ کی نیت سے کی، جب تو کھلا کفر ہے۔ کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔ ﴿بہار شریعت صفحہ نمبر ۱۷۹ جلد اول طبع لاہور﴾

اور "تجلسوا" کے معنی قبر پر بیٹھنے کے ہیں نہ کہ سجادہ نشینی کے۔ اس مسئلہ کے متعلق ہم اوراق گزشتہ میں تفصیلی گفتگو کر چکے ہیں۔

صاحب "ردالمحتار" فرماتے ہیں......

قبر پر نماز پڑھنا یا اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے، حدیث میں اس سے روکا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......

"قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدَ" ﴿بخاری کتاب الصلوٰۃ﴾

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ یہود کو مار ڈالے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا"۔

یعنی نماز کا قبلہ بنایا، جس کی طرف وہ نماز میں رُخ کرتے تھے۔ یا ان کی قبروں پر مسجدیں بنائی جن میں وہ نماز پڑھتے تھے۔

یاد رہے جس حدیث میں قبور کو مسجد بنانے کی ممانعت ہے وہ نفس قبور کو سجدہ گاہ بنانے کے بارے میں ہے۔ نہ کہ یہ کہ صلحاء کی قبور کے جوار میں بھی مسجد نہ بنائی جائے۔

﴿نور الایمان صفحہ نمبر ۵۳ از مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی (متوفی ۱۲۵۰ھ)﴾

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں......

لیکن کسی نبی یا ولی کے مزار کے قریب مسجد بنانا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے، جبکہ نماز سے قبر کی تعظیم اور نماز میں قبر کی طرف رُخ نہ ہو بلکہ مقصود یہ کہ ان کی روح پاک کی برکت سے عبادت کی تکمیل ہو۔

﴿شرح مشکوٰۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ﴾

﴿نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن از مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی صفحہ نمبر ۵۳﴾

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۲۵ھ)

قرآن کریم کی آیت: "قال الذین غلبوا علی امرھم لنتخذن علیھم مسجداً"۔

ترجمہ: "کہنے لگے وہ لوگ جو غالب تھے اپنے کام پر کہ بخدا ہم تو ضرور ان پر ایک مسجد بنائیں گے"۔

کے تحت لکھتے ہیں: کہ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اولیاء کرام کے مزارات کے قریب ان سے تبرک حاصل کرنے کیلئے مسجد بنانا جائز ہے۔ اس کے بعد علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ جن احادیث میں مسجد بنانے کی ممانعت مذکور ہے وہاں مراد یہ ہے کہ قبروں کی طرف سجدہ نہ کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے نہ قبروں پر بیٹھو اور نہ ان کی طرف منہ کرکے نماز پڑھو۔ ﴿تفسیر مظہری، تفسیر سورۃ کہف﴾

حدیث نمبر ۳

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم میں سے کوئی شخص کسی انگارے پر بیٹھے اور وہ انگارہ اس کے کپڑوں کو جلادے پھر ان کے بدن کو جا لگے تو یہ (آگ) اس بات سے کہیں بہتر ہے کہ وہ کسی قبر پر سجادہ نشین بنے"۔ ﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۶﴾

جواب

اس حدیث پاک میں فی نفسہٖ قبر پر بیٹھنے کے متعلق وعید آئی ہے نہ کہ سجادہ نشینی کے بارے میں اور مجلس کا ترجمہ سجادہ نشینی کرنا دن کو رات کہنے کے مترادف ہے۔

حدیث نمبر ۴

حضرت جابر سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے سے منع فرمایا، اور اس بات سے بھی کہ اُس پر مجاوری کی جائے اور اس پر عمارت تعمیر کی جائے اور اس پر لکھنے سے (کتبہ لگانے سے) بھی منع فرمایا۔ ﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۷﴾

《جواب نمبر ۱》

بلاشبہ بغیر کسی ضرورت کے عامۃ المسلمین کی قبور کو پختہ بنانا جائز نہیں۔ فتاویٰ کبریٰ (از شیخ عمر بن عبدالعزیز معروف بہ صدر الشہید المتوفی ۵۳۶ھ (طبقات حنفیہ صفحہ نمبر ۴۲ طبع ۱۳۳۲ھ)) میں ہے: ''کہ لوگوں نے قبر کو اکھڑ جانے سے محفوظ رکھنے کیلئے پکی اینٹ سے کوہان شتر کی طرح (قبر) بنانے کی عادت کرلی ہے اور اس کو اچھا سمجھا ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان جس بات کو اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے۔ (رد المحتار صفحہ نمبر ۱۴۳ جلد ۳ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان) اور اگر کوہان کی طرح بنانے اور اس پر پانی چھڑکنے کے باوجود بھی اکھڑ جانے کا خوف ہو تو حرج نہیں کہ پتھر یا پختہ اینٹ رکھی جائے۔ اور پختہ اینٹ ظاہر قبر پر مکروہ نہیں ہے۔ غیاثیہ میں اسی پر فتویٰ ہے۔

﴿اباحۃ السلف البناء علی قبور المشائخ والعلماء صفحہ نمبر ۲۷ طبع لاہور﴾

اولیاء اللہ کی قبور کو اس لئے پختہ بنایا جاتا ہے تا کہ وہ زیادہ دیر تک قائم و دائم رہیں اور لوگ ان کی زیارت کرتے رہیں اور کاملین ان سے استفادہ کرسکیں۔

قبر پر بیٹھنا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لاتجلسوا علی القبور ...... الخ

اس حدیث مبارکہ میں فی نفسہ قبر پر بیٹھنے کی ممانعت ہے نہ کہ مجاوری کی۔ ''تجلسوا'' کا معنی مجاوری سراسر حدیث مبارکہ میں تحریف معنوی ہے۔

قبور پر عمارت تعمیر کرنا

بے شک عامۃ الناس کی قبور پر عمارت تعمیر کرنا فضول ہے اور علماء و اولیاء کاملین کی قبور پر کسی مصلحت کے تحت عمارت بنانا جائز ہے۔

علامہ طاہر پٹنی (متوفی ۹۸۶ھ) لکھتے ہیں......

''وقد اباح السلف البناء علی القبور الفضلاء الاولیاء والعلماء

لیزورهم الناس ویستریحون فیه"۔

﴿مجمع بحار الانوار صفحہ نمبر ۶۲۸ جلد ۸ طبع سعودی عرب ۱۹۹۴ء﴾

بعض فقہاء نے بنا سے مراد بناء للسکونۃ مراد لی ہے اپنی سکونت کیلئے قبور پر گھر وغیرہ بنانا درست نہیں کہ اس میں اہل اسلام کی قبور کی اہانت ہے۔ اور بعض فقہاء نے علیٰ کے حقیقی معنوں میں نفس قبر پر بنا منع بھی ہے نہ کہ حول قبر (یعنی قبر کے اردگرد) اور ظاہر ہے کہ قبے حول قبر پر ہوتے ہیں نہ نفس قبر پر اور بعض فقہاء نے قبور عوام المسلمین پر حمل کیا ہے اور علماء ومشائخ کی قبور کو اس سے مستثنیٰ سمجھا اور وہ بھی بہ نیت فخر وتکبر وزینت واظلال میت ہو تو منع ہے اور اگر زائرین اور قارئین کی استراحت کیلئے یا علامت کیلئے ہو کہ لوگوں کو صلحاء کے مزارات کا پتہ لگ جائے تو جائز ودرست ہے اور بعض نے بنا سے مراد وہ بنائی ہے جو مشرکین قبور صالحین پر: ' تے تھے جن میں تصاویر ہوتی تھیں۔ اس قول کی صحیح بخاری کی حدیث سے تائید ہوتی ہے جس میں امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا ہے کہ......

"اذا مات فیهم الرجل الصالح بنوا علیٰ قبره مسجداً وصور وافیه تلك الصور"۔ ﴿صحیح بخاری صفحہ نمبر ۵۰۵ (مترجم) جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء﴾

یہ حدیث اس حدیث کی تفسیر ہے جس میں بنا کی ممانعت ہے اسی بنا سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اور اسی بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہود ونصاریٰ پر لعنت فرمائی۔ نہ وہ بنا جو کہ مشائخ وعلماء کی قبور پر بنائی جاتی ہیں نہ اس میں تصویریں ہوتی ہیں نہ کوئی مسلمان قبروں کی عبادت کرتا ہے بلکہ یہ قبے اور بنائیں محض بطور علامت ہوتے ہیں کہ لوگوں پر اہل اللہ کی قبور کا نشان رہے اور علامت کا رکھنا حدیث عثمان بن مظعون (مشکوٰۃ) سے ثابت ہے اور آیت شریفہ ذلك ادنی ان یعرفن فلایؤذین کی حکمت جلیلہ پر غور کیا جائے تو صاف سمجھ آ جاوے کہ بنائے قبہ جات بھی اسی لئے ہے کہ اہل اللہ کا مزار پہچانا جائے اور روندا نہ جائے۔ علاوہ اس کے احادیث میں بیشتر تو ایسے وارد ہیں جو محض تنزیہی ہیں اور کئی ایسے امور ہیں جو بلفظ نہی رسول اللہ ﷺ، احادیث میں نہی آئی ہے۔

لیکن محدثین میں سے کسی نے ان امور کو ناجائز و حرام نہیں کہا۔ مثلاً روزانہ کنگھا کرنا، جائے غسل میں پیشاب کرنا، کمر پہ ہاتھ رکھنا کھڑے ہو کر پانی پینا، گرم طعام کھانا، پیاز لہسن کچا کھانا، اسی طرح بنا علی القبور نا جائز یا حرام نہیں۔ غایتہ ما فی الباب مکروہ تنزیہی کہو گے اور مکروہ تنزیہی جواز کے مخالف نہیں۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ثانی صفحہ نمبر ۳۷۲ میں لکھا ہے:

''قد اباح السلف البناء علی قبر المشائخ و العلماء المشہورین لیزورھم الناس و یستریحوا بالجلوس فیہ''۔

ترجمہ: ''علماء و مشائخ کی قبور پر تعمیر بنا، اس لئے کہ لوگ زیارت کریں اور استراحت کریں، سلف اس کی اباحت کے قائل ہوئے ہیں''۔

﴿جواب نمبر ۲﴾

کوہان نما قبر بنانا......

حضرت ابراہیم نخعی تابعی (متوفی ۹۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ خبر دی مجھ کو جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی قبر اونٹ کی کوہان کی طرح زمین سے اٹھی ہوئی دیکھی اس پر سفید مٹی کے ٹکڑے تھے۔

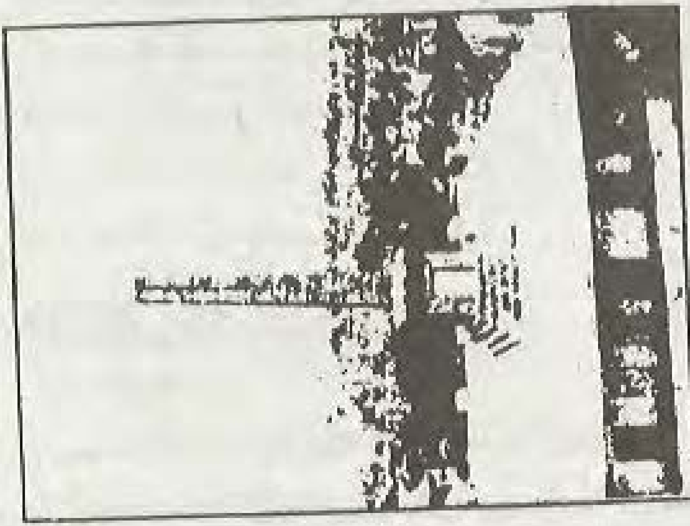
﴿کتاب الآثار بروایت امام محمد بن حسن شیبانی صفحہ نمبر ۱۳۶﴾

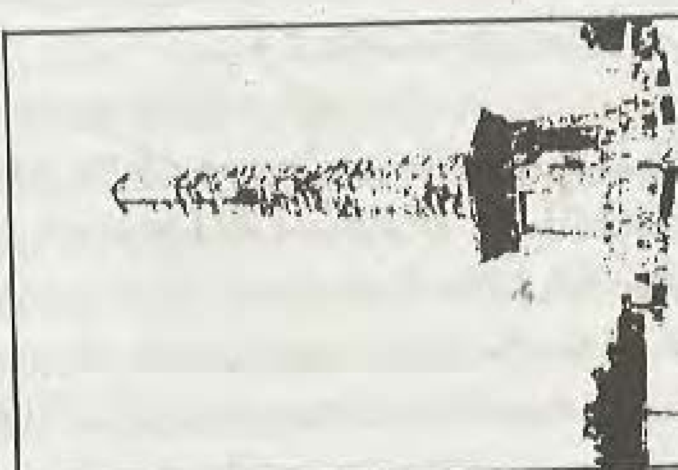
علامہ ابن ہمام (متوفی ۸۶۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابوبکر بن عیاش سے روایت کیا کہ سفیان تمار نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو دیکھا وہ کوہان کی شکل میں بنی ہوئی تھی اور ابن ابی شیبہ نے سفیان سے روایت کیا کہ میں اس حجرہ میں داخل ہوا جس میں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے۔ میں نے دیکھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں کوہان کی شکل میں تھیں۔ ﴿فتح القدیر، جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۰۱ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر﴾

﴿بخاری شریف صفحہ نمبر ۵۳۲ جلد اول (مترجم) طبع لاہور ۱۹۷۷ء﴾

لہٰذا یہود و نصاریٰ کی طرح قبر پر چبوترا بنا کر اس پر مینار تعمیر کرنا، جیسا کہ ہمارے ملتان میں قلعہ کہنہ کے اوپر عیسائی جرنیل کی ستون نما قبر موجود ہے۔ یا قبور پر صلیب کا نشان بنانا اور تصویریں رکھنا یہود و نصاریٰ کا فعل ہے، ایسی ہی قبور کو حدیث مبارکہ میں برابر کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔...... تصویر ملاحظہ ہوں۔





قبر پر لکھنا

بے شک بلا ضرورت قبر پر لکھنا منع ہے اور ضرورت کی وجہ سے قبر پر لکھنا جائز ہے۔ درمختار میں ہے: اگر ضرورت ہو تو قبر پر لکھنے میں کوئی حرج نہیں تا کہ قبر کا اثر محو نہ ہو۔

علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لکھنے کی ممانعت اگرچہ حدیث صحیحہ سے ثابت ہے لیکن لکھنے کے ثبوت پر اجماع عملی موجود ہے۔ حاکم نے (المستدرک صفحہ نمبر ۵۲۵، از امام حاکم (متوفی ۴۰۵ھ) جلد اول طبع بیروت ۱۴۱۱ھ) لکھنے کی ممانعت میں احادیث وارد کی ہیں اور کہا ہے کہ یہ احادیث اگرچہ صحیح ہیں لیکن ان پر عمل نہیں ہے۔ کیونکہ مشرق سے لے کر مغرب تک ائمہ مسلمین کی قبروں پر لکھا جاتا ہے۔ (ردالمحتار صفحہ نمبر ۱۶۶ جلد ۳) علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ کی سنن ابوداؤد کی اس حدیث سے تقویت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پتھر اٹھا کر حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کے سرہانے رکھا اور فرمایا، میں اس کے ساتھ اپنے بھائی عثمان کی قبر پر علامت بناتا ہوں کیونکہ لکھنا بھی قبر کی پہچان ہے ہاں یہ بات ظاہر ہے کہ یہ (لکھنے کے ثبوت پر) اجماع عملی کی رخصت اس صورت پر محمول ہے جب اس کی ضرورت ہو جیسا کہ محیط میں ہے کہ اگر قبر پر لکھنے کی ضرورت ہو تا کہ اس کے آثار محو نہ ہوں تو لکھنے میں کوئی حرج نہیں (تا کہ صاحب قبر کے عزیز واقارب اس کی زیارت کر سکیں اور اس کیلئے دعائے مغفرت کریں)۔

نیز قبر پر صاحب قبر کا نام لکھنے کی ممانعت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی اور آیات قرآنی لکھنے کی ممانعت ہے۔ جیسا کہ محدث محمد طاہر ہندی (متوفی ۹۸۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے......

ویکرہ کتابۃ اسم اللہ واسم رسولہ والقرآن علی القبر...... الخ

﴿مجمع البحار الانوار صفحہ نمبر ۶۲۸ جلد ۸ طبع سعودی عرب ۱۹۹۴ء﴾

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی درج ذیل سوال کے جواب میں لکھتے ہیں......

سوال: کتابت بر قبر برائے بقائی نشان چہ حکم دارد؟

جواب: مضائقہ ندارد......الخ ﴿مجموعہ فتاویٰ صفحہ نمبر ۶۷ جلد ۳ طبع فرنگی محل ۱۹۳۵ء﴾

حدیث نمبر ۵

نھی رسول اللہ ان یزاد علیھا غیر ترابھا۔ ﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۷﴾

اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے بھی منع فرمایا کہ قبر پر اپنی مٹی کے علاوہ اس پر مزید مٹی کا اضافہ کیا جائے۔

جواب

اہلسنت وجماعت کا بھی یہی مذہب ہے جیسا کہ مولانا محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

"جتنی مٹی قبر سے نکلی ہے اس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے"

﴿بہار شریعت جلد اول صفحہ نمبر ۳۶۹ طبع لاہور﴾

نیز جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن فرمایا تو ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر نصب کیا اور فرمایا: ہم اس سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگائیں گے اور اسی جگہ اپنے اہل بیت کے اموات کو دفن کریں گے۔

﴿مشکوٰۃ شریف صفحہ نمبر ۱۴۹ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

حضرت خارجہ فرماتے ہیں ہم زمانہ عثمان رضی اللہ عنہ میں تھے۔ ہم میں بڑا کودنے والا وہ تھا جو کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کو پھلانگ جاتا۔

﴿بخاری شریف جلد اول صفحہ نمبر ۱۸۱ طبع لاہور ۱۹۷۷ء﴾

ان دونوں روایات سے ثابت ہوا کہ اگر کسی خاص قبر کا نشان رکھنے کیلئے قبر کچھ اونچی کر دی جائے یا پتھر وغیرہ سرہانے کی طرف قبر پر لگایا جائے تو جائز ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے۔

علاوہ ازیں اس حدیث مبارکہ میں لفظ نہی آیا ہے جو محض تنزیہی ہے اور کئی ایسے

امور جو بظاہر نہی رسول اللہ ﷺ سے احادیث میں نہی آئی ہے لیکن محدثین میں سے کسی نے بھی ان امور کو ناجائز و حرام نہیں کہا مثلاً

نہی عن النفخ فی الشراب۔ ﴿موطا امام مالک مترجم صفحہ نمبر ۷۱۱ طبع لاہور ۱۹۸۳ء﴾

"رسول اللہ ﷺ نے پانی میں پھونک مارنے سے منع فرمایا"۔

نہی رسول اللہ ﷺ ان یصلی الرجل مختصراً۔

"رسول اللہ ﷺ نے کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا"۔

﴿صحیح مسلم (مترجم) صفحہ نمبر ۱۱۹ جلد اوّل طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

نہی رسول اللہ ﷺ عن اکل البصل والکراث۔

﴿صحیح مسلم (مترجم) صفحہ نمبر ۱۱۹ جلد اوّل طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

"رسول اللہ ﷺ نے پیاز اور گندنا کھانے سے منع فرمایا"۔

اسی طرح کسی ضرورت کے پیشِ نظر قبر سے نکلی ہوئی مٹی سے زیادہ ڈال دینا ناجائز و حرام نہیں۔

علامہ شیخ احمد طحطاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

مصر کے لوگ قبروں پر پتھر رکھنے کے عادی ہیں تا کہ وہ مٹنے اور اکھڑنے سے محفوظ رہیں "وقد اعتاد اھل المصر وضع الاحجار حفظا للقبور"۔ الخ

﴿طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ نمبر ۳۳۵ طبع کراچی﴾

امام الانبیاء ﷺ کا عمل

"اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَشَّ عَلٰی قَبْرِ ابْنِهٖ اِبْرَاهِیْمَ وَوَضَعَ عَلَیْهِ حَصْبَاءَ"

﴿مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت دوسری فصل﴾

ترجمہ: "یعنی رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر کنکریاں ڈالیں"۔

﴿اخرجہ الشافعی فی المسند ۱/۲۱۵ ☆ رواہ البغوی فی شرح السنۃ، کتاب الجنائز﴾

﴿مشکوٰۃ المصابیح، از خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ ☆ فتاویٰ شامی صفحہ نمبر ۱۴۲ جلد ۳ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

حدیث نمبر ۶

تین مساجد کے علاوہ کسی بھی جگہ کی طرف سفر کا سامان نہ باندھا جائے۔ مسجد حرام (بیت اللہ) مسجد اقصٰی اور میری یہ مسجد (مسجد نبوی)۔ ﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۷﴾

﴿جواب نمبر ۱﴾

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، علماء اور اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت یعنی جن لوگوں کا دیکھنا زندگی میں موجب برکت ہے تو ان کے مرنے کے بعد ان کی قبروں کی زیارت باعث برکت ہے اور اس غرض کیلئے سفر کرنا درست ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد......

''لاتشد الرحال الاالی ثلثة مساجد مسجد الحرام و مسجدی هذا و مسجد الاقصیٰ''۔

ترجمہ: ''سواریاں نہ کسی جگہ جائیں مگر تین مسجدوں کی طرف مسجد حرام اور میری مسجد اور مسجد اقصیٰ''۔

اس سفر کے مانع نہیں اس لئے کہ یہ حکم مسجد کے باب میں ہے کہ ان تینوں کے سوا (ثواب میں) سب ایک سی ہیں۔ ورنہ یہ تو معلوم ہی ہے کہ انبیاء اور اولیاء کی زیارت میں اصل فضیلت یکساں ہے گو اللہ تعالیٰ کے نزدیک جتنا ان کے مدارج میں فرق ہے اسی قدر فضیلت میں بھی متفاوت ہوتی ہے۔ ﴿احیاء علوم الدین صفحہ نمبر ۳۹۸ جلد ۲ طبع لاہور﴾

امام المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منورہ کی زیارت کیلئے سفر کرنا اور اس سعادت عظمیٰ کیلئے اونٹوں کے کجاوے کسنا۔ اب جبکہ زیارت کی فضیلت اور اس کا مستحب ہونا ثابت ہو گیا تو سفر کا جواز اور اس کا استحباب بھی لازم آیا۔ دلائل کے عام ہونے کی وجہ سے قرب اور بعد دونوں ایک ہی حکم میں ہیں۔ لیکن حدیث: مت کسو تم اپنے کجاووں کو مگر تین مسجد کی

طرف۔۔۔۔۔۔الخ

اس حدیث سے مراد ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد کیلئے سفر کرنے کی ممانعت ہے۔ جیسا کہ نحو کا قاعدہ ہے کہ مستثنیٰ منہ مستثنیٰ کے جنس سے ہونا چاہیے۔ بس مطلق سفر کی ممانعت جو ان مساجد کے علاوہ ہو لازم نہیں آتی اور ان تین مسجدوں کے علاوہ سفر کرنا کس طرح منع ہو سکتا ہے۔ حالانکہ بالاتفاق سفر حج، سفر جہاد اور دار کفر سے ہجرت کرنا، نیز تجارت اور تمام مصالح دینویہ کیلئے سفر کرنا جائز ہے۔

بعضوں نے کہا کہ تین مسجدوں کے علاوہ جو سفر کرنے کی ممانعت کی گئی ہے وہ اظہار تعظیم وفضیلت اور ثواب دوچند ہونے کی غرض سے ہے جیسا کہ ان مساجد کی حاضری میں ہے۔ ورنہ اس اعتقاد کے بغیر کی ممانعت اور کراہت نہیں۔ اور جو مساجد متبرکہ شہروں کے قریب ہوں ان کی سوار یا پیادہ زیارت کرنا جائز ہے۔

﴿جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۲۲۹ طبع کراچی﴾

شیخ امام فقیہ محدث تقی الدین سبکی شافعی (متوفی ۷۵۶ ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی مسجد کیلئے سامان سفر نہ باندھا جائے۔ میں فی الحقیقت یہ بات ہے کہ ان تین مساجد پر کسی دوسری مسجد کو فضیلت حاصل نہیں اور اسے اسی پر محمول کیا جائے گا۔ اس سے دوسری مساجد کی زیارت کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ حدیث اس بات کے منافی نہیں کہ ان مساجد کے سوا دیگر کی زیارت مباح (جائز) نہیں ہے۔ ﴿شفاء السقام فی زیارت خیر الانام صفحہ نمبر ۱۵۶﴾

امام المحدثین امام نووی (متوفی ۶۷۶ ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔

"وقال الشیخ ابو محمد الجوینی من اصحابنا یحرم شد الرحال الی غیرھا وھو غلط"۔۔۔۔۔۔الخ

ترجمہ: "اور کہا شیخ ابو محمد جوینی نے کہ سوا ان تین مساجد کے سفر کرنا حرام ہے مگر یہ محض غلط ہے"۔ ﴿الصحیح المسلم مع شرح الاکمال للنووی صفحہ نمبر ۴۴۷ جلد اول طبع کراچی﴾

امام فقیہ مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی (متوفی ۱۲۸۵ ھ) قدس سرہ لکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔

حدیث کا لفظ: "لا تشد" نہی کے معنی میں ہے یعنی ان مسجدوں کے علاوہ کسی اور مقصد کیلئے رخت سفر نہ باندھو۔

لیکن اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ اس مسلک کے باطل ہونے پر علامہ قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں، ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۵۲ھ) نے "فتح الباری" میں اور امام نووی (متوفی ۶۷۶ھ) نے اس کے غلط ہونے کا فیصلہ فرمایا ہے۔

اور یہ ہونا بھی چاہیے، اس طرح کہ زیارت قبر کا حکم مطلقاً واقع ہوا ہے۔ اور اصول فقہ کے مقررہ ضابطہ کے مطابق، مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہے گا، اس لئے زیارت قبور جائز ہوگی۔ خواہ قبر قریب ہو یا بعید مسافت سفر کے بقدر ہو یا اس سے کم۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے روکا تھا تو (اب) تم ان کی زیارت کرو، اس لئے کہ یہ قبریں دنیا سے بے رغبت کرتی اور آخرت کو یاد دلاتی ہیں"۔

﴿ابن ماجہ باب ما جاء فی زیارۃ القبور صفحہ نمبر ۲۲۶ جلد اول﴾

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء علوم الدین میں لکھا ہے (جس کا خلاصہ یہ ہے) کہ مجھے سمجھ میں نہیں آتا "شد رحال" استدلال کرنے والے انبیاء کرام حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کے مزارات کی زیارت سے کیوں روکتے ہیں اس سے منع کرنا بالکل محال ہے۔ اور جب انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات کی زیارت جائز قرار پائی تو اولیاء، علماء اور بزرگوں کے مزارات بھی انہیں کے حکم میں ہیں۔

علماء کی زندگی میں جس طرح ان سے ملاقات ایک مستقل مقصد سفر ہوا کرتی ہے اسی طرح ان کے مزارات کی زیارت بھی ایک مستقل مقصد سفر ہو سکتی ہے۔ اس میں استبعاد نہیں۔ حدیث "شد رحال" کا جواب ضابطے سے یہ ہے کہ مستثنیٰ اس میں مفرغ ہے اس میں مستثنیٰ منہ کی تقدیر لازمی ہے اور وہ مسجد ہے تقدیر عبارت یوں ہوگی......

"لا تشد الرحال الی مسجد الا الی ثلثۃ مساجد"۔

ترجمہ: "تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد کا سفر نہ کیا جائے گا"۔

جمہور محدثین اور بخاری و مسلم کے شارحین جیسے علامہ عینی، علامہ قسطلانی، حافظ ابن حجر عسقلانی، امام نووی، فقہائے حنفیہ اور شافعیہ نے اس تقدیر کو تسلیم کیا ہے۔

نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باب باندھا ہے "فضل الصلوٰۃ بمسجد المکۃ والمدینۃ" اور اس میں یہ حدیث روایت کی ہے۔ (یعنی لا تشد الرحال والی) اس بات کی کامل دلیل ہے کہ ان مساجد ثلثہ کے اندر نماز نسبتاً دوسری مسجدوں کے غیر معمولی فضیلت رکھتی ہیں۔

جن کا مدعا یہ ہے کہ دنیا کی کسی مسجد کا نماز چند گنا ہزار گنا ثواب کے مقصد سے سفر کرنا خواہ مسجد قبا ہو، مسجد خیف اور دہلی کی مساجد اولیاء ہی کیوں نہ ہو ممنوع ہے۔ صرف انہی تین مسجدوں کا سفر کیا جا سکتا ہے۔ جن کے بارے میں یہ حدیث موجود ہے۔ اس میں قیاس کی کوئی گنجائش نہیں۔

یہ حدیث کسی فضیلت والی مسجد مثلاً مسجد قبا وغیرہ کے سفر کی بھی نفی نہیں کرتی۔ ہاں ان میں عبادت کا چند گنا ہزار گنا ثواب نہ ملے گا۔ ورنہ بعض مساجد کی فضیلت حدیث سے ثابت ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مسجد قباء میں دو رکعت کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے۔ ﴿نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن صفحہ نمبر ۶۲ تا ۶۴ طبع ساہیوال﴾

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

نووی کی شرح مسلم میں ہے کہ ابو محمد نے کہا کہ سوا ان تین مساجد کے اور طرف سفر کرنا حرام ہے۔ مگر یہ محض غلط ہے "احیاء علوم الدین" میں ہے: کہ بعض علماء متبرک مقامات اور قبور علماء کی زیارت کے سفر باندھنے کو منع کرتے ہیں جو مجھ کو تحقیق ہوئی وہ یہ ہے کہ ایسا نہیں بلکہ زیارت قبور کا حکم ہے اس حدیث کی وجہ سے کہ "الا فزوروھا" ان مساجد کے علاوہ اور کسی مسجد کی طرف سفر کرنے سے اس لئے منع کیا گیا کہ تمام مسجدیں یکساں ہیں لیکن مقامات متبرکہ یہ برابر نہیں بلکہ ان کی برکات بقدر درجات ہیں کیا یہ مانع انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور کے سفر سے بھی منع کرے گا۔ جیسے حضرت ابراہیم و موسیٰ و یحییٰ علیہم السلام، اس سے منع کرنا سخت دشوار ہے۔ اور اولیاء بھی انبیاء کے حکم میں ہیں۔ پس کیا بعید ہے کہ ان کی طرف سفر کرنے میں بھی کوئی خاص غرض ہو، جیسا کہ علماء کی زندگی میں

ان کی زیارت کرنا۔ ﴿مرقاۃ صفحہ نمبر ۱۹۰ جلد ۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

علامہ شامی حنفی (متوفی ۱۲۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

اور آیا زیارت قبور کیلئے سفر کرنا مستحب ہے، جیسے آج کل حضرت خلیل الرحمٰن علیہ السلام اور سید بدوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے سفر کرنے کا رواج ہے۔ میں نے اپنے ائمہ میں سے کسی کی تصریح نہیں دیکھی۔ بعض شافعی علماء نے منع کیا ہے مسجدوں پر قیاس کر کے لیکن امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس منع کی تردید کر دی ہے۔ فرق واضح فرما دیا۔ نیز فرماتے ہیں: لیکن اولیاء اللہ تقرب الی اللہ و زائرین کو نفع پہنچاتے ہیں۔

﴿رد المحتار صفحہ نمبر ۱۵۰ جلد ۳ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

علامہ بدر الدین عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

مساجد ثلاثہ کے علاوہ طلب علم، تجارت، بزرگوں سے ملاقات، دوسری زیارت گاہوں اور بھائیوں کے ملنے کیلئے سفر کرنا منع میں داخل نہیں۔ ﴿نور الایمان صفحہ نمبر ۶۵ طبع ساہیوال﴾

امام شمس الدین محمد عبد الرؤف مناوی شافعی (متوفی ۱۰۳۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی اور مقصد کیلئے مثلاً علم یا زیارت کیلئے سفر دراصل کسی جگہ کا نہیں ہوتا بلکہ صاحب مقام کیلئے ہوتا ہے۔ ﴿فیض القدیر شرح جامع الصغیر بحث "لا تشد الرحال"﴾

﴿جواب نمبر ۲﴾

بعض احادیث بعض کی تفسیر کرتی ہیں۔ چنانچہ مسند امام احمد میں شہر ابن حوشب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جب ان کے پاس کوہ طور پر نماز پڑھنے کا ذکر آیا تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا......

کسی مسجد کیلئے (زیادتی ثواب کی نیت سے) اس میں نماز کے ارادے سے رخت سفر باندھنا نہیں، سوائے مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری اس مسجد کے۔

﴿ارشاد الساری شرح صحیح البخاری صفحہ نمبر ۳۳۳ جلد ۲ طبع بیروت از علامہ ابن حجر قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ)﴾

﴿نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن صفحہ نمبر ۶۵ ناشر مکتبہ فریدیہ ساہیوال از مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ﴾

حدیث نمبر ۷

ابوالہیاج فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا میں تجھے اس مشن پر روانہ نہ کروں۔ جس پر مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا تھا۔ وہ مشن یہ ہے کہ کسی تصویر کو نہ چھوڑ مگر اسے مٹا دے اور نہ ہی کسی اونچی قبر کو چھوڑ مگر اسے برابر کر دے۔

﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۰﴾

﴿جواب نمبر ۱﴾

علامہ ابن الترکمانی (متوفی ۷۴۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں......

"قلت الظاهر ان المراد قبور المشركين بقرينة عطف التمثال عليها و كانوا يجمعون عليها الانصاب و الابنية فاراد عليه السلام ازالة آثار الشرك"۔ ﴿السنن الکبریٰ وفی ذیلہ الجوہر النقی صفحہ نمبر ۲، ۳ جلد ۴ طبع بیروت﴾

ظاہر یہ ہے کہ حدیث علی رضی اللہ عنہ میں مراد قبور مشرکین ہیں اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ تمثال (تصویر) کا عطف قبر پر ڈالا گیا ہے اور مشرکین، قبروں پر بت اور بنائیں (عمارتیں) بنایا کرتے تھے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شرک کے آثار مٹانے کیلئے قبور مشرکین کے تسویہ (مٹانے) کا حکم دیا۔

حدیث کی حدیث سے شرح

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک کنیسہ کا ذکر کیا جو انہوں نے ارض حبشہ میں دیکھا۔ تو انہوں نے جو تصویریں دیکھیں ان کا ذکر کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......

"أُولٰئِكَ قَوْمٌ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ"۔

﴿بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی البیعۃ صفحہ نمبر ۵۰۵ جلد اول (مترجم) طبع لاہور ۱۹۷۷ء﴾

یہ ایک قوم ہے جب ان میں سے کوئی صالح بندہ فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں یہ تصویریں بناتے، یہ لوگ اللہ کے نزدیک شرالخلوق ہیں۔

اس حدیث مبارکہ سے پہلی حدیث کی شرح ہوگئی کہ مشرکین قبروں پر مسجدیں اور تصاویر بناتے تھے، اس لئے ان ہی قبور کو گرانے اور تصاویر مٹانے کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا کیونکہ مشرکین کی قبور کی کوئی عزت نہیں۔ خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے واسطے قبور مشرکین کے اکھیڑنے کا حکم دیا۔

"فامر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقبور المشرکین فنبشت ثم بالخرب"۔......الخ ﴿بخاری صفحہ نمبر ۲۳۳ جلد اول (مترجم) طبع لاہور ۱۹۷۷ء﴾

حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

"اما الکفرۃ فانہ لاحرج فی نبش قبورھم اذ لا حرج فی اھانتھم"۔

﴿فتح الباری صفحہ نمبر ۲۶۰ جلد ۲﴾

ترجمہ: کافروں کی قبریں اکھیڑنے اور ان کی اہانت میں کوئی حرج نہیں"۔

مسلمانوں کی قبریں قابل احترام ہیں

حاکم وطبرانی نے عمارہ بن حزم سے روایت کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا اور فرمایا......

"انزل من القبر لاتوذی صاحب القبر ولا یوذیک"۔

ترجمہ: "قبر سے اتر جا، نہ تو صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے"۔

مسلم شریف میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا تَجْلِسُوْا عَلَی الْقُبُوْرِ"......الخ (مسلم صفحہ نمبر ۳۱۲ جلد اول طبع کراچی، مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت پہلی فصل) ترجمہ: "قبروں پر مت بیٹھو"......الخ

﴿جواب نمبر ۲﴾

زیر بحث حدیث سے قبروں کا زمین کے برابر کرنا ثابت ہوتا ہے جو کہ حدیث شبر

[1] احادیث تسنیم [2] و حدیث اطلم [3] بھا قبر اخی کے خلاف ہے۔ نیز ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ کہا جاتا تھا کہ قبر اونچی کرو یہاں تک کہ پہچانی جائے کہ وہ قبر ہے پس وہ روندی نہ جائے [4]۔

(۱)،(۲): عن سفیان یعنی التمار دخلت بیت الذی فیہ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبر ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما مسنمۃ والسنۃ فی القبر التسنیم وقد جاء فی ذلک اخبار و آثار وقیل السنۃ ان یرفع القبر شبرا وقد روی ابن حبان قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کذلک ذکرہ الشیخ المحدث الدہلوی فی اللمعات ۱۲۔

[3] مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۴۹ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان

[4] کتاب الآثار صفحہ نمبر ۱۳۶ بروایت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۴۸ حاشیہ نمبر ۳)

﴿جواب نمبر ۳﴾

صحیح مسلم میں زیر بحث حدیث کی سند یوں مذکور ہے۔

"حدثنی یحییٰ بن یحییٰ و ابوبکر بن ابی شیبہ و زہیر ابن حرب قال یحییٰ انا وقال الاخر ان نا وکیع عن سفیان عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی وائل عن ابی الھیاج الاسدی قال قال لی علی"......الخ

﴿مسلم صفحہ نمبر ۳۱۲ جلد اول مطبوعہ کراچی﴾

اس روایت میں حبیب بن ابی ثابت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ اس راوی کے متعلق لکھتے ہیں

قال ابن حبان فی الثقات کان مدلسا۔

نیز فرماتے ہیں: قال ابن خزیمۃ فی صحیحہ کان مدلسا۔

یعنی ابن حبان (متوفی ۳۵۴ھ) نے ثقات میں، ابن خزیمہ (متوفی ۳۱۱ھ) نے صحیح میں لکھا ہے کہ حبیب مدلس تھا۔

﴿تہذیب التہذیب صفحہ نمبر ۱۷۹ جلد ۲ طبع حیدر آباد دکن ۱۳۲۵ھ﴾

نیز حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اسی راوی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

"قال ابن جعفر کان یقول اذا حدثنی رجل عنک بحدیث ثم حدثت

به عنك كنت صادقا"۔ ﴿تہذیب التہذیب صفحہ نمبر ۱۷۹ جلد ۲ طبع حیدرآباد دکن ۱۳۲۵ھ﴾

ابن جعفر فرماتے ہیں کہ حبیب کہا کرتا تھا جب میرے پاس کوئی شخص تجھ سے روایت کرے پھر میں اس کو ساقط کر کے تجھ سے روایت کروں تو میں صادق ہوں گا۔

دیکھیے اس میں بھی حبیب کو تدلیس کا اقرار ہے اور اصول حدیث میں مصرح ہے، کہ مدلس کی معنعن حجت نہیں۔ ﴿المقدمۃ للامام النووی من شرح صحیح مسلم صفحہ نمبر ۱۸ طبع کراچی﴾

ایک شبہ کا ازالہ

محدث کوٹلوی مولانا محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر کہا جائے کہ یہ راوی صحیح مسلم کا ہے اور صحیحین میں جو مدلس ہیں ان کا کسی نہ کسی طریق میں سماع ثابت ہے۔ میں کہوں گا کہ مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی (غیر مقلد) نے حدیث واذا قرء فانصتوا۔ کو جو صحیح مسلم کی حدیث ہے اسی تدلیس کے سبب قابل حجت نہیں سمجھا۔ وہاں یہ خیال نہ آیا کہ یہ مسلم کی حدیث ہے۔ علاوہ اس کے میں نے جہاں تک ہو سکا حدیث علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کسی طریق میں حبیب نے تصریح سماع نہیں کی۔ اس لئے بھی یہ حدیث قابل حجت نہیں ہو سکتی۔

انعام

اگر کسی مسلمان کی قبر کو زمانہ نبوی میں گرایا گیا ہو تو اس کا نام اور پتہ لکھنے پر فی قبر ۱۰۰ روپیہ انعام دیا جائے گا۔ (هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ)

اور بخاری شریف میں صراحۃً مذکور ہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی قبروں کو کھودنے کا حکم دیا اور وہ کھود ڈالی گئیں۔ درختوں کو کاٹ دیا گیا اور زمین ہموار کر دی گئی۔ ﴿بخاری صفحہ نمبر ۲۳۳ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء﴾

حدیث نمبر ۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قبروں کی زیارت کیا کرو اس لئے کہ یہ آخرت کی یاد

دیکرتی ہیں"۔ ﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۴۴﴾

جواب

امام الانبیاء ﷺ کا یہ ارشاد گرامی کہ قبروں کی زیارت کیا کرو اس سے آخرت کی یاد ہوتی ہے بالکل برحق ہے۔

اسی طرح اولیاء اللہ کے مزارات خداوند قدوس کی طرف راغب ہونے کا ذریعہ ہیں۔ جب انسان اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضر ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ صاحب مزار کو وصال کیے ہوئے سینکڑوں سال یا کم وبیش ہو گئے ہیں مگر انکی قبر اب تک زندہ موجود ہے اور افراد کا ایک ہجوم ہے۔

کوئی تلاوت قرآن مجید کر رہا ہے۔

کوئی تکبیر وتہلیل میں مصروف ہے۔

کوئی استغفار و درود شریف پڑھ رہا ہے۔

اور کوئی اس ولی اللہ کے توسل سے بارگاہ قدس میں دعا مانگ رہا ہے۔

تو انسان کے دل میں اطاعت ومحبت خداوندی کا جذبہ موجزن ہوتا ہے اور نیک افراد کا وہاں حاضر ہونا ترقی درجات کا سبب ہے۔

علامہ شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "واما الاولیاء فانهم متفاوتون فی القرب من اللہ تعالیٰ و نفع الزائرین بحسب معارفهم و اسرارهم"۔

﴿ردالمختار صفحہ نمبر ۱۵۰ جلد ۳ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہونا

جب امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ملک شام فتح کیا اور بیت المقدس کے باشندوں سے صلح کر لی اور کعب احبار آ کر مشرف بہ اسلام ہوئے تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ان کے اسلام لانے سے بے انتہا مسرت ہوئی واپسی کے وقت ان سے فرمایا کہ اے کعب! اگر چاہو تو ہمارے ساتھ مدینہ منورہ چلو اور سرور انبیاء ﷺ کے

روضے) کی زیارت کرلو۔ مدینہ منورہ میں آنے کے بعد سب سے پہلا کام جو امیر المومنین نے کیا وہ پیغمبر خدا ﷺ پر سلام تھا۔

﴿جذب القلوب الی دیار المحبوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۲۳۱ طبع کراچی﴾

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہونا

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ابی داود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اے بلال! یہ کیا ظلم ہے کہ کبھی ہماری زیارت کو نہیں آتے۔ اسی وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنی سواری کے ذریعے مدینہ کے قصد سے روانہ ہوئے۔ جب قبر شریف پر پہنچے تو اشکبار ہو کر عاجزی کے ساتھ روئے نیاز خاک پر رکھا۔ حسن وحسین رضی اللہ عنہما حجرہ مبارکہ سے باہر نکلے ان کو گود میں لے کر سرو چشم کو چوما...... الخ ﴿جذب القلوب الی دیار المحبوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۲۳۰ طبع کراچی﴾

حضور پر نور ﷺ کا خواب میں آکر حضرت جارودی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کا حکم فرمانا

حضرت امام ابو عبداللہ الذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام جارودی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

آپ سب علوم اور خصوصاً علم حدیث میں اپنی مثال آپ تھے۔ دنیا سے بہت کم تعلق تھا۔ عفت اور پاکبازی کی زندگی بسر کرتے تھے تورع اور پرہیزگاری میں منفرد تھے۔ بعض لوگوں کو خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی تو آپ نے وصیت فرمائی کہ جارودی کی قبر کی زیارت کرو، وہ سنت کے پابند اور فقیر آدمی تھے۔ جارودی رحمۃ اللہ علیہ نے ۴۱۳ھ میں وصال فرمایا۔ ﴿تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۷۰۹ جلد ۳ (مترجم) از علامہ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لایتمثل فی صورتی"۔

﴿متفق علیہ، مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۹۴ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

معلوم ہوا...... کہ اہل اللہ کی قبور کی زیارت کرنا باعث برکت اور حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل کرنا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا امام ابوحنیفہ تابعی کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کرنا

علامہ ابن حجر مکی (متوفی ۹۷۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب بغداد میں تھے تو آپ کے متعلق مروی ہے کہ آپ نے فرمایا میں ابوحنیفہ سے تبرک حاصل کرتا ہوں اور جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں دو رکعت پڑھ کر ان کی قبر کے پاس آتا ہوں اور اس کے پاس اللہ سے دعا کرتا ہوں تو وہ حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے۔ ﴿الخیرات الحسان از علامہ ابن حجر مکی صفحہ نمبر ۲۳۰ طبع کراچی﴾

امام الوہابیہ ابن تیمیہ کا فتویٰ

جو لوگ شریعت کا علم رکھتے ہیں، حدود اللہ اور اوامر ونواہی پر ان کی نگاہ ہے ایسے علماء میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے یہ لکھا ہو کہ محض زیارت قبر مکرم یا کسی اور قبر کیلئے رخت سفر باندھنا جائز ہے بلکہ جید علمائے کرام نے ایسے سفر کو حرام قرار دیا ہے۔ جس کا سفر ہی مبنی بر گناہ ہو وہ نماز میں قصر کیسے کر سکتا ہے پس ایسا شخص قصر نہ کرے۔

﴿الجواب الباہر فی زوار المقابر صفحہ نمبر ۲۵ طبع فیصل آباد﴾

نعوذ باللہ..... کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ حرام فعل کے مرتکب ہوئے تھے۔ جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ"۔

﴿مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہ تیسری فصل (مترجم) صفحہ نمبر ۲۱۸ جلد ۳ طبع لاہور﴾

ترجمہ: "میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی پیروی کرو گے راہ ہدایت پاؤ گے"۔

"اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِهٖ"۔

﴿مشکوٰۃ باب مناقب عمر دوسری فصل (مترجم) صفحہ نمبر ۲۲۵ جلد ۳ طبع لاہور﴾

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق رکھا اور وہ حق کہتا ہے"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے ساتھ

برگزیدہ اور نگہبان ہوتے ہیں، میرے چودہ ہیں، ہم نے کہا وہ کون ہیں؟ فرمایا، میں اور میرے دونوں بیٹے (حسن و حسین) جعفر، حمزہ، ابوبکر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، عبداللہ بن مسعود، ابوذر، مقداد رضی اللہ عنہم۔ ﴿مشکوٰۃ (مترجم) صفحہ نمبر ۶۷۸ جلد ۳ طبع لاہور﴾

حدیث نمبر ۹

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسافر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: وہ لمبا سفر کرتا ہے، پراگندہ حال، گرد آلود، اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی جانب پھیلائے ہوئے کہتا ہے رب میرے، اے میرے پروردگار، حالانکہ اس کا کھانا حرام، پینا حرام اور اس کا پہننا حرام اور حرام مال ہی سے وہ پلا ہے تو اس کی دعا کیسے قبول ہو۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۵، ۳۶)

جواب

مذکورہ بالا حدیث میں رزق حلال کی اہمیت اور دعا کے قبول نہ ہونے کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے کہ حرام کھانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام تمام امت مسلمہ کے نام ہے اس سے فقط سجادہ نشینوں اور اہل اللہ کو نشانہ بنانا ظلم عظیم ہے۔ اس کی تائید درج ذیل احادیث سے ہوتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو گوشت غذائے حرام سے تیار ہو اس کیلئے آگ میں جلنا ہی بہتر ہے"۔

﴿منہاج العابدین از امام غزالی صفحہ نمبر ۱۳۸ طبع کراچی ۱۹۷۳ء﴾

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بہت سے رات عبادت میں کاٹنے والے ایسے ہوتے ہیں جن کو بیداری کی مشقت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے روزہ دار ایسے ہوتے ہیں جن کو دن بھر کے روزے سے سوا بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

﴿منہاج العابدین از امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) صفحہ نمبر ۱۳۸ طبع کراچی ۱۹۷۳ء ☆ ابن ماجہ، ابواب ما جاء فی الصیام، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ☆ رواہ ابن خزیمۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ رقم الحدیث: ۱۹۹۷ء (بتغیر قلیل)﴾

یعنی حرام اور شبہ کی غذا کھانے والا شخص نیک کام سے محروم ہوتا ہے اور ایسا شخص نیک کام کی انجام دہی میں جو وقت اور قوت صرف کرتا ہے، اس سے بے فائدہ مشقت، فضول رنج و محنت اور وقت ضائع کرنے کے سوا اس کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''لایقبل اللّٰہ صلوٰۃ امرءٍ فی جوفه حرام''۔ (منہاج العابدین صفحہ نمبر ۱۳۸)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے شکم میں غذائے حرام پڑی ہو''۔

محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''حلال غذا تجھے نہیں ملے گی مگر معمولی گزارے کے موافق اور حرام تیرے پاس بے تحاشا آئے گا''۔ ﴿منہاج العابدین صفحہ نمبر ۱۳۱﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''فرائض دین ادا کرنے کے بعد کسب حلال تلاش کرنا فرض ہے''۔

﴿تذکرۃ الحفاظ از علامہ ذہبی صفحہ نمبر ۶۱۸ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

جناب امیر حمزہ صاحب درج ذیل حدیث کو بھی غور سے پڑھیں جس میں حلال و طیب غذا کھانے والے اہل اللہ کا ذکر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کتنے ہی پراگندہ بال غبار آلودہ قدموں والے، پرانے کپڑوں میں ملبوس ایسے ہیں جن کی پرواہ نہیں کی جاتی (یعنی مخلوق ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے) اگر وہ اللہ پر قسمیں کھالیں اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کر دے۔ ان میں براء بن مالک ہیں۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں۔ ﴿مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۷۰۶ جلد ۳ (مترجم) طبع لاہور﴾

نیز ملاحظہ ہو!

(۱)...... رواہ المسلم کتاب البر والصلہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

(۲)...... رواہ احمد فی المسند صفحہ نمبر ۱۲۹ جلد ۳۔

حدیث نمبر ۱۰

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی، اے اللہ! میری قبر کو وثن نہ بننے دینا کہ اس کی پوجا کی جائے۔ اس قوم پر اللہ کا غضب بھڑک اٹھتا ہے جو اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیتی ہیں۔ ﴿شاہراہ بہشت صفحہ ۳۳﴾

حدیث نمبر ۱۱

مومنوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپ پر بھی موت کی کیفیات طاری ہوئیں تو آپ اپنی چادر کو چہرے پر ڈالتے پھر جب گھٹن محسوس کرتے تو چادر ہٹا دیتے، اسی حالت میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! اللہ تعالیٰ یہودیوں، عیسائیوں پر لعنت کرے کہ انہوں نے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔

﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۵۱﴾

حدیث نمبر ۱۲

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک لوگوں میں سے بدترین ہوں گے وہ لوگ جنہیں قیامت آ لے گی اور وہ زندہ ہوں گے اور ایسے وہ لوگ ہوں گے جو قبروں کو عبادت گاہ بناتے ہیں''۔

﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۵۲﴾

جواب

حدیث نمبر ۱۰ میں ہے...... اِتَّخَذُوا قُبُوْرَ اَنْبِيَآءِهِمْ مَسٰجِدًا۔

﴿بخاری کتاب الجنائز﴾

حدیث نمبر ۱۱ میں ہے...... اتخذوا قبور انبیاء هم مساجد۔

حدیث نمبر ۱۲ میں ہے......والذین یتخذون القبور مساجد۔

حدیث نمبر ۱۰، حدیث نمبر ۱۱ میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا تھا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (متوفی ۱۲۲۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ سورۃ کہف کی آیت: قال الذین غلبوا علی امرھم لنتخذن علیھم مسجداً (پ۱۵) کے تحت فرماتے ہیں کہ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اولیاء کرام کے مزارات کے قریب ان سے تبرک حاصل کرنے کیلئے مسجد بنانا جائز ہے: ھذہ الایۃ تدل علی جواز بناء المسجد لیصلی فی عند مقابر اولیاء اللہ قصداً لتبرک۔

اس کے بعد علامہ موصوف لکھتے ہیں:

کہ جن احادیث میں مسجد بنانے کی ممانعت وارد ہے وہاں مراد ہے کہ قبروں کی طرف سجدہ نہ کیا جائے۔ ومعنی اتخذوا قبور انبیائھم مساجد یسجدون الی القبور کماھو صریح فی الحدیث ابی المرثد الغنوی قال قال رسول اللہ ﷺ لاتجلسوا علی القبور ولاتصلوا الیھا۔[۱]

﴿تفسیر مظہری صفحہ نمبر ۲۵ جلد ۶ طبع دہلی ۱۲۸۷ھ﴾

[۱] مسلم شریف (مترجم) صفحہ نمبر ۳۹۸ جلد ۲ طبع لاہور ۱۹۸۱ء

حدیث مبارک اللھم لاتجعل قبری وثنا یعبد کے تحت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں: وثن سے مراد یہ ہے کہ قبر کو سجدہ کیا جائے اور شرک کے دوسرے مراسم بجالائے۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۲۷۰ طبع کراچی)

اور حدیث نمبر ۱۲ کا مطلب یہ ہے کہ قرب قیامت میں ایماندار ختم ہو جائیں گے اور شریر لوگ باقی رہ جائیں گے جن میں کسی قسم کی کوئی بھلائی نہیں ہوگی۔ اور وہ اپنے باپ دادوں کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے یعنی یہودی اور نصرانی بن جائیں گے اور اپنے بزرگوں کی قبروں کو مساجد بنالیں گے یعنی ان کی طرف سجدہ کریں گے۔

زیر بحث حدیث کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا سراسر جہالت ہے۔ درج ذیل احادیث ہمارے دعویٰ کی مؤید ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: قیامت کسی ایسے شخص پر قائم نہ ہوگی جو اللہ اللہ کہتا ہوگا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔ (مشکوٰۃ (مترجم) صفحہ نمبر ۳۵ جلد ۳ طبع لاہور)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت بدترین مخلوق پر قائم ہوگی۔ (رواہ مسلم)، (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۶ جلد ۳ (مترجم)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔ رات اور دن اس وقت تک ختم نہ ہوں گے یہاں تک کہ لات و عزیٰ کی پوجا کی جائے گی۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول میرا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا مطلب یہ ہے۔ کہ بت پرستی ختم ہو جائے گی" اللہ وہ ہے جس نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ اپنا رسول بھیجا تا کہ وہ سب دینوں پر اس کو غالب کردے اگرچہ مشرک اس بات کو ناپسند سمجھیں"۔ آپ نے فرمایا" جب تک اللہ چاہے گا اسی طرح ہوگا پھر اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا وہ فوت کر دیا جائے گا (یعنی مسلمان ایماندار ختم ہو جائیں گے) اور ایسے لوگ رہ جائیں گے جن میں کسی قسم کی کوئی بھلائی نہ ہوگی وہ اپنے باپ دادوں کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے"۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۶ جلد ۳ (مترجم) طبع لاہور)

یاد رہے کہ زیر بحث حدیث میں انہیں لوگوں کو بدترین مخلوق کہا گیا ہے نہ کہ مسلمانوں کو۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے۔ آمین

حدیث نمبر ۱۳

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں ایک شخص نے نذر مانی کہ وہ بوانہ نامی مقام پر جا کر چند اونٹ ذبح کرے گا۔ تو نذر ماننے والے نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا وہاں جاہلیت کی پوجی جانے والی جگہوں میں سے کوئی جگہ تھی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا، نہیں! آپ نے پوچھا، کیا ان مشرکوں کے میلوں میں سے کوئی میلہ (عرس) وہاں لگتا تھا، صحابہ رضی اللہ عنہم

...لی انھیں، تب آپ نے فرمایا، اپنی نذر پوری کر۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۵)

جواب

مشرکین مکہ اپنے میلوں میں رنگ رلیاں کرتے تھے، شراب پیتے تھے جوا کھیلتے اور بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ اس کے علاوہ دیگر جرائم کا ارتکاب کرتے تھے۔ جبکہ عرس کے اصطلاحی معانی یہ ہیں کہ بزرگانِ دین کے مزارات پر یا کسی مسجد وغیرہ میں ان کے وصال کے دن مریدین و معتقدین کا اکٹھا ہو کر قرآن مجید ختم کرنا، علماء کا لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا اور زائرین وغیرہ میں کھانا تقسیم کرنا ہے اور ان تمام نیک امور کا ثواب بزرگ کی روح کو پہنچانا ہے (جس سے ان کے درجات بلند ہوتے ہیں) جیسے کہ یہ تمام امور باعث برکت و ثواب ہیں اور دوسرے دنوں میں جائز ہیں تو وہ ان دنوں میں بھی جائز ہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ عرس کو لغو و خرافات چیزوں سے پاک رکھا جائے، جاہلوں کو نامشروع حرکات سے روکا جائے اگر منع کرنے سے باز نہ آئیں تو ان افعال کا گناہ انکے ذمہ ہوگا۔ ﴿بہار شریعت صفحہ نمبر ۵۸۱ جلد ۲، از مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ طبع لاہور﴾

اس لئے عرس بزرگان دین کو مشرکین کے میلہ پر قیاس کرنا باطل اور قیاس مع الفارق ہے اور عرس کی اصل درج ذیل احادیث نبویہ سے ثابت ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں

دوسری صورت یہ ہے کہ بہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر جمع ہوں اور ختم قرآن شریف کریں اور شیرینی یا کھانا پر فاتحہ کریں اور اس کو حاضرین میں تقسیم کریں۔ ایسا معمول زمانہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین میں نہ تھا، لیکن ایسا کرنے میں مضائقہ بھی نہیں۔ اس واسطے کہ اس میں کوئی برائی نہیں، بلکہ اس میں احیاء و اموات کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

﴿فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۱۵۶ طبع کراچی ۱۹۷۲ء، ۱۳۹۳ھ﴾

امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء احد کی زیارت کو جاتے تھے جب

قبور کے قریب پہنچتے تو بلند آواز سے فرماتے: "سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ" اور حضرت ابو بکر حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم بھی ہر سال شہداء احد کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔

﴿البدایہ والنہایہ ☆ شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور صفحہ نمبر ۱۵ اطبع کراچی ☆ جذب القلوب ۲۰۲ طبع کراچی﴾

طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مرجائے تو اسے روکے نہ رکھو بلکہ جلدی سے لے جاؤ قبر کی طرف، اور اس کے سر کی جانب سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔ اور اس کی قبر کی بائیں جانب سورۃ بقرہ کی آخری آیات۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور صفحہ نمبر ۱۰۶ طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

حافظ ابن قیم جوزی (متوفی ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں......

صالحین کے ایک گروہ نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وصیت کی بعد از دفن ان کی قبر کے پاس قرآن پڑھا جائے۔ عبدالحق سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حکم کیا تھا کہ میری قبر پر سورۃ بقرہ تلاوت کی جائے۔ معلی بن عبدالرحمٰن کی بھی یہی رائے تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ابتداء میں قائل نہ تھے کیونکہ یہ اثر انہیں نہیں پہنچا تھا، مگر اس کے بعد وہ قائل ہو گئے تھے۔ علاء ابن اللجلاج نے کہا کہ میرے باپ نے وصیت کی کہ جب میں انتقال کر جاؤں۔ تو مجھے لحد میں دفن کرنا اور مجھے لحد میں اتارتے ہوئے "بسم اللہ وعلیٰ سنتہ رسول اللہ" پڑھنا اور مٹی ڈال کر قبر کے سرہانے سورۃ بقرہ کی پہلی آیات تلاوت کرنا کیونکہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو یہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔

قبر پر قرآن خوانی

عباس دارمی سے مروی ہے کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ قبر پر قرآن خوانی کے بارے میں کوئی روایت محفوظ ہے تو انہوں نے کہا نہیں اور جب یحییٰ بن معین (م ۲۳۳ھ) سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے یہ حدیث بیان کی کہ علی بن

...ی الحداد سے مروی ہے کہ میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ایک جنازے میں شریک تھا۔ دفن سے فارغ ہو کر ایک نابینا قبر کے پاس قرآن کی تلاوت کرنے لگا، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، کہ قبر کے پاس تلاوت قرآن بدعت ہے۔ پھر جب ہم قبرستان سے باہر آئے تو محمد بن قدامہ نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مبشر حلبی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ انہوں نے کہا ثقہ ہے۔ دریافت کیا، آپ نے ان سے کچھ روایات نقل کی ہیں۔ کہا ہاں۔ میں نے کہا مجھے مبشر نے عبدالرحمن بن العلاء بن اللجلاج سے اور انہوں نے اپنے والد سے خبر دی کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ دفن کرنے کے بعد ان کے سرہانے سورۃ بقر کا پہلا اور آخری رکوع پڑھا جائے اور کہا تھا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا تھا کہ آپ نے بھی یہی وصیت کی تھی۔ پھر ان سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نابینا سے جا کر کہہ دو کہ وہ قرآن کی تلاوت کرے۔ حسن بن صباح سے مروی ہے کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے قبر کے پاس قرآن خوانی کے بارے میں دریافت کیا، فرمایا کوئی حرج نہیں۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۴ھ) نے کہ جب انصار کا کوئی عزیز لقمہ اجل ہو جاتا تو وہ اس کی قبر کے پاس آ کر تلاوت قرآن مجید کیا کرتے تھے۔

حافظ ابن قیم مزید لکھتے ہیں: حسن بن جردی نے کہا کہ میں نے اپنی ہمشیرہ کی قبر کے پاس سورہ ملک پڑھی پھر ایک آدمی نے مجھ سے آ کر کہا کہ میں نے تمہاری بہن کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہتی تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین صلہ دے ان کی قرآن خوانی نے مجھے نفع پہنچایا۔ (کتاب الروح (مترجم) از حافظ ابن قیم صفحہ نمبر ۳۲،۳۳ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

مساجد میں قرآن خوانی

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتی ہے اور ایک دوسرے کو اس کا درس دیتی ہے تو فرشتے اس جماعت کو گھیر لیتے ہیں، ان پر طمانیت نازل ہوتی ہے۔ رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے

اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر اپنے مقرب فرشتوں میں کرتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ (مترجم) صفحہ نمبر ۹۶ جلد اوّل طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

جمہور سلف اور ائمہ مجتہدین میت کیلئے قبر پر قرآن پڑھنے سے ثواب پہنچنے کے قائل ہیں......وہ کہ جب حج، صدقہ، وقف، دعا، قراءۃ کا ثواب پہنچ سکتا ہے تو دوسری عبادت کا ثواب بھی پہنچ سکتا ہے۔ اگرچہ یہ احادیث ضعیف ہیں لیکن ان کی مجموعی حیثیت سے ایصال ثواب کی اصل ہو سکتی ہے۔ نیز قدیم سے مسلمان مردوں کیلئے جمع ہو کر قرآن پڑھتے رہے ہیں اور کسی نے انکار نہیں کیا۔ اس سے اجماع مسلمین بھی ثابت ہوتا ہے۔

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شیخ عز الدین بن سلام ایصال ثواب کے قائل نہ تھے۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو بعض لوگوں نے ان کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ آپ دُنیا میں ایصال ثواب کے قائل نہ تھے اب کیا حال ہے؟ تو کہا کہ ہاں پہلے تو یہی کہتا تھا مگر اب معلوم ہوا کہ خدا کے فضل و کرم سے ثواب ملتا ہے اور اب میں نے رجوع کر لیا۔

زعفرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ قبر کے پاس قرآن پڑھنا کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مہذب میں لکھا ہے کہ زیارت کرنے والے کیلئے مستحب ہے کہ وہ زیارت کے بعد قرآن پڑھے اور دعا کرے۔ اس پر امام شافعی کی تصریح بھی ہے اور ان کے اصحاب بھی اس پر متفق ہیں۔ اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ اگر قرآن کریم ختم کریں تو افضل ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پہلے اس کا انکار کرتے تھے کیونکہ ان کو اس سلسلہ میں کوئی حدیث نہ ملی تھی لیکن انکو جب ابن عمر رضی اللہ عنہما علاء بن اللجلاج کی روایات مل گئیں جو حدیث مرفوع ہے تو انہوں نے رجوع کر لیا۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور صفحہ نمبر ۲۹۲، ۲۹۳ طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ترغیب دیتے رہتے تھے کہ اموات کو عزیز و اقارب کی طرف سے دعا، صدقہ اور (نفلی) عبادت

والد صاحب رہنا چاہئے اور فرمایا کرتے تھے کہ ان میں سے ہر چیز اموات کو نفع دیتی ہے۔

﴿کشف الغمہ از عبدالوہاب شعرانی صفحہ نمبر ۱۹۲ جلد اول﴾

ایک شبہ کا ازالہ

منکرین ایصال ثواب درج ذیل آیت قرآنی سے استدلال کرتے ہیں۔

"وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی" ترجمہ: "انسان کو اس کی کوشش کا بدلہ ملے گا"

جواب

امام المفسرین علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اول...... تو یہ آیت منسوخ ہے اس آیت سے "وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ" "اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے بعد ان کی ذریت آئی۔ اس آیت کا مفاد یہ ہے کہ بیٹوں کو باپ کی نیکی سے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

دوم...... یہ کہ یہ آیت قوم ابراہیم (علیہ السلام) و موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ خاص ہے۔ رہی یہ اُمت مرحومہ تو اس کو وہ بھی ملے گا جو خود کرے گی اور وہ بھی جو اس کیلئے کیا جائے گا یہ قول حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

تیسرے...... یہ کہ انسان سے مراد یہاں کافر ہیں اور مومن اس سے مستثنیٰ ہیں یہ قول ربیع بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

چوتھے...... یہ قانون عدل ہے اور دوسرے کے کئے سے فائدہ پہنچنا اس کا فضل ہے۔ یہ حسین بن فضل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

پانچویں...... لام بمعنی علیٰ ہے کہ انسان کو ضرر، اس کے کئے ہوئے گناہ کا ہوگا، نہ کہ دوسرے کا۔ (شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور صفحہ نمبر ۲۹۲)

فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ جو میت کو مانوس کرنا چاہے تو وہ قبر کے پاس قرآن پڑھے ورنہ جہاں چاہے پڑھے کہ خدا تعالیٰ ہر جگہ کی قرأۃ سننے والا ہے۔

﴿شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور صفحہ نمبر ۳۱۱ مطبع لاہور﴾

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

واختلف فی العبادات البدنیة، کالصوم و قراۃ القرآن والذکر، فذھب ابو حنیفة (م ۱۵۰ھ) واحمد و جمھور السلف رحمھم اللہ الی وصولھا۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ نمبر ۱۳۰،۱۳۱ طبع کراچی)

ختم قرآن کے بعد دعا کرنا

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قرآن پڑھنے والے کی قرآن حکیم ختم کرنے پر دعا قبول ہوتی ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ از ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) صفحہ نمبر ۶۹۵ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

عکرمہ مشہور تابعی ہیں۔ حضرت ابن عباس کے آزاد کردہ ہیں۔ ابن عباس اور دوسرے صحابہ کرام سے حدیث کی سماعت کی۔ ایک بڑی جماعت نے ان سے روایت کی۔ ۱۰۷ھ میں انتقال ہوا۔

مشہور تابعی ہیں۔ ان کا شمار مفسرین تابعین میں ہوتا ہے۔ ۱۳۰ھ میں وصال ہوا۔

قزعہ بن سوید سے منقول ہے کہ حمید اعرج نے کہا کہ جو شخص قرآن پڑھ کر دعا کرتا ہے چار ہزار فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ (داری صفحہ نمبر ۳۹۲ طبع کراچی)

حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: سو آدمی جب کسی شخص کیلئے (بخشش) کی شفاعت کی دعا کرتے ہیں تو اس کے حق میں ان کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔

﴿داری صفحہ نمبر ۱۲۱ طبع کراچی﴾

حضرت ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا......

"اذا ختم القرآن نزلت الرحمة"۔ (تحفۃ الذاکرین از شوکانی صفحہ نمبر ۳۴ طبع بیروت)

ترجمہ: "جب ختم قرآن کیا جائے تو اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے"۔

قبر کے قریب وعظ و نصیحت کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم بقیع میں ایک جنازہ میں شریک تھے۔ ہمارے پاس نبی کریم تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ تو ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے اور آپ کے پاس ایک چھڑی تھی۔ آپ اسے زمین پر مارنے لگے اور فرمانے لگے کہ تم میں سے ہر جاندار کیلئے اس کی جگہ جنت یا جہنم لکھ دی ہے اور نیک بخت یا بد بخت ہونا لکھا جاچکا ہے۔ تو ایک شخص نے کہا کہ: یارسول اللہ! پھر ہم اپنے لکھے پر بھروسہ نہ کریں، اور عمل چھوڑ دیں۔ ہم میں سے جو شخص اہل سعادت میں سے ہوگا وہ اہل سعادت کے کام کرے گا اور جو بد بخت ہوگا وہ بد بخت عملوں کی طرف جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ نیک بخت لوگوں کیلئے نیک بختی کے اعمال آسان کردیئے جائیں گے اور بد بختوں کیلئے بد بختی کے اعمال آسان کردیئے جائیں گے۔ پھر آپ نے آیت "فاما من اعطی آخر تک پڑھی"۔

﴿بخاری شریف صفحہ نمبر ۵۱۲، ۵۱۳ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء﴾

علماء ومشائخ کا مقام

۱۔ "اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا"۔ (سورۃ فاطر آیت نمبر ۲۸)

ترجمہ: "اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں"۔

۲۔ "وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا"۔ (سورۃ الفرقان آیت نمبر ۶۴)

ترجمہ: "اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کیلئے سجدے اور قیام میں"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین و آسمان میں جتنی چیزیں ہیں عالم کیلئے مغفرت طلب کرتی ہیں حتیٰ کہ دریا کی مچھلیاں بھی (ابن ماجہ (مترجم) جلد اول صفحہ نمبر ۱۰۰ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک فقیہ (عالم دین) شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ (ابن ماجہ (مترجم) جلد اول صفحہ نمبر ۹۵ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ نوافل سے میرا قرب حاصل

کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کی قوت سامعہ بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

﴿مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۹۷، بخاری صفحہ نمبر ۹۶۲ جلد ۲ طبع کراچی﴾

شیخ شہاب الدین سہروردی (متوفی ۶۳۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انہی نفوس قدسیہ (یعنی اولیاء اللہ) کی بدولت افلاک بھی تھمے ہوئے ہیں۔

﴿عوارف المعارف صفحہ نمبر ۲۷ طبع لاہور ۱۹۶۲ء﴾

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ان البقاء العالم ببرکۃ العلماء العاملین والعباد الصالحین و عموم المؤمنین''......الخ (مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۳۷ جلد ۱۰)

ترجمہ: ''یعنی کائنات عالم، باعمل علماء اور نیک بندوں اور عام مومنین کی برکت کی وجہ سے قائم و دائم ہے''۔

انبیاء کرام اور علماء و مشائخ اولیاء کے مزارات کی زیارت کرنا

طبرانی نے اوسط میں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد سے واپسی پر حضرت مصعب بن عمیر اور ان کے ساتھیوں کی قبروں پر ٹھہرے اور فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ کے نزدیک زندہ ہو۔ تو اے لوگو ان سے ملاقات کرو (یعنی ان کی زیارت کیا کرو) انہیں سلام کرو، کیونکہ یہ قیامت تک جواب دیتے رہیں گے۔

﴿شرح الصدور صفحہ نمبر ۱۸۶ طبع کراچی ۱۹۶۹ء﴾

امام ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) امام جارودی ہروی (متوفی ۴۱۳ھ) کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: آپ سب علوم اور خصوصاً علم حدیث میں اپنی مثال آپ تھے۔ دنیا سے بہت

تعلق رکھتے تھے۔ عفت اور پاکبازی کی زندگی بسر کرتے تھے، تورع اور پرہیزگاری میں منفرد تھے۔ بعض لوگوں کو خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی۔ تو آپ نے وصیت کی، جارودی کی قبر کی زیارت کیا کرو (کیونکہ) وہ سنت کے پابند اور فقیر آدمی ہیں.

﴿تذکرۃ الحفاظ از علامہ ذہبی صفحہ نمبر ۷۰۹ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

امام نووی (متوفی ۶۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

عتبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں قبر رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک ایک اعرابی آیا اور اس نے آکر عرض کیا، یارسول اللہ! آپ پر سلام ہو، میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان (کہ جن) لوگوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اگر وہ آپ کے پاس آتے اور خود بھی اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کیلئے استغفار کرتے تو وہ اللہ کو خوب توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پائیں گے۔ میں آپ کے پاس اپنے گناہوں کی مغفرت کیلئے آیا ہوں اور اپنے پروردگار کے یہاں آپ کو اپنا سفارشی بناتا ہوں پھر اس نے یہ شعر پڑھے۔

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمه ...... فطاب من طیبه القاع والاکم
نفسی الفداء القبر انت ساکنه ...... فیه العفاف و فیه الجود والکرم

ترجمہ: جو لوگ میدانوں میں دفن کیے گئے ہیں ان میں سے سب سے بہترین اور معظم ذات جس کی خوشبو سے میدانوں اور پہاڑوں میں خوشبو پھیل گئی، میری جان اس قبر پر فدا ہو، جس میں آپ رہتے ہیں، اس قبر میں پاکدامنی، سخاوت اور کرم ہے۔

عتبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد وہ اعرابی چلا گیا اور میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ (ﷺ) مجھ سے فرما رہے ہیں کہ اس اعرابی کے پاس جاؤ اور اسے یہ بشارت سنادو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں کی مغفرت فرمادی۔ ﴿کتاب الاذکار از علامہ نووی (مترجم) صفحہ نمبر ۱۵۴ جلد اول طبع کراچی﴾

مالک، عبداللہ بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر کا ارادہ کرتے یا سفر سے واپس آتے تو امام الانبیاء ﷺ کی قبر شریف کے پاس آتے درود پڑھتے اور دعا کرتے پھر واپس آتے۔ ﴿موطا امام محمد (متوفی ۱۸۹ھ) صفحہ نمبر ۳۳۶ طبع کراچی﴾

علامہ سمہودی (م ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑا، ایک شخص (بلال بن حارث صحابی) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہو کر یوں عرض کیا: یارسول اللہ! اپنی امت کیلئے بارش کی دعا فرمائیں وہ ہلاک ہو رہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اس شخص سے فرمایا کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس جا کر میرا اسلام کہو اور بشارت دو کہ بارش ہوگی اور یہ بھی کہہ دو کہ نرمی اختیار کریں۔ اس شخص نے حاضر ہو کر خبر دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو ئے، پھر کہا۔ اے رب میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز سے جس سے میں عاجز ہوں۔

﴿وفاء الوفا از علامہ سمہودی (سید علی بن احمد م ۹۱۱ھ﴾

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں......

ابن ابی شیبہ صحیح سند سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک مرتبہ قحط پڑا۔ ایک مرد (صحابی) قبر شریف پر آیا اور عرض کیا یارسول اللہ استسق لامتك فانهم قد هلكوا (آپ اپنی امت کیلئے اللہ سے پانی طلب کیجئے، بے شک لوگ ہلاک ہو گئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے پاس خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ جاؤ عمر کو خوشخبری دو کہ بارش ہوگی۔ نیز دیکھیے......

﴿جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۲۲۸ طبع کراچی/ خلاصۃ الوفا از علامہ نورالدین سمہودی مدنی (م ۹۱۱ھ) صفحہ نمبر ۷۰﴾

(ف) یہ طریقہ طلب دعا کا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے پروردگار سے دعا کرنا تا کہ یہ حاجت پوری ہو جائے جس طرح حالت حیات میں تھا، اسی طرح عالم برزخ میں بھی ہے۔

امام ذہبی امام ابو عوانہ اسفرائینی نیشاپوری کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

امام حاکم (متوفی ۴۰۵ھ) فرماتے ہیں ابو عوانہ فن حدیث کے عالم اور پختہ کار ہیں میں نے ان کے صاحبزادے محمد سے سنا ہے کہ ان کا ۳۱۶ھ میں انتقال ہوا۔ دوسروں نے کہا ہے کہ آپ کی قبر اسفرائن شہر کے اندر ہے اس پر گنبد بنا ہوا ہے۔ اور زیارت گاہ عام ہے۔ ﴿تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۵۲۵ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

قاسم کہتے ہیں کہ میرے والد ابن عساکر دمشقی نے ۱۱ رجب المرجب ۵۷۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا...... ان کی قبر باب الصغیر میں زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔

﴿تذکرۃ الحفاظ جلد ۸۹۸، طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

شیخ الاسلام امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۴ رجب ۶۷۶ھ میں وصال کیا۔ آپ کو شہر کے باہر سپرد خاک کیا گیا، جہاں آپ کی قبر زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔

﴿تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۱۰۰۱ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

صاحب ظفر المحصلین، صاحب شاطبیہ علامہ محمد قاسم (م ۵۹۰ھ) کے متعلق لکھتے ہیں:
لوگ اب بھی آپ کی قبر کی زیارت کرتے ہیں اور برکات حاصل کرتے ہیں۔
علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا آپ کی قبر کی زیارت کی ہے۔ وہاں دعا بڑی جلد قبول ہوتی ہے۔ ﴿ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۷۰ طبع کراچی ۱۹۷۶ء﴾

(ف) معلوم ہوا، انبیاء و صلحاء کی قبور کی زیارت کرنا قدیم سے مسلمانوں کا طریقہ چلا آرہا ہے۔

حدیث نمبر ۱۴

حضرت قزعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کوہ طور کی طرف زیارت کیلئے جانے کا ارادہ کیا تو میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے متعلق پوچھا کہ ایسا کرنا کیسا ہوگا تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین مقامات کے علاوہ کسی اور جگہ کی طرف ثواب کے ارادہ سے زیارت کیلئے جانے سے منع فرمایا، وہ تین مقامات مسجد الحرام (بیت اللہ) مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) اور مسجد نبوی ہیں۔ اس لئے اے قزعہ تو زیارت کیلئے کوہ طور پر نہ جا۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۸)

جواب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل کوہ طور پر نماز میں زیادتی و ثواب کی غرض سے جانا چاہتا تھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: بیت اللہ، بیت

المقدس اور مسجد نبوی کے علاوہ دنیا کی تمام مساجد میں نماز پڑھنے کا برابر ثواب ہے۔اس لئے تو اس نیت سے کوہ طور کی طرف سفر نہ کر۔اس رائے کا مدار اس پر ہے کہ بعض احادیث بعض کی تفسیر کرتی ہیں۔چنانچہ مسند احمد میں شہر ابن حوشب سے روایت ہے،، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جب ان کے پاس کوہ طور پر نماز پڑھنے کا ذکر آیا تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لاینبغی للمطی ان یشد رحاله الی مسجد یبتغی فیه الصلوٰة غیر مسجد الحرام و المسجد الاقصیٰ و مسجدی هذا''۔

﴿قسطلانی شرح بخاری صفحہ نمبر ۳۳۲ جلد ۲ طبع بیروت ☆نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن صفحہ نمبر ۶۵﴾

ترجمہ: ''کسی مسجد کیلئے اس میں نماز کے ارادے سے رخت سفر باندھنا مناسب نہیں سوائے مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری مسجد کے''۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

مساجد ثلاثہ کے علاوہ طلب علم، تجارت، بزرگوں سے ملاقات، دوسری زیارت گاہوں اور بھائیوں سے ملنے کیلئے سفر کرنا منع میں داخل نہیں۔

﴿نور الایمان صفحہ نمبر ۶۵ ناشر مکتبہ فریدیہ ساہیوال﴾

نیز یہ حدیث کسی فضیلت والی مسجد مثلاً مسجد قباء وغیرہ کے سفر کی بھی نفی نہیں کرتی۔ ہاں ان میں عبادت کا چند گنا ہزار گنا ثواب نہ ملے گا۔ورنہ بعض مساجد کی فضیلت حدیث سے ثابت ہے حضرت اسید بن ظہیر الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''صلوٰة فی مسجد قباء کعمرة'' (سنن ابن ماجہ صفحہ نمبر ۱۰۲ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

ترجمہ: ''مسجد قباء میں نماز پڑھنا عمرہ کے برابر ہے''۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدل یا سوار ہو کر مسجد قباء کا سفر کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے......

کہ آنحضرت ﷺ کبھی پیدل اور کبھی سواری پر (مسجد) قباء تشریف لے جایا کرتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۱۸۲ جلد اول از علامہ ذہبی طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

نیز اس مسئلہ کی تفصیل کیلئے درج ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

فتح الباری شرح بخاری از حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)۔

عمدۃ القاری شرح بخاری از علامہ بدرالدین عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ)۔

نووی علی المسلم از علامہ نووی شافعی (متوفی ۶۷۶ھ)۔

احیاء علوم الدین از امام محمد غزالی شافعی (متوفی ۵۰۵ھ)۔

جذب القلوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی (متوفی ۱۰۵۲ھ)۔

ارشاد الساری شرح بخاری از ابن حجر قسطلانی شافعی (متوفی ۹۲۳ھ)۔

نورالایمان از بحرالعلوم مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی حنفی (متوفی ۱۲۸۵ھ)۔

شیخین جلیلین کا حجرۂ مقدس میں دفن ہونا

حضور پرنور ﷺ کے ارشاد کے مطابق انبیاء کرام جہاں وصال فرماتے ہیں ان کو وہیں دفن کیا جاتا ہے۔ ﴿الطبقات الکبریٰ از ابن سعد صفحہ نمبر ۲۹۳ جلد ۲ طبع بیروت﴾

﴿مختصر سیرۃ الرسول از عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب صفحہ نمبر ۲۸۱﴾

چونکہ آپ ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں وصال فرمایا۔ اس لئے آپ کو وہاں پر دفن کیا گیا۔ اور صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی موجودگی میں (بلا انکارے احدے) شیخین جلیلین کا اس میں دفن ہونا مشعر با اجماع ہے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے جوار میں ان کے خلفاء کو دفن کرنا ان کی عظمت کے پیش نظر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قریب میں دفن ہونا اس بات کی بین دلیل ہے کہ غیر انبیاء میں جو زاہد، متقی، ورع اور پرہیزگار ہو اس کے جوار میں دفن ہونا باعث برکت ہے۔ جیسا کہ جلیل القدر علماء اسلام نے اولیاء اللہ کے قریب میں دفن ہونے کی وصیت فرمائی تھی۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ غیر انبیاء میں سے صلحاء امت کی قبر کے گرد بنا بنانا یا پہلے سے بنی ہوئی عمارت میں دفن کرنا جائز ہے۔ ورنہ صحابہ کرام

اور اہل بیت عظام بھی بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حجرہ مقدس میں دفن نہ ہونے دیتے۔ اور بعض محدثین کا اس پر عمل بھی کتب معتبرہ سے ثابت ہے۔ جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں۔

امام ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) امام المحدثین حضرت امام مفید بن حتواب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں رقم طراز ہیں: آپ نے ۱۳ ربیع الاول ۳۹۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ جب آپ کو غسل دیا گیا تو آپ کے منہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بال مبارک رکھے گئے جو آپ نے زر کثیر خرچ کر کے حاصل کئے تھے۔ آپ کے جسد خاکی کو مدینہ منورہ لایا گیا اور اس مکان میں جو آپ نے مسجد نبوی کے بالکل قریب خرید رکھا تھا۔ سپرد خاک کر دیا۔ ﴿تذکرۃ الحفاظ ۱۰۹۰ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا حجرہ بھی تمام حجرات مصطفویہ کی طرح کھجور کی چھال سے تعمیر ہوا تھا۔ اور حکم الہی کے بموجب سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفن بھی یہی قرار پایا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب مسجد نبوی میں اضافہ کیا تھا تو اس حجرۂ مبارکہ کو کچی اینٹوں سے تعمیر کروا دیا تھا۔ ولید کی تعمیر کے زمانہ تک یہ حجرۂ مبارک برقرار رہا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے ولید بن عبد الملک کے حکم سے اس کو منہدم کر کے منقش پتھروں سے تیار کیا۔ اور اس کی پشت پر ایک دوسرا احاطہ بنوایا اور ان دونوں عمارتوں میں سے کسی میں کوئی دروازہ نہیں چھوڑا

﴿جذب القلوب از شیخ عبد الحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۱۲۵، ۲۲۰ طبع کراچی﴾

جناب امیر حمزہ صاحب ذرا قلم کو حرکت دیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی تحریر فرمائیں کہ ان نفوس قدسیہ کے متعلق ان کا کیا فتویٰ ہے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مکرم اور محدثین کی آرزو

امام العارفین حضرت خواجہ بشر حافی بن حارث بن عبد الرحمن حضرت امام احمد بن

(متوفی ۲۴۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ کے دور کے مشہور بزرگ ہیں۔ جب امام صاحب کے پاس آتے، آپ ان کی بے حد تعظیم کرتے۔ ۲۲۰ھ میں بغداد میں انتقال فرمایا۔ قبر آپ کی مرجع خلائق ہے۔

محدث خطیب بغدادی کی آرزو

حج کے موقعہ پر جب چاہ زم زم پر گئے تو چونکہ اس وقت کی دعا مستجاب (قبول) ہوتی ہے۔ تین مرتبہ اس پانی سے سیراب ہو کر خدا تعالیٰ سے تین چیزوں کی دعا مانگی۔ اول یہ کہ "تاریخ بغداد" ایسی مقبول ہو کہ لوگ اسکی روایت کریں۔ دوسرے یہ کہ جامع منصور میں جو بغداد کی بہترین جگہ ہے۔ تعلیم حدیث اور اس کی املاء میں مشغول رہوں۔ تیسرے یہ کہ میری قبر حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے متصل ہو۔ "سو الحمد للہ" ان کی یہ دعا مقبول ہوئی اور تینوں حاجتیں پوری ہوئیں۔ ۴۶۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

﴿بستان المحدثین از شاہ عبد العزیز محدث دہلوی صفحہ نمبر ۱۱۸ طبع کراچی﴾

محدث حمیدی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی آرزو

۱۷ ذی الحجہ ۴۸۸ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ ابو بکر شاشی نے جو مشہور شافعی فقیہ ہیں ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ شیخ ابو اسحاق شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے نزدیک ان کو دفن کیا گیا وفات سے قبل کئی بار مظفر کو جو بغداد کا رئیس تھا یہ وصیت کی تھی کہ مجھ کو بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دفن کرنا۔ اس نے کسی وقتی مانع کے سبب سے ان کی وصیت کے خلاف عمل کیا تو یہ خواب اس نے دیکھا کہ حمیدی مجھ کو اس امر کا گلہ اور شکایت کرتے ہیں ناچار ماہ صفر ۴۹۱ھ میں اس جگہ سے منتقل کر کے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے قریب دفن کیا گیا۔ یہ حمیدی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہے کہ انکا کفن تازہ اور بدن بالکل صحیح و سالم تھا اور بہت دور تک اسکی خوشبو مہک رہی تھی۔

﴿بستان المحدثین از شاہ عبد العزیز محدث دہلوی صفحہ نمبر ۱۳۲ طبع کراچی﴾

اعتراض

کسی بزرگ کی قبر کو قبرستان سے الگ بنانا شرک کو قدم جمانے کی دعوت دیتا ہے۔

جواب

خود وہابیہ غیر مقلدین کے درج ذیل علماء کی قبریں، قبرستان سے علیحدہ بنی ہوئی ہیں۔

ابوالاعلیٰ مودودی (لاہور)
صوفی عبداللہ (ماموں کانجن)
مولوی عبداللہ (بڈھیمالوی)

اوران کا اقرار خود امیر حمزہ نے اپنی تالیف ''شاہراہ بہشت'' کے صفحہ نمبر ۱۴۱ پر کیا ہے۔

اگر اہلسنت اپنے کسی بزرگ یا عالم دین کو مدرسہ یا قبرستان سے علیحدہ دفن کردیں تو وہ شرک کو جنم دے رہے ہیں۔ اور اگر وہابیہ غیر مقلد یہ کام کریں تو وہ توحید پرست کے توحید پرست ہی رہیں۔ یہ کونسی شریعت کا قانون ہے جو وہابیوں کیلئے اور ہو، اور اہلسنت کے لئے اور۔

ذرا ہوش وحواس کو برقرار رکھتے ہوئے امیر حمزہ صاحب درج ذیل محدثین، صوفیاء کرام اور علمائے عظام کے متعلق بھی فتویٰ صادر فرمائیں کہ ان پر شریعت کا کون سا قانون نافذ ہوگا تاکہ آپ کی حقانیت وجرأت عوام الناس پر آشکارا ہوسکے۔

حفاظ حدیث

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں علامہ ذہبی (م ۷۴۸ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: آپ کا دیر سمعان میں انتقال ہوا اور وہیں سپرد خاک ہوئے۔ آپ کا مزار زیارت گاہ عوام ہے۔ ﴿تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۱۱۳ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

امام محمد بن جریر بن کثیر طبری رحمۃ اللہ علیہ

کے متعلق ابن کامل کا بیان ہے کہ علامہ موصوف نے ۳۱۰ھ میں ماہ شوال ختم ہونے سے دو دن پہلے اتوار کے روز شام کے وقت جان، جان آفرین کے سپرد کی اور رحبہ یعقوب میں اپنے گھر ہی میں سپرد خاک کئے گئے۔

﴿تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۴۹۷ جلد ۲ طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

امام ابوعوانہ اسفرائینی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ

کے متعلق امام حاکم فرماتے ہیں: ابوعوانہ فن حدیث کے عالم اور پختہ کار ہیں۔ ان کے صاحبزادے سے سنا کہ ان کا ۳۱۶ھ میں انتقال ہوا۔ دوسروں نے کہا کہ آپ کی قبر اسفرائن شہر کے اندر ہے اس پر گنبد بنا ہوا ہے۔ اور زیارت گاہ عام ہے۔

﴿تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۵۲۵ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

امام مفید ابن حنزابہ بغدادی نزیل مصر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

آپ نے ۱۳ ربیع الاول ۳۹۱ھ میں انتقال فرمایا: جب آپ کو غسل دیا گیا تو آپ کے منہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بال (مبارک) رکھے گئے، جو کہ آپ نے زر کثیر خرچ کر کے حاصل کئے تھے اور سونے کی ایک ڈبیہ میں جس میں کستوری سے مہر لگائی تھی محفوظ تھے۔ آپ کے جسد خاکی کو مدینہ منورہ لایا گیا اور اس مکان میں جو آپ نے مسجد نبوی کے بالکل قریب خرید رکھا تھا سپرد خاک کیا گیا۔

﴿تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۶۹۰ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

شیخ الاسلام امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

موصوف نے آخری مرتبہ دمشق سے رخت سفر باندھا اور بیت المقدس کی زیارت کے بعد اپنے گاؤں کی طرف مراجعت کی۔ وہیں اپنے والد ماجد کے ہاں بیمار ہوئے اور اسی جگہ آخری وقت آ پہنچا اور ۲۴ رجب المرجب ۶۷۶ھ میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا، آپکو شہر کے باہر سپرد خاک کیا گیا جہاں آپکی قبر زیارت گاہ خواص وعوام ہے۔

﴿تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۱۱۰۰ جلد ۴ طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

صوفیاء کرام

حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا وصال ۲ محرم الحرام ۲۰۰ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار مقدس بغداد شریف میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ چنانچہ آپ کے بارے میں علامہ خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ "قبر معروف مجرب لقضاء الحوائج" یعنی معروف کرخی کا مزار مقدس حاجتیں پوری ہونے کیلئے مجرب ہے۔ (یعنی انکے توسل سے بارگاہ قدس میں جو نیک دعا مانگی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت بخشتا ہے)۔

﴿تاریخ بغداد صفحہ نمبر ۱۲۳،۱۲۲ جلد اوّل﴾

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں: آپ کی (حضرت معروف کرخی) قبر بغداد میں مشہور و معروف ہے، زائرین اس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ (صفۃ الصفوۃ صفحہ نمبر ۱۸۳ جلد دوم) (ابو بلیل فیضی غفرلہ)

حضرت ابراہیم ابوالحسن علی ہاشمی ہکاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے ۴۸۶ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک بغداد شہر میں ہکار گاؤں میں مرجع خلائق ہے۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ نمبر ۲۳۱ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے ۲۸۹ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مقدس مقام شونیزیہ میں ہے جو کہ بغداد میں مرجع خلائق ہے۔ ﴿تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ نمبر ۲۰۰ طبع لاہور ۱۹۸۹ء﴾

حضرت ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا وصال بغداد شریف میں ۵۱۳ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار مقدس بغداد میں آپ کے قائم کردہ مدرسہ باب الازج میں مرجع خلائق ہے۔

﴿تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ نمبر ۲۰۰ طبع لاہور ۱۹۸۹ء﴾

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے ۵۶۱ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مقدس آپ کے مدرسہ عالیہ کے احاطہ میں باب ازج کے نزدیک بغداد شریف میں واقع ہے۔

﴿تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ نمبر ۲۵۶ طبع لاہور ۱۹۸۹ء﴾

حضرت سید محی الدین ابو نصر محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے بغداد میں ۶۵۶ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار مقدس بغداد میں اپنے والد کے مدرسہ کے احاطہ میں مرجع خلائق ہے۔

﴿تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ نمبر ۲۶۹ طبع لاہور ۱۹۸۹ء﴾

حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

آپ کا مزار مقدس شہر بغداد میں بمقام کاظمین شریف واقع ہے۔ ۱۸۳ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کے مزار مقدس کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر انور دعا قبول ہونے کے لئے اکسیر و مجرب ہے۔

﴿مشکوٰۃ، باب زیارت القبور حاشیہ نمبر ۲، صفحہ نمبر ۱۵۴﴾

ابو علی خلال۔ مشہور محدث ہیں۔ تمام محدثین کے نزدیک ثقہ معتبر اور حفظ حدیث میں اپنے زمانہ کے سردار ہیں۔ ۴۳۹ھ میں وفات پائی۔

﴿بستان المحدثین از شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۱۵۸﴾

جو مشہور محدث گزرے ہیں فرماتے ہیں: جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آتی ہے اور میں حضرت موسیٰ ابن جعفر کاظم کی قبر پر حاضر ہو کر ان کے توسل سے دعا کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ میری مراد بھر لاتا ہے۔ ﴿تاریخ بغداد، بحوالہ تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ ۱۶۳﴾

امام علی رضا رضی اللہ عنہ

آپ نے ۲۰۲ھ میں ۵۵ سال کی عمر میں شہادت پائی۔ آپ کا مزار پر انوار طوس میں بمقام سناباد جو قرب بغداد میں ہے اور جسے اب مشہد مقدس کہتے ہیں۔ زیارت گاہ خلائق ہے۔ ﴿تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ نمبر ۱۷۵﴾

علماء اسلام

صاحب شاطبیہ علامہ ابو محمد محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ

علامہ موصوف ۲۸ رجمادی الاولی (یا جمادی الثانی) بروز یکشنبہ ۵۹۰ھ بعد العصر باون یا ترپن برس کی عمر میں مصر کے شہر قاہرہ میں وفات پائی۔ پیر کے دن مقطم پہاڑ کے قریب قرافہ صغریٰ میں اسی مقبرہ میں دفن ہوئے جو قاضی فاضل نے اپنے لئے بنوایا تھا۔ علی صباغ اپنی شرح ارشاد المرید میں فرماتے ہیں آپ کی قبر اب بھی مشہور و معروف ہے ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ لوگ اب بھی آپ کی قبر کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں، اور برکات حاصل کرتے ہیں۔ علامہ جزری (متوفی ۸۳۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا آپ کی قبر کی زیارت کی، وہاں دعا بڑی جلد قبول ہوتی ہے۔ (ظفر المحصلین با حوال المصنفین صفحہ نمبر ۷۰ طبع کراچی ۱۹۸۶ء)

امام اعظم ابو حنیفہ تابعی کوفی رضی اللہ عنہ

آپ نے ۱۵۰ھ میں انتقال فرمایا، اور بغداد کے علاقہ اعظمیہ میں (قبرستان سے الگ) آپ کا مزار مقدس بنا ہوا ہے۔ جس پر ایک پرشکوہ گنبد ہے۔ (۱۹۷۳ء میں راقم زیارت سے مشرف ہوا تھا) مزار کے ملحق ایک عظیم الشان مسجد بھی تعمیر ہے۔

صاحب مقدمہ جزریہ ابو الخیر شمس الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے شیراز میں ۵ ربیع الاول ۸۳۳ھ میں وصال فرمایا۔ اور "اپنے قائم کردہ مدرسہ" دار القرآن میں دفن ہوئے۔ آپ کے جنازہ کو بہت سے اشراف نے برکت کے خیال سے بوسہ اور کندھا دیا۔

(ظفر المحصلین با حوال المصنفین صفحہ نمبر ۲۷ طبع کراچی ۱۹۸۶ء)

صاحب صحیح مسلم محدث ابو الحسین مسلم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ

موصوف نے ۲۵ رجب ۲۶۱ھ میں بروز یکشنبہ وفات پائی۔ دوشنبہ کو جنازہ اٹھایا گیا اور نیشاپور کے باہر نصیر آباد میں دفن کئے گئے ابو حاتم رازی نے خواب میں دیکھا اور

در یافت کئے، فرمایا خدا تعالیٰ نے میرے لئے جنت کو مباح کر دیا۔

﴿ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۱۱۸، ۱۱۹، طبع کراچی ۱۹۸۶ء﴾

علامہ طحاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے ۳۲۱ھ میں وصال فرمایا، شارع شافعی سے دائیں جانب جانے والی ... پر شارع طحاویہ کے سامنے ایک پرانے گنبد کے نیچے یہ آفتاب علم محو خواب ہے۔

﴿ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۱۶۳، طبع کراچی ۱۹۸۶ء﴾

صاحب نور الانوار ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے ۱۱۳۰ھ میں وصال فرمایا۔ پچاس روز کے بعد نعش مبارک دہلی سے ... لے جا کر آپ کے مدرسہ میں دفن کی گئی۔

﴿ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۲۱۹، طبع کراچی ۱۹۸۶ء﴾

صاحب شمس بازغہ علامہ محمود رحمۃ اللہ علیہ

علامہ نے ۱۰۶۲ھ میں شہر جونپور (انڈیا) میں وفات پائی، قبر شہر سے باہر ہے اور مشہور ہے۔ ﴿ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۳۷۵، طبع کراچی ۱۹۸۶ء﴾

صاحب ہدیہ سعیدیہ مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۷۸ھ میں آپ نے جزیرہ انڈیمان (انڈیا) میں وصال فرمایا آپ کا مزار (قبرستان سے الگ) اب تک مرجع انام اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

﴿ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۳۷۹، طبع کراچی ۱۹۸۶ء﴾

صاحب قانون ابو علی حسین رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے ۴۲۸ھ میں انتقال فرمایا۔ اور ان کا لاشہ ہمدان سے اصفہان لایا گیا اور شیخ کے مکان سکونت "کون گنبد" کے بڑے پھاٹک پر دفن ہوئے اور یہ مکان خاص شیخ کے رہنے کا تھا۔ ﴿ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۳۹۰، طبع کراچی ۱۹۸۶ء﴾

امیر حمزہ نجدی سوچ سمجھ کر جواب دیں کہ کیا تمام محدثین، صوفیاء کرام اور علماء عظام کی قبور مبارکہ شرک کے اڈے ہیں یا انوار و تجلیات الٰہیہ کے مراکز ہیں۔

فرقہ وہابیہ اور خداوند قدوس کی ناشکری

اس حقیقت کا انکار وہابیہ بھی نہیں کر سکتے کہ برصغیر پاک وہند میں صوفیاء کرام کی جدوجہد اور سعی وکوشش سے اسلام کی شمع روشن ہوئی۔ جیسا کہ مولوی محمد سلیمان منصور پوری (غیر مقلد) نے لکھا ہے اور رب کعبہ ارشاد فرماتا ہے۔

"هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ"۔ (پ ۲۷ سورۃ الرحمٰن)

ترجمہ: "نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی"۔ (ترجمہ کنز الایمان)

یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے۔ اس فرمان خداوندی کے پیش نظر چاہیے تو یہ تھا کہ ہم ان ذوات قدسیہ کا ذکر خیر کرتے اور ان کے کارنامے بیان کرتے تا کہ آنے والی نسلیں ان کے کارہائے نمایاں سے بہرہ ور ہوتیں۔ اور ان کے اسماء گرامی قیامت تک زندہ رہتے۔ مگر وہابیہ اس کے برعکس شب وروز تحریراً وتقریراً ان کی توہین پر تلے ہوئے ہیں اور ان کی قبور مقدسہ کو شرک کو جنم دینے والے اڈوں سے تعبیر کر رہے ہیں۔ (الحفیظ والامان)

مولوی محمد سلیمان منصور پوری لکھتا ہے......

مناسب مقام ہے میں اس جگہ چند بزرگوں کا جو داعیان اسلام کی حیثیت رکھتے ہیں ذکر کروں گا۔

۱)۔ سنام میں ایک پیر صاحب "پیر جانبوی" کی قبر ہے۔ یہاں کے مجاوروں کا بیان ہے کہ یہ صاحب حضرت شریف زندنی کے خلیفہ تھے اگر یہ صحیح ہے تو ان کے ورود کا زمانہ بالضرور محمود سبکتگین کے حملے سے پیشتر ہے۔

۲)۔ مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جو عوام کی زبان پر داتا گنج بخش کے نام سے مشہور ہیں۔ لاہور میں پانچویں صدی میں پہنچ گئے تھے۔ اور ان کی تبلیغ سے پنجاب کے نومسلموں کا سلسلہ دامان کوہ شوالک اور ملتان تک پہنچ گیا تھا۔

۳)۔ سید اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ شہاب الدین غوری کے حملہ اول سے پیشتر آئے ہوئے تھے اور انہوں نے لاہور میں ٹھہر کر تبلیغ کو بہت وسعت دی تھی۔

۴)۔شیخ بہاؤالدین ملتانی جو شیخ شہاب الدین سہروردی کا رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے ہیں جو اسلام کو ذرا مطلع کرنے میں اور اسلام حقہ کی اشاعت کرنے میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔

۵)۔سید معین الدین حسن سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۳۳ھ) وہ بزرگ ہیں جنہوں نے یوپی، راجپوتانہ دکن، بہار میں تنظیم کے ساتھ سلسلہ تبلیغ کو شروع کیا۔

۶)۔ان کے مرید وخلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ربیع الاول ۶۳۴ھ) دہلی میں اور خود خواجہ صاحب اجمیر میں اس تنظیم کی نگرانی کرتے تھے۔

۷)۔قطب صاحب کے خلیفہ بابا فریدالدین شکر گنج فاروقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۶۸ھ) نے پاک پتن کو اپنا مرکز بنایا اور اپنے تین مشہور خلفاء کو تین مشہور مقامات میں ٹھہرا کر خواجہ بزرگ کے طریق کو مستحکم اور مضبوط کیا۔

(۱)......حضرت خواجہ نظام الدین دہلی میں۔

(۲)......حضرت مخدوم علی صابر رڑکی میں۔

(۳)......حضرت قطب جلال الدین صوبہ آگرہ میں۔

۸)۔سلسلہ نظامیہ میں سید محمد گیسودراز وہ بزرگ ہیں جنہوں نے دکن میں ٹھہر کر دکن کو اسلام سے روشناس کرایا اور سید یحییٰ منیری نے اودھ کو اسلام کا پیرو بنایا۔

۹)۔مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے کارنامے آج تک سکھر زمین کو یاد ہیں۔

۱۰)۔کاشمیر میں میں اشاعت اسلام سید علی ہمدانی اور درویش بلبل شاہ کی خدمات کا نتیجہ ہیں۔ ﴿رسائل عشرہ از تصانیف مولوی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ نمبر ۱۶۷، ۱۶۹، طبع ۱۹۷۲ء﴾

صدرمملکت پاکستان سے اپیل

نبی کریم ﷺ کے رہائشی مکانات (یعنی حجرات مبارکہ کی ہیئت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

جس وقت سید الانبیاء صلوٰۃ اللہ وسلامہ نے مسجد نبوی شریف کی بنیاد رکھی، اس وقت آپ کے نکاح میں دو بیویاں تھیں۔ ان کیلئے دو حجرے بنائے تھے۔ سودہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی ان کے بنانے میں ہاتھ بٹایا تھا۔ بعدازاں جتنے نکاح کئے ہر ایک کیلئے ایک نیا حجرہ بنا دیا تھا۔ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ایک انصاری تھے ان کا مکان مسجد شریف کے قریب تھا۔ ایک مدت گزرنے کے بعد انہوں نے اپنا کل مکان آنحضرت ﷺ کو دے دیا۔ اکثر مکان سرور کائنات ﷺ نے بنائے جو عرب میں جرید نخل سے تھے۔ کمبل سے ڈھکے ہوئے، کمبل ہی دروازے پر لٹکا ہوا تھا اور سب مکان بجانب قبلہ اور مشرق وشام تھے۔ مسجد کے غربی جانب کوئی گھر نہ تھا۔ بعضے مکان کچی اینٹ کے بھی تھے۔ ہر مکان میں ایک حجرہ تھا جو کھجور کی چھال سے بنا ہوا تھا۔ جس پر کہگل کی ہوئی تھی۔ اکثر گھروں کے دروازے مسجد کی طرف تھے۔ چھت کی بلندی قدم آدم سے ایک ہاتھ اونچی رکھی ہوئی تھی۔ ﴿جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۱۰۱ طبع کراچی﴾

دورِ نبوی ﷺ میں مسجد نبوی کا نقشہ

حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت ﷺ (مدینہ منورہ میں) مسجد کی بنیاد رکھ رہے تھے تو جبرائیل علیہ السلام خداوند قدوس کی جانب سے حکم لائے کہ اس کی عرش موسیٰ کلیم اللہ کے عرش کے مطابق بنایئے۔ اس کی بلندی سات گز سے زیادہ نہ ہو اور اس کی تزئین اور آرائش میں تکلف سے کام نہ لیجئے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں مسجد کی چھت ایسی تھی کہ اگر بارش ہوتی تو اوپر سے لوگوں کے سر پر مٹی گرا کرتی تھی۔ جب پہلے پہل مسجد نبوی کی بنیاد ڈالی گئی تو اس کی نیو کا طول قبلہ حد شمال تک چون (۵۴) گز اور مشرق سے مغرب تک تریسٹھ (۶۳) گز

تاریخ نمبر کے بعد سنہ سات ہجری میں اس کی تجدید کر دی گئی اور ہر طرف سے صد در صد (۱۰۰×۱۰۰) کر دیا گیا۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۹۹ طبع کراچی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسجد نبوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کچی اینٹ اور کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ مجاہد (تابعی) نے کہا اس کے ستون کھجور کی لکڑی کے تھے۔ (ابوداؤد صفحہ نمبر ۲۱۳ طبع لاہور ۱۹۸۷ء)

علامہ الحاج عباس کرارہ مصری لکھتے ہیں:

(مسجد نبوی کی) جب پہلی تعمیر ہوئی تھی تو ۱۰۰×۱۰۰ ار سے کم تھی پھر جب دوبارہ تعمیر ہوئی تو اس میں اضافہ کر دیا گیا اور اس میں مراد ہاتھ کے سوا کچھ نہیں لیا جا سکتا...... دوسری تعمیر کے بعد طول یا عرض میں دو سو (۲۰۰) ہاتھ (یعنی ۱۰۰ گز) تک پہنچ گئی اور اتنی ہی لمبائی (مسجد نبوی) کی تقریباً اتنی ہی ہے...... الخ۔

(تاریخ حرمین شریفین از عباس کرارہ مصری صفحہ نمبر ۲۷ حصہ دوم طبع لاہور)

احادیث نبویہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ما امرت بتشييد المساجد''۔ مجھے حکم نہیں ہوا مسجدوں کے بلند کرنے کا۔

(مشکوٰۃ مع شرح مرقات ۲۰۵ جلد ۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

مولوی عبدالتواب ملتانی غیر مقلد وہابی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

(مسجد میں) رنگ آمیزی اور نقش و نگار کرنا حرام ہے۔ اور یہ کام سب سے پہلے ولید بن عبدالملک نے کیا۔ اسی طرح مسجد کی چھت پر مینار بنانا بھی ثابت نہیں بلکہ بعض احادیث میں منع آئی ہے۔ (بلوغ المرام مترجم از مولوی عبدالتواب حاشیہ نمبر ۲، طبع ۱۳۲۳ھ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا......

''لتزخرفنها كما زخرفت اليهود والنصرىٰ''۔

(ابوداؤد صفحہ نمبر ۲۱۳ جلد اول (مترجم) طبع لاہور ۱۹۸۷ء)

ترجمہ: "تم مسجدوں کو ایسا آراستہ کرو گے جیسا کہ یہود اور نصاریٰ نے کیا"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرا خیال ہے تم اپنی مسجدوں کو ایسے ہی بلند و بالا بناؤ گے جیسے نصاریٰ اور یہود (اپنے کلیساؤں اور گرجوں کو بناتے تھے)"۔

(سنن ابن ماجہ صفحہ نمبر ۲۳۰ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی قوم کا عمل برا نہیں ہوا، مگر اس نے اپنی مسجدوں کو مزخرف کیا"۔

(سنن ابن ماجہ صفحہ نمبر ۲۳۰ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا......

"ابنوا المساجد واتخذوھا جما"۔

ترجمہ: "مسجدیں منڈی بناؤ، ان میں کنگرے اور مینار نہ رکھو"۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ نمبر ۳۴۲ جلد اول ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا......

"نھانا او نھینا ان نصلی فی مسجد مشرف"۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۲۰۶ جلد ۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک مسجد (کے قریب) سے گزرے جو کہ مزخرف یعنی مزین و آراستہ تھی، فرمایا: خدا تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے یہ کام کیا یعنی جس نے مسجد کو مزین و آراستہ کیا۔ (مشکوٰۃ مع مرقات از ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) صفحہ نمبر ۲۰۶ جلد ۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گھر والے کئی کئی رات بھوکے گزار دیتے تھے۔ کہ رات کو کھانے کیلئے کچھ موجود نہیں ہوتا تھا اور اکثر غذا آپ کی جو کی روٹی ہوتی تھی۔

(شمائل ترمذی مع شرح باب ماجاء فی عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ نمبر ۵۰۱ طبع کراچی)

"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كُنَّا آلَ مُحَمَّدٍ نَمْكُثُ شَهْرًا مَا نَسْتَوْقِدُ بِنَارٍ

الأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ" ۔ (شمائل ترمذی مع شرح باب ما جاء فی عیش النبی ﷺ صفحہ نمبر ۳۲۸ طبع کراچی)

ترجمہ: "ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہم آل محمد ہیں۔ ہم پر پورا مہینہ گزر جاتا تھا کہ ہمارے گھر کے چولہے میں آگ تک نہ جلتی تھی سوائے پانی اور کھجور کے اور کوئی غذا نہ تھی"۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے "کہ دو مہینے کامل گزر جانے کے بعد تیسرے مہینے کا چاند نظر آ جاتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھروں میں مطلقاً آگ جلنے کی نوبت نہ آتی تھی"۔

(شمائل ترمذی مع شرح صفحہ نمبر ۳۳۳ طبع کراچی)

انصار صحابہ کی مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کیساتھ ہمدردیاں اور مواخات

مدینہ منورہ میں ہجرت فرمانے کے بعد جو زمینیں بے آباد اور غیر مملوکہ تھیں وہ رسول اللہ ﷺ نے بطور خود تقسیم فرما دیں اور قطعات میں انصار کے منازل و مکانات تھے وہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیئے اور حضور پر نور ﷺ نے مہاجرین صحابہ کو عطا فرما دیئے۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مکانات بطور ہدیہ پیش کئے۔

مہاجرین کی تعداد ۴۵ یا ۵۰ تھی۔ آپ ہر دو فریق میں سے دو دو کو بلا کر فرماتے گئے کہ یہ اور تم بھائی بھائی ہو، آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ درحقیقت بھائی بن گئے۔

﴿سیرت رسول عربی صفحہ نمبر ۱۹۰ از پروفیسر نور بخش توکلی طبع لاہور﴾

﴿مختصر سیرۃ الرسول از عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی صفحہ نمبر ۱۷۸﴾

ہم مندرجہ بالا بیانات کی روشنی میں حکومت پاکستان سے درج ذیل مطالبات کی اپیل کرتے ہیں:

① — غیر مقلدین کی مساجد اور رہائشی مکانات کا سروے کر کے ان کو سنت نبوی کے مطابق دوبارہ تعمیر کیا جائے۔

② — اور زرعی زمینوں کو (زندگی گزارنے کیلئے) ان غیر مقلدین کو حسب ضرورت دے کر باقی زمینوں کو غریب کسانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

③ — نیز ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ارشاد:

”ہم پر پورا پورا مہینہ گزر جاتا تھا کہ ہمارے گھر کے چولہے میں آگ تک نہیں سلگی تھی سوائے کھجور اور پانی کے اور کوئی غذا نہ تھی“۔

کے پیش نظر

غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ کے سوئی گیس کے کنکشن کاٹ دیے جائیں اور لکڑیاں جلانے پر پابندی لگائی جائے۔

باب چہارم

حقیقت ولایت

اور گھروں میں بزرگوں کی تصویریں آویزاں کرنا

حقیقت ولایت

حقیقت ولایت یہ ہے کہ علاوہ ایمان و اعمال صالحہ کے یقین و عرفان اسماء و صفات ذات حق بطور وجدان ببرکت ذکر و تلاوت و صوم و صلوٰۃ وہبی طور پر جب عبد صالح کو عطا ہوتا ہے تو مقامات ذیل اس کے سینے میں پیدا ہوتے ہیں۔

اخلاص، تواضع، توبہ، زہد، صبر، شکر، خوف، رجاء توکل، رضا، فقر، محبت۔ پس وہ ماسوائے حق کے معرض ہوتا ہے اور خوف و رجائے الٰہی میں مستغرق۔ اس حالت میں ان مقامات کے آثار، افراد بشر پر دو طرح سے ظاہر ہوتے ہیں۔ خوارق و تربیت مریدان۔ پس اس کو وحی و عصمت کے بجائے (جو کہ خواص، انبیاء ہیں) کشف صادق اور گناہوں سے محفوظیت عطا ہوتی ہے جس کے باعث وارث انبیاء و خلیفہ برحق قرار پاتا ہے اور لفظ ولی کا مصداق بن جاتا ہے۔

سلاسل صوفیاء کرام جو مسلسل حضور ﷺ سے متصل ہیں ان کے معارف و مقامات من وعن انوار رسالت سے ماخوذ ہیں۔

طریق استفادہ باطنی و بیعت جو معمول مشائخ کرام ہے۔ ہر ایک مومن طالب کمال ایمان کیلئے سنت (مستحبہ) اور ضروری ہے۔

(عقائد اہلسنت از مولانا محمد حشمت علی خان علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۱۲، ۱۳ طبع کانپور ۱۳۶۲ھ)

مولانا احمد رضا بریلوی (متوفی ۱۹۲۱ء) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بیعت اس ولی اللہ سے کرنی چاہیئے جس میں یہ چار باتیں ہوں، ورنہ بیعت جائز نہ ہوگی۔

۱ - سنی صحیح العقیدہ ہو۔

۲ - کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی امداد کے اپنی ضروریات کے مسائل کتاب سے نکال سکے۔

۳ - اس کا سلسلہ حضور اقدس ﷺ تک متصل ہو، منقطع نہ ہو۔

۴ - فاسق معلن نہ ہو۔ (یعنی داڑھی وغیرہ نہ منڈواتا ہو بلکہ اللہ تعالٰی اور اسکے رسول ﷺ کے فرامین کا پابند ہو)۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۹۲، ۱۹۳ حصہ دوم طبع لاہور)

نیز فرماتے ہیں:

داڑھی منڈانے اور کتروانے والا فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے۔ فرض ہو یا تراویح، کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں۔ (احکام شریعت صفحہ نمبر ۱۷۳، حصہ دوم)

جب ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں تو ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت کرنا کیونکر جائز ہوگا۔

مزید لکھتے ہیں:

اور انہیں کے قریب ہے، فاسق معلن، مثلاً داڑھی منڈا یا خشخشی رکھنے والا یا کتروا کر حد شرع (یعنی ایک قبضہ) سے کم کرنے والا...... الخ

﴿احکام شریعت صفحہ نمبر ۱۲۸، حصہ اول طبع کراچی﴾

بزرگوں اور علماء کی تصاویر گھروں یا دوکانوں وغیرہ میں آویزاں کرنا

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک گدا خریدا، جس پر تصویریں تھیں، جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ انہوں نے چہرہ مبارک پر ناراضگی کے آثار دیکھے تو عرض گزار ہوئیں۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ سرزد ہو گیا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس گدے کا کیا حال ہے؟ عرض کیا کہ اسے میں نے آپ کیلئے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے

...گا۔ کیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان تصویر والوں کو قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے بنائیں اس میں جان ڈالو۔ پھر فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (موطا امام مالک نمبر ۸۰ طبع لاہور (مترجم) طبع ۱۹۸۳ء)

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ مجھے امام ابو عمر زاہد بغدادی (متوفی ۳۴۵ھ) کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص تصویر بناتا ہے، اسے قیامت کے روز حکم دیا جائے گا کہ جس چیز کی تو نے تصویر بنائی اسے زندہ کرو۔ (تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۱۰۶ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

مولانا احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

حضور ﷺ نے ذی روح کی تصویر بنانا، بنوانا، اعزازاً اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا ہے۔ اور اس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد کی ہیں اور ان کے دور کرنے اور مٹانے کا حکم دیا ہے۔ احادیث اس بارے میں حد تواتر پر ہیں...... الخ

(احکام تصویر از فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۲ طبع کراچی)

مفتی اعظم ہند، شیخ الاسلام الحاج شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

سوال:- مکان یا بیٹھک میں قد آدم تصاویر یا سینہ سے نصف بالائی حصہ جسم کی تصاویر لگانا شرعاً جائز ہیں یا نہیں۔ بیّنوا توجروا۔ مستفتی: میر محمد لدھیانوی ۳۱ ر اکتوبر ۱۹۲۷ء

الجواب:- تصویر پوری ہو یا سینہ تک بہر حال اس کا اپنے پاس رکھنا یا مکان وغیرہ کی دیواروں پر لگانا ناجائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے متواتر احادیث میں فرمایا کہ "لاتدخل الملائکة بیتاً فیه کلب و لا صورة"۔ "رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو"۔ ہاں اگر تصویر کا سر نہ ہو تب تو کراہت مرفوع ہے کہ تصویر جاندار میں چہرہ ہی اصل ہے اور اگر چہرہ موجود ہو اور دوسرے اعضاء نہ ہوں تو جواز کا حکم نہ دیا جائے گا۔ اس لئے کہ جاندار کی تصویر میں مقصود چہرہ ہوتا ہے۔ نہ دوسرے اعضاء۔ نیز صرف چہرہ کی بھی عبادت کی جاتی ہے اور فقہاء نے ان تصاویر پر

جن کی عبادت کی جاتی ہے کراہت کا حکم فرمایا۔ پس اس پر بھی کراہت کا حکم کیا جائے گا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم محمد مظہر اللہ غفرلہ

امام مسجد جامع فتح پوری، دہلی

قبلہ مفتی صاحب ایک اور سوال کے جواب میں فرماتے ہیں......

ظاہر ہے کہ جو شخص تصویر کھنچوائے گا وہ اسے زمین پر ڈال کر روندنے کیلئے نہ کھنچوائے گا بلکہ اس کو چوکھٹ میں لگوا کر مکان کی دیوار پر لگائے گا یا اسے پرنٹ کرا کر اپنے اعزہ اور احباب کو تحفہ بھیجے گا اسے صندوق وغیرہ میں احتیاط کے ساتھ رکھے گا اور ان تمام صورتوں میں اس کی تعظیم ہے اور اس کی تعلیم ہی موجب حرمت ہے...... الخ

محمد مظہر اللہ...... امام مسجد جامع فتح پوری، دہلی

۱۸ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء

امام المدرسین مولانا عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی

حضور بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو تصویر کیمرے سے بنائی جائے وہ جائز ہے البتہ ہاتھ کے ساتھ برش وغیرہ سے جو تصویر بنائی جائے ناجائز ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میری تحقیق یہ ہے کہ کیمرہ اور ہاتھ ایک ہی چیز ہے۔ تصویر بالکل منع ہے بالکل منع ہے۔ جلسوں اور محافل نعت میں ویڈیو بنانا سب ناجائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فتنوں سے بچائے۔

(استاذ العلماء صفحہ نمبر ۱۳۴ (تلخیص) طبع ۱۹۹۹ء، ناشر بزم انوار رضا جوہر آباد)

ایک ضروری وضاحت

اخبارات پڑھنے والے احباب پر یہ بات مخفی نہیں کہ ہر روز کسی نہ کسی علاقہ کی خبر ضرور شائع ہوتی ہے کہ آج فلاں جگہ زنا کرتے پکڑے گئے۔ فلاں علاقہ میں رشوت لیتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا اور کسی جگہ ڈاکہ ... خبر شائع ہوتی ہے۔ نیز اسی طرح مسلمانوں کے دیگر بد افعال کو دیکھ کر اگر کوئی یہ ... یہ کہے کہ یہ ہیں اسلام کی تعلیمات

...اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کرے، تو اس کے جواب میں پس ہم یہی کہیں گے کہ جناب اسلام ہرگز ان برے اعمال کی اجازت نہیں دیتا اور بعض افراد سے ایسے قبیح اعمال کا ارتکاب ان کا ذاتی فعل ہے۔ جن کے وہ خود قیامت کو جواب دہ ہوں گے۔ موجودہ دور کے مسلمانوں کے برے اعمال کو اسلام کی صحیح اور درخشاں تعلیمات پر قیاس مت کرو۔

اسی طرح ہم مخالفین سے مؤدبانہ التماس کرتے ہیں کہ وہ بعض جہلاء کے افعال کو دیکھ کر مذہب حقہ اہلسنت کو بدنام مت کریں۔ ہمارے عقائد و نظریات وہ ہیں جو ہمارے معتبر و مستند علماء کرام نے اپنی اپنی تالیفات میں تحریر فرما دیئے ہیں اور جن علمائے کرام کی وجہ سے اہلسنت کا تشخص قائم ہے۔ ہمارے مذہب حقہ اہلسنت کے خلاف بعض جہلاء کے غیر شرعی حرکات ان کے ذاتی افعال ہیں جن کے وہ خود جواب دہ ہوں گے۔

باب پنجم

مسئلہ نذر و نیاز

وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ

کی صحیح تفسیر

نذر کی دو قسمیں ہیں......

① — نذر شرعی۔

② — نذر عرفی۔

نذر شرعی کا مفہوم

امام راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اَلنَّذْرُ: کے معنی کسی حادثہ کی وجہ سے غیر واجب چیز کو اپنے اوپر واجب کر لینے کے ہیں، چنانچہ محاورہ ہے: نَذَرْتُ لِلّٰهِ نَذْرًا: میں نے اللہ تعالیٰ کیلئے نذر مانی۔

قرآن کریم میں ہے:

''انی نذرت للرحمن صوما''۔ (پ ۱۶ سورۃ مریم)

ترجمہ: ''میں نے خدا کیلئے روزے کی نذر مانی''۔

(مفردات القرآن صفحہ نمبر ۱۰۲۸ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

معلوم ہوا کہ نذر شرعی کے معنی عبادت کے ہیں۔ عبادت فقط اللہ جل جلالہٗ کیلئے خاص ہے اور استحقاق عبادت کیلئے صفات مستقلہ لازم ہیں۔ چونکہ صفات مستقلہ مناط استحقاق عبادت ہیں اس لئے ان کا وجود، وجود الوہیت کو مستلزم ہوگا۔

تمام عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی کو مستحق عبادت کہنا اس کیلئے استقلال ذاتی

...کرتا ہے اور کسی کو مستقل بالذات مانتا اسے مستحق عبادت قرار دیتا ہے۔ جو کہ صریح ...ہے۔

نذر عرفی کا مفہوم

کسی صاحب تعظیم انسان مثلاً ولی اللہ یا عالم ربانی کی خدمت میں نقدی، فروٹ اور کپڑے وغیرہ پیش کرنے کو ہمارے دیار میں نذر یعنی ہدیہ، نذرانہ کہتے ہیں اور وصال ...شدہ بزرگان دین کیلئے نذر شرعی مان کر اس کا ثواب ان کی ارواحِ مقدسہ کو تحفۃً ہدیۃً ...پیش کیا جاتا ہے اسے عرف عام میں "نذر عرفی" کہتے ہیں۔

حضرت شاہ رفیع الدین (متوفی ۱۲۳۳ھ) بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں......

نذر کہ ایں جا مستعمل میشود نہ بر معنی شرعی است...... چہ عرف آنست کہ آنچہ پیش بزرگان مے برند، نذر و نیاز می گویند۔

(رسالہ نذور بزرگان از شاہ رفیع الدین محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۱۲ طبع دہلی)

جو نذر کہ اس جگہ مستعمل ہوتی ہے وہ اپنے معنی شرعی پر نہیں بلکہ معنی عرفی پر ہے۔ اس لئے کہ جو کچھ بزرگوں کی بارگاہ میں لے جاتے ہیں اس کو نذر و نیاز کہتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اگر کوئی شخص مالیدہ اور شیر برنج کسی بزرگ کے فاتحہ کیلئے پکا کر کھلا دے اور اس سے اس بزرگ کی روح کو ثواب پہنچانا مقصود ہو تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں یہ جائز ہے اور جو کھانا اللہ تعالیٰ کی نذر ہو تو اس کا کھانا مالدار کیلئے حرام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نذر کا کھانا یہ ہے کہ مثلاً کوئی کہے کہ اگر فلاں بیمار اچھا ہو جائے یا میرا فلاں شخص جو مسافرت میں ہے آجائے یا میرا فلاں کام ہو جائے تو خدا کی نذر کا اس قدر کھانا میرے ذمہ ہو جائے گا تو یہ اللہ تعالیٰ کیلئے نذر ہوئی۔ اور اگر کوئی چیز کسی بزرگ کے نام پر فاتحہ کی جائے تو اس کا کھانا مالدار کیلئے جائز ہے۔ واللہ اعلم۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۵۸ طبع کراچی ۱۹۷۲ء/۱۳۹۲ھ)

نوٹ: ''رسالہ نذور بزرگان'' اور اس کے علاوہ شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزید ۸ فارسی رسائل کو ایک مجموعہ کی صورت میں ''مجموعہ رسائل تسعہ'' کے نام سے مولوی سید ظہیر الدین ولی اللٰہی نے مطبع احمدی دہلی سے شائع کیا تھا۔

(شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان از حکیم محمود احمد برکاتی صفحہ نمبر ۱۶۰ طبع لاہور)

علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی (متوفی ۱۷۳۰ء) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اولیاء کیلئے جو نذر مانی جاتی ہے اور اسے مریض کی شفا حاصل ہونے یا غائب کے آنے پر معلق کیا جاتا ہے تو وہ نذر مجاز ہے اس سے اولیاء اللہ کے قبور پر خادمین کیلئے صدقہ کرنا مراد ہوتا ہے۔ (حدیقہ ندیہ بحوالہ مقالات کاظمی صفحہ نمبر ۳۸۷ جلد ۲ طبع ۱۳۱۸ھ)

غیر اللہ کی نذر ماننے والے نے اگر اپنی نذر سے غیر اللہ کی طرف تقرب (علی وجہ العبادۃ) کا ارادہ کیا اور یہ گمان کیا کہ تمام امور میں میت ہی متصرف ہے نہ اللہ تعالیٰ تو اس کی نذر باطل اور حرام ہے اور اس کا مرتد ہونا ثابت ہے اور اگر اس نے اس نذر سے تقرب الی اللہ کا اردہ کیا اور اولیاء اللہ کو ثواب پہنچانے کی نیت کی اور وہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی ذرہ متحرک نہیں ہوتا اور وہ اولیاء اللہ کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وسائل قرار دیتا ہے تاکہ اس کے مقاصد حل ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور اس کا ذبیحہ حلال وطیب ہے۔

عہد رسالت میں صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجوریں اور دودھ پینے کے جانور وغیرہ پیش کرتے تھے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَقْبَلُ الْھَدِیَّۃَ وَیُثِیْبُ عَلَیْھَا''۔

(شمائل ترمذی مع شرح باب ماجاء فی عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ نمبر ۳۱۸ طبع کراچی)

کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہدیہ قبول فرماتے اور اس پر بدلہ بھی دیا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہ لوگ جب کسی نئے پھل کو دیکھتے تو اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لا کر پیش

...تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے: اللھم بارک لنا فی ثمارنا...... الخ اس کے بعد جس ...ے بچے کو دیکھتے اس کو مرحمت فرما دیتے۔ (شمائل ترمذی مع شرح صفحہ نمبر ۱۵۱ طبع کراچی)

حضرت ربیع رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے میرے چچا معاذ بن عفراء نے تازہ کھجوروں کا ایک طبق جس میں چھوٹی چھوٹی روئیں دار ککڑیاں بھی تھیں دے کر حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ کو ککڑی مرغوب تھی۔ میں جس وقت وہ تھال لے کر حاضر خدمت ہوئی، حضور ﷺ کے پاس بحرین کے کچھ زیورات آئے ہوئے تھے حضور ﷺ نے ان میں سے ایک ہاتھ بھر کر مجھے مرحمت فرمایا۔ (شمائل ترمذی مع شرح صفحہ نمبر ۱۵۲ طبع کراچی)

حضرت ربیع رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے کہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک طبق کھجوروں اور چھوٹی چھوٹی روئیں دار ککڑیوں کا لے کر گئی۔ تو آپ ﷺ نے مجھ کو ایک ہاتھ بھر کر سونا یا زیورات مرحمت فرمایا۔ (شمائل ترمذی مع شرح صفحہ نمبر ۱۵۲ طبع کراچی)

وصال شریف کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کا آپ ﷺ کی خدمت میں ثواب کا ہدیہ پیش کرنا

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے آپ دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے ایک نبی اکرم ﷺ کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے۔ آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا نبی ﷺ نے مجھے اس کا حکم دیا تھا۔ میں ہمیشہ ایسا ہی کرتا رہوں گا، کبھی نہ چھوڑوں گا۔ (ترمذی صفحہ نمبر ۲۷۶ جلد اول طبع کراچی)

حضرت شاہ ولی اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد مولانا محمد عاشق پھلتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: شاہ ولی اللہ نے فرمایا کہ ۱۲ ربیع الاول کو حسب دستور قدیم میں نے قرآن کریم پڑھا اور آنحضرت ﷺ کی نیاز تقسیم کی اور موئے مبارک کی زیارت کی، اثنائے تلاوت، ملاء اعلیٰ حاضر ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی روح پر فتوح نے اس فقیر پر نیز فقیر کے دوستوں کی طرف التفات فرمایا...... الخ (القول الجلی صفحہ نمبر ۸۲ طبع لاہور ۱۴۲۰ھ)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (متوفی ۱۰۳۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا معمول......

چند سال پہلے فقیر کا یہ معمول تھا کہ للہ طعام پکاتا اور اس کا ثواب اہل عبا کی ارواح پاک نذر کر دیتا، جس میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرات امامین رضی اللہ عنہما کو شامل کر لیتا۔ ایک رات فقیر نے عالم خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف فرما ہیں۔ فقیر نے سلام نیاز عرض کیا تو آپ نے فقیر کی طرف توجہ نہ کی بلکہ چہرہ مبارک پھیر لیا۔ پھر ارشاد فرمایا: کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر کھانا کھاتا ہوں، جس کسی نے مجھے طعام بھیجنا ہو، وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجا کرے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ آنحضور ﷺ کی توجہ نہ فرمانے کا باعث یہ تھا کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو شریک طعام نہیں کرتا تھا۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا بلکہ تمام امہات المومنین کو اہل بیت میں شمار کر لیتا ہوں۔ اور تمام اہل بیت کو اپنے لئے وسیلہ بناتا ہوں۔ (مسلک مجدد صفحہ نمبر ۲۸ طبع استنبول ۱۹۷۶ء)

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ اس روز ہم نے حکم کیا کہ قسم قسم کے کھانے پکائے جائیں جو نیاز نبوی کیلئے ہوں اور ایک خوشی کی محفل قائم کی جائے۔

(مکتوبات شریف جلد ۳ طبع کراچی)

اسی طرح اولیاء کاملین اور علماء ربانیین کی خدمت میں نذر (بصورت نقدی اور پھل وغیرہ) پیش کرنا موجب رحمت و برکت ہے۔ اور دفع بلیات و آفات کا ذریعہ ہے۔ اور بعد از وصال ثواب کا تحفہ و نذرانہ پیش کرنا جائز اور مستحسن عمل ہے۔

ابن ابی شیبہ نے ابن جعفر سے روایت کیا کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی طرف سے (برائے ایصال ثواب) غلام آزاد کرتے تھے۔ (شرح الصدور صفحہ نمبر ۲۹۱ طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

ابن سعد نے قاسم بن محمد سے روایت کی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان کے ایصال ثواب کیلئے ایک غلام آزاد کیا۔

(شرح الصدور صفحہ نمبر ۲۱۹ طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(حس) کھانے کا ثواب حضرت امامین (امام حسن، امام حسین) کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ (قل) و درود شریف پڑھا جائے وہ کھانا تبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت خوب ہے۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۱۶۷، طبع کراچی ۱۳۹۳ھ)

امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس کے بعد ۳۶۰ مرتبہ سورہ الم نشرح لک اخ پھر ۳۶۰ بار وہی دعا پڑھے اور ختم کرے اور تھوڑی سی شیرینی پر فاتحہ تمام خواجگان چشت کے نام سے پڑھے اور اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے عرض کرے اس طرح ہر روز کرے (انشاء اللہ) چند روز میں مقصد حاصل ہوگا۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء صفحہ نمبر ۱۱۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نذر و نیاز

حضرت شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں: حضرت امیر و ذریت او تمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ می دانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر و منت بنام ایشاں...... رائج و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد پاک کو تمام افراد امت پیروں اور مرشدوں کی طرح مانتے ہیں۔ امور تکوینیہ کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ مانتے ہیں اور فاتحہ درود و صدقات اور نذر و نیاز ان کے نام کی ہمیشہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ تمام اولیاء کا یہی طریقہ و معمول ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ (فارسی) صفحہ نمبر ۲۱۴ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۹۷۵ء)

”تحفہ اثنا عشریہ“ کے اردو ترجمہ میں وہابیہ کی تحریف

مشہور دیوبندی مقلد وہابی ناشر، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی نے ”تحفہ اثنا عشریہ“ کا جو اردو ترجمہ شائع کیا ہے اس میں اس عبارت کا ترجمہ غائب کر دیا ہے جو کہ وہابیہ کی اہل بیت کرام سے بغض و حسد کی بین دلیل ہے۔

حدیث مبارکہ

۱)۔ حضرت زر بن حبیش سے روایت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اس خدا کی قسم جس نے پھاڑا دانہ اور پیدا کیا ذی روح کو۔ کہ نبی ﷺ نے حکم کیا میری طرف یہ کہ دوست نہیں رکھے گا تجھ کو مگر مومن، اور دشمن نہیں رکھے گا مگر منافق۔

(مشکوٰۃ (مترجم) ۲۳۸ جلد ۳ طبع لاہور)

۲)۔ حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص کا میں دوست ہوں علی بھی اس کا دوست ہے۔ (مشکوٰۃ (مترجم) ۲۳۹ جلد ۳ طبع لاہور)

۳)۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے علی (رضی اللہ عنہ) کو برا کہا اس نے مجھ کو برا کہا۔ (مشکوٰۃ (مترجم) ۲۴۱ جلد ۳ طبع لاہور)

۴)۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ آخری حج میں عرفہ کے دن اپنی قصواء اونٹنی پر بیٹھ کر خطبہ فرما رہے تھے۔ اے لوگو! میں تم میں ایسی چیز چھوڑ چلا ہوں اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑو گے گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی اہل بیت کرام۔

﴿رواہ الترمذی (مشکوٰۃ (مترجم) ۲۵۲ جلد ۳ طبع لاہور)﴾

وما اہل لغیر اللہ بہ کی صحیح تفسیر

یہ قرآن کریم کی درج ذیل آیت کا ایک حصہ ہے۔

''اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ''۔ (سورہ نحل آیت نمبر ۱۱۵)

ترجمہ: ''اس نے تم پر حرام کیا ہے صرف مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جس پر بلند کیا گیا ہو غیر اللہ کا نام ذبح کے وقت، پس جو مجبور ہو جائے (ان کے کھانے پر بشرطیکہ) وہ لذت کا جویاں نہ ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو (تو کوئی حرج نہیں) بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے''۔

علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

اس آیت کا یہ حصہ خصوصی توجہ کا مستحق ہے کیونکہ اس کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کے باعث ملت اسلامیہ میں افتراق وانتشار کا دروازہ کھل گیا ہے...... اور بڑی شد و مد سے ان تمام جانوروں کو حرام و مرتد کہا جاتا ہے جنہیں کسی بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کیلئے ذبح کیا گیا ہو، خواہ اسے ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام ہی لیا گیا ہو۔ آیئے اس آیت طیبہ کو اپنی آراء اور اہواء کا اکھاڑہ نہ بنائیں۔ بلکہ اسے سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور لغت عرب کی روشنی میں سمجھنے کی مخلصانہ کوشش کریں تاکہ حقیقت عیاں ہو جائے......" ۔آیت کا جو مفہوم سلف الصالحین اور علماء متقدمین نے سمجھا ہے اور ہمیں سمجھایا ہے وہ تو یہ ہے کہ اگر کسی جانور کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو وہ جانور حرام ہے۔ جس طرح مشرکین "باسم اللات والعزیٰ کہہ کر جانوروں کو ذبح کرتے تھے۔ (تفسیر ضیاء القرآن صفحہ نمبر ۱۰۵ جلد ۱ طبع قدیم لاہور)

امام ابوبکر جصاص حنفی (متوفی ۳۷۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق "تفسیر احکام القرآن" میں آیت کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"ولاخلاف بین المسلمین ان المراد به الذبیحة اذا اهل بها لغیر الله عند الذبح" ۔(تفسیر احکام القرآن صفحہ نمبر ۱۵۳ جلد اول طبع بیروت)

ترجمہ: "یعنی سب مسلمان اس بات پر متفق ہیں اس سے مراد وہ ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے"۔

اور یاد رہے کہ اجماع امت کے خلاف قول کرنا گمراہی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس سے اہلسنت کے موقف کی تائید ہوتی ہے۔

امام ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ مجھے امام سمعانی تمیمی مروزی (متوفی ۵۱۰ھ) کے واسطے سے ابوالطفیل کی یہ حدیث ملی ہے:

قال قیل لعلی رضی اللہ عنہ هل ترك رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کتابا عندکم؟

قال ما ترك كتابا نكتمه الا شياء فى علاقة سيفى هو جدنا صحيفة صغيرة

فيها: لعن الله من تولى غير موا ليه لعن الله من اهل لغير الله لعن الله من زحزح منار الارض (اخرجه مسلم من حديث شعبہ عن ابی بزۃ)۔

﴿تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۲۶۸،۲۶۷ جلد ۳ (عربی) ☆ صحیفہ علی بن ابی طالب صفحہ نمبر ۱۷،۱۶ الطبع لاہور﴾

کہ کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کوئی تحریر دے گئے ہیں، بولے بجز اس رقعہ کے جو میری تلوار کی حمائل سے بندھا ہوا ہے آپ ہمیں کوئی تحریر نہیں دے گئے۔ ہم نے دیکھا تو وہ ایک چھوٹا سا صحیفہ تھا جس میں لکھا تھا جو شخص اپنے آزاد کرنے والے آقا کے سوا اپنی نسبت کسی اور کی طرف کرتا ہے اس پر خدا کی لعنت، جو شخص غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے اس پر بھی خدا کی لعنت اور جو شخص زمین کی حد مٹا کر اپنے قبضہ میں اضافہ کرتا ہے اس پر بھی خدا کی لعنت۔ اس حدیث کو امام مسلم نے شعبہ عن ابی بزہ کے واسطے سے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔

مسلم شریف کی اس حدیث کے اس جملہ "لعن الله من ذبح لغير الله" کے تحت امام نووی (متوفی ۶۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

اور ذبح لغیر اللہ سے مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کے نام پر کوئی ذبح کرے، جیسے کسی نے بت یا صلیب کیلئے ذبح کر دیا۔ یا موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کیلئے یا کعبہ وغیرہ کیلئے ذبح کر دیا تو سب حرام ہے اور یہ ذبیحہ حلال نہیں، برابر ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا یہودی یا عیسائی، امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ اور ہمارے اصحاب نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اگر اس ذبیحہ لغیر اللہ کے ساتھ اس غیر اللہ کی تعظیم اور عبادت بھی مقصود ہو تو یہ کفر ہے۔ لہٰذا اگر ذبح کرنے والا پہلے مسلمان تھا تو اس ذبیحہ کے بعد مرتد ہو جائے گا۔ اور شیخ ابراہیم مروزی نے جو ہمارے اصحاب میں سے ہیں ذکر فرمایا کہ سلطان کے استقبال کے وقت اس کی طرف تقرب حاصل کرنے کیلئے جو جانور ذبح کیے جاتے ہیں، اہل بخارا نے ان کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے۔ کہ وہ وما اھل لغیر اللہ بہ سے ہیں۔ امام

نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ جانور، جو لوگ امیر کے آنے کی خوشی میں ذبح کرتے ہیں تو وہ پیدا ہونے کے وقت عقیقہ کے ذبح کی طرح ہے اور ایسا ذبح حرمت (حرام ہونے) کو واضح نہیں کرتا۔ (نووی بر مسلم صفحہ نمبر ۱۶۱ جلد ۲)

علامہ نووی کے اس کلام سے حدیث لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ کے معنی بھی واضح ہو گئے کہ اس سے مراد ذبح بغیر اسم اللہ ہے۔ علاوہ ازیں قارئین کرام مندرجہ ذیل تفاسیر کا مطالعہ فرمائیں

۱)۔ تفسیر ابن عباس، از عبداللہ بن عباس (صحابی) رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ سلطان المفسرین، ترجمان القرآن، حبر الامت ان کے القاب تھے۔

۲)۔ تفسیر ابن منذر از امام ابوبکر محمد بن ابراہیم نیشاپوری (متوفی ۳۱۸ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۳)۔ تفسیر مجاہد از حضرت ابوالحجاج مجاہد بن جبیر (متوفی ۱۲۳ھ) تابعی رحمۃ اللہ علیہ۔

(نوٹ)...... یہ تفسیر کتب خانہ خدیویہ مصر میں موجود ہے۔

۴)۔ تفسیر قتادہ از حضرت قتادہ بن دعامہ (متوفی ۱۱۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۵)۔ تفسیر ابن جریر از ابوجعفر ابن جریر (متوفی ۳۱۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۶)۔ تفسیر نیشاپوری از شیخ ابوالقاسم حسن بن محمد (متوفی ۴۰۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۷)۔ تفسیر معالم التنزیل از شیخ ابی محمد حسین بن مسعود البغوی (متوفی ۵۱۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۸)۔ تفسیر کبیر از امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی (متوفی ۶۰۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۹)۔ تفسیر مدارک التنزیل از امام ابوالبرکات عبداللہ حافظ الدین نسفی بن احمد (متوفی ۷۱۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ

۱۰)۔ تفسیر خازن از شیخ ابوحیان محمد بن یونس اندلسی (متوفی ۷۴۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۱)۔ تفسیر قرطبی از شیخ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر قرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۲)۔ تفسیر بیضاوی از قاضی ابی سعید ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۳)۔ تفسیر جامع البیان از سید معین نور الدین بن محی الدین (متوفی ۸۸۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۴)۔ تفسیر در منثور از امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۵)۔ تفسیر ابوالسعود از ابوسعود بن محی الدین محمد بن مصطفیٰ عمادی (متوفی ۹۸۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۶)۔ تفسیرات احمدیہ از ملا جیون امیٹھوی حنفی (متوفی ۱۱۳۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۷)۔ تفسیر روح البیان از شیخ اسماعیل حقی آفندی (متوفی ۱۱۳۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۸)۔ تفسیر موضح القرآن از شاہ عبدالقادر دہلوی (متوفی ۱۲۳۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۹)۔ تفسیر روح المعانی از علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی بغدادی (م ۱۲۷۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ

چند شبہات اور اُن کا ازالہ

موجودہ دور کے بعض افراد اس آیت کا یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ جس جانور پر غیر اللہ کا نام دیا جائے اور وہ اس غیر کے نام سے مشہور ہو جائے تو ایسے جانور کو اگر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بھی ذبح کیا جائے تو وہ حلال نہیں ہوگا، بلکہ حرام ہوگا۔ جس طرح کتے اور خنزیر کو اگر اللہ تعالیٰ کا نام دے کر ذبح کیا جائے تو وہ ناپاک ہی رہتا ہے۔ وہ اپنے اس مفہوم کی تائید میں کہتے ہیں کہ لغت عرب میں اور عرف عام میں اھل کا معنی ذبح کرنا نہیں کوئی شعر کوئی عبارت ایسی پیش نہیں کی جا سکتی جس میں کسی فصیح و بلیغ نے اھل کو ذبح کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہو۔ بلکہ اہل لغت کے نزدیک اھل کے معنی آواز بلند کرنا ہے اور کسی چیز کو شہرت دینا ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ اگر مان بھی لیا جائے تو یہ کسی طرح مراد نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آیت کا جو معنی تم نے کیا ہے وہ تو صاف تحریف آیت ہے۔

جواب

قبلہ عالم حضرت پیر مہر علی شاہ نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں......

آیت کریمہ کا جملہ "ما اھل بہ لغیر اللہ" سورہ بقرہ میں آیا ہے اور جملہ "وما اھل لغیر اللہ بہ" تین جگہ سورۃ مائدہ، سورۃ انعام اور سورۃ نحل میں آیا ہے۔ اور چاروں جگہ باب تحریم کے لفظ "حرم" فعل ماضی معلوم صیغہ واحد مذکر غائب اور "حُرِّمَتْ" فعل ماضی مجہول صیغہ واحد مؤنث غائب اور محرمات آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میتۃ دم مسفوح لحم خنزیر اور ما اھل بہ لغیر اللہ چاروں چیزیں قطعاً حرام ہو گئیں۔

پہلی تین چیزیں میتہ، دم مسفوح اور لحم خنزیر کے حرام قطعی ہونے کی بات تو واضح ہے کہ جب کسی جانور کا میتہ ہو جانا متحقق ہو گیا تو اب اس کا کسی طرح حلال ہونا ناممکن ہو گیا۔ اور جب کسی خون کا دم مسفوح ہونا ثابت ہو گیا تو اب اس کا حلال ہونا محال ہو گیا اور جب کسی گوشت کا لحم خنزیر ہونا طے ہو گیا تو اس کا حلال ہونا محال ہو گیا۔ تو اب ان تینوں چیزوں کو کوئی چرا کر لے جائے یا مالک ہبہ کر دے یا فروخت کرے تو بھی یہ تینوں چیزیں کسی طرح کہیں جا کر بھی دوبارہ حلال نہیں ہو سکتیں اب رہ گیا چوتھا جملہ " ما اہل بہ لغیر اللہ یا ما اہل لغیر اللہ بہ " تو اس سے اہلال بوقت ذبح مراد لے کر اس کی جان کا بھی اسی تکبیر کے ساتھ نکل جانا مراد نہ لیا جائے بلکہ پہلے سے نامزد ہوتے ہی پہلی تین چیزوں کی طرح حرام قطعی تصور کر لیا جائے تو یہ معنی ثابت نہیں ہو سکتا۔

اول...... اس لئے کہ ناذر نے پہلے غیر خدا کیلئے نامزد کیا پھر اس کو معلوم ہوا کہ غیر خدا کیلئے نامزد کرنا صحیح نہیں تو اس نے استغفار کر کے نیت صحیح کر لی اور اس کے بعد ذبح کیا تو یہ جانور بالاتفاق حلال ہے۔ تو اگر یہ پہلی نامزدگی سے حرام قطعی ہو چکا ہوتا تو پھر حلال کس طرح ہو گیا۔

دوم...... ناذر نے پہلے غیر خدا کیلئے نامزد کیا پھر اس کو فروخت کر دیا یا کسی کو ہبہ کر دیا، اس نے جانور کو ذبح کر دیا، خود کھایا، بانٹ دیا، فروخت کر دیا تو وہ گوشت بالکل حلال ہے۔ اگر وہ پہلی صورت میں حرام قطعی ہو چکا تو حلال کیسے ہوا۔

سوم...... ایک کافر نے ایک بکرا غیر خدا کیلئے نامزد کیا اور پھر اسی غیر خدا کا نام لے کر اسے ذبح کرنے کیلئے لٹایا اور بکرا پھڑک کر بھاگ نکلا، آگے کسی مسلمان کو مل گیا اس نے اللہ کا نام لے کر اسے ذبح کر دیا تو وہ جانور بالکل حلال ہے اور اگر محض نامزدگی کی خنزیر کی طرح حرام ہو چکا ہے تو پھر ان تمام صورتوں میں بالفرض بکرے کی جگہ اگر خنزیر رکھا جائے تو اس کو حلال ہونا چاہئے تھا مگر وہ کسی صورت میں بھی حلال نہیں ہو سکتا تو یہ بکرا ان صورتوں میں کیسے حلال ہو گیا۔

اسی لئے تمام مفسرین اور محدثین نے " وما اہل بہ لغیر اللہ " کی تفسیر میں آیت

کا معنی ما ذبح فی ذبحہ لغیر اللہ اور ما ذبح عند ذبحہ لغیر اللہ" سے کیا ہے۔ اور حضرت شاہ عبد القادر دہلوی نے "فوائد موضح القرآن" میں سورۃ انعام والی آیت میں کہا ہے کہ: اور جو خدا کے نام کے سوا کسی کے نام پر ذبح کیا گیا ہو"۔۔۔۔۔۔ ملا جیون حنفی نے بھی "تفسیرات احمدیہ" میں لکھا ہے کہ اولیاء کی منت مانی ہوئی گائے حلال وطیب ہے کیونکہ اس کی ذبح میں غیر خدا کا نام نہیں لیا گیا۔ اور شرح مسلم میں امام نووی علیہ الرحمۃ نے آیت کریمہ "وما اہل بہ لغیر اللہ" کی تفسیر میں بالکل یہی لکھا ہے کہ رفع الصوت عند ذبحہ لغیر اللہ تعالیٰ اور مزید یہ کہ جانور کے حلال ذبح ہونے کیلئے چار باتوں کا ہونا ضروری ہے۔

① — بوقت ذبح قلبی نیت اللہ کیلئے ہو۔

② — ذبح اللہ کے نام سے ہو۔

③ — اس تکبیر کے ساتھ فوراً ذبح بھی کر دیا جائے۔

④ — ذبح میں جانور کی چار میں سے اکثر رگیں بھی کٹ جائیں۔

(تجلیات مہر انور از شاہ حسین گردیزی صفحہ نمبر ۸۸۷)

علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔

ہم بصد ادب ان (حضرات) کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر اہل کا معنی وہ لیا جائے جو تم نے کیا ہے کہ آواز بلند کرنا یا شہرت دینا تو چاہیے یہ کہ تمام ایسے جانور جن پر غیر خدا کا نام لے دیا جائے یا انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کیلئے نامزد کر دیا جائے تو وہ ابدی حرام ہو جائیں اور اگر تکبیر پڑھ کر ان کے گلے پر چھری پھیر دی جائے تب بھی وہ حلال نہ ہوں حالانکہ ایسا نہیں۔ کیونکہ بحیرہ، سائبہ، وغیرہ جانور وہ اپنے بتوں کیلئے نذر مانتے تھے اور ان سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا اپنے اوپر حرام کر دیتے تھے۔ حالانکہ اگر کوئی مسلمان ان کو اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تو وہ حلال ہیں۔ ان جانوروں کو بتوں کے نام پر نامزد بھی کیا گیا۔ انہیں کے نام سے وہ مشہور بھی ہوئے حالانکہ اگر انہیں تکبیر پڑھ کر ذبح کیا جائے تو وہ اس کے باوجود حلال ہیں۔

"فتاویٰ عالمگیری" میں صراحتہً مرقوم ہے کہ اگر کسی مجوسی نے اپنے آتش کدہ کیلئے

مشرک نے اپنے باطل خداؤں کیلئے کسی جانور کو نامزد کیا اور کسی مسلمان نے اسے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اسے ذبح کر دیا تو اسے کھایا جائے گا کیونکہ مسلمان نے اسے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا۔ (فتاویٰ عالمگیری کتاب الذبائح)

اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ کسی چیز پر محض غیر اللہ کا نام لے دینے سے وہ حرام نہیں ہو جاتی۔ نیز ان کا یہ دعویٰ کرنا کہ اہل کا لفظ ذبح کے معنی میں لغۃً اور عرفاً مستعمل نہیں ہوتا یہ بھی درست نہیں کیونکہ فصاحت و بلاغت کے امام حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے اہل کو ذبح کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہے اور آپ کا قول بلا اختلاف حجت اور سند ہے آپ کا ارشاد ہے یعنی جب تم سنو کہ یہود و نصاریٰ غیر خدا کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں تو ان کا ذبیحہ نہ کھاؤ اور اگر نہ سنو تو کھالو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذبیحہ کو حلال کیا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں۔

﴿روح البیان جلد اول صفحہ نمبر ۲۳۲ ☆ احکام القرآن صفحہ نمبر ۱۵۵ جلد اول طبع بیروت﴾

آپ کے اس قول میں یہلون (اذا سمعتم الیهود و النصاریٰ یهلون لغیر الله فلا تاکلوا اذا لم تسمعوهم فکلوا فان الله قد احل ذبائحهم و هو یعلم مایقولون۔ (احکام القرآن صفحہ نمبر ۱۵۵ جلد اول طبع بیروت)) بمعنی یذبحون مستعمل ہے اس لئے ان کا یہ کہنا کہ اہل کا لفظ ذبح کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا صحیح نہ ہوا۔

قدما مفسرین نے بھی اہل کے لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اہل کا لغوی معنی تو آواز بلند کرنا ہے لیکن اب عرف میں یہ ذبح کرنے کے معنی میں یا ذبح کے وقت آواز بلند کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لغت کے امام اصمعی سے اہل کی تحقیق کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

اصمعی نے کہا کہ اہلال اصل میں آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں تو ہر آواز بلند کرنے والا مُہِلّ کہلائے گا۔ یہ اہلال کا لغوی معنی ہے۔ پھر محرم کو بھی مہل کہتے ہیں کیونکہ احرام باندھتے وقت وہ بلند آواز سے تلبیہ (لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ) کہتا ہے اور ذبح کرنے والے کو بھی مہل کہتے ہیں کیونکہ مشرکین عرب جانوروں کو ذبح کرتے وقت بلند آواز

سے اپنے بتوں کا نام لیا کرتے تھے

علامہ ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور اپنی لغت کی شہرۂ آفاق کتاب لسان العرب میں اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"واصل الاهلال رفع الصوت وكل رافع صوته فهو مهل وكذلك قوله عز وجل وما اهل لغير الله به هو ما ذبح للآلهة وذلك لان الذابح كان يسميها عند الذبح فذلك هو الاهلال"۔

علاوہ ازیں صاحب تفسیر خازن، ابن عباس، امام مجاہد اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اس لفظ کے یہی معنی کیے ہیں۔ ان ان گنت اور واضح تصریحات کے باوجود یہ کہنا اہل ذبح کے معنی میں شاذ و نادر استعمال ہوتا ہے سراسر حق و انصاف سے اعراض کرنا ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد دوم صفحہ نمبر ۵۰۰ (الف)، ۵۰۰ (ب) طبع قدیم لاہور)

امام راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

اهل الهلال کے معنی چاند نظر آنے کے ہیں اور استهل کے معنی رؤیت ہلال ہیں۔ لیکن کبھی استہلال بمعنی اہلال بھی آجاتا ہے، جیسے استہلہ بمعنی اہلہ۔ الاہلال کے معنی چاند نظر آنے پر آواز بلند کرنے کے ہیں۔ پھر یہ لفظ عام آواز بلند کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اسی سے تشبیہاً اهل الصبی کا محاورہ ہے جس کے معنی ہیں بچے نے آواز بلند کی۔ اور آیت وما اهل به لغير الله (۲:۱۷۳) جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے کے معنی ہیں کہ جس چیز پر غیر خدا کا نام پکارا جائے یعنی جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ (مفردات القرآن از امام راغب اصفہانی صفحہ نمبر ۱۱۲۶ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

نیز مخالفین کا یہ کہنا کہ "ما اهل لغير الله به" کا یہ معنی بیان کرنا کہ غیر خدا کے نام سے کسی جانور کو ذبح کرنا تحریف ہے یہ بھی درست نہیں کیونکہ علامہ نووی (متوفی ۶۷۶ھ) شارح مسلم نے حدیث شریف کے ان الفاظ "لعن الله" کا یہ معنی کیا ہے۔ اما الذبح لغير الله ان يذبح باسم غير الله۔ یعنی جس کو اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی نام سے ذبح کیا جائے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے ترجمہ میں اس

نے بھی ترجمہ کیا ہے۔ "وآنچہ ذکر کردہ شدہ نام غیر خدا بروذبح وے" یعنی ذبح کے وقت جس پر غیر خدا کا نام ذکر کیا جائے۔

کیا اس تحریف کا الزام آپ ان حضرات پر بھی عائد کرنے کی جسارت کرسکتے ہیں۔

حدیث: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا، یا رسول اللہ! میری والدہ فوت ہوگئی اب کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا! پانی، انہوں نے کنواں کھدوایا کہ یہ سعد کی ماں کیلئے ہے۔ (یعنی اس کا ثواب سعد کی ماں کو پہنچے) یعنی اس کا نام بیر (کنواں) ام سعد رکھا گیا تھا۔

(سنن ابوداؤد، نمبر ۱۶۲۸ جلد اول (مترجم) طبع لاہور ۱۴۰۳ھ)

اگر کسی غیر کا صرف نام لے دینے سے وہ چیز ناپاک ہو جاتی ہے تو اس کنویں کا پانی بھی ناپاک ہو جاتا ہے اسے پینا اس سے وضو یا غسل کرنا اور اس سے کپڑے دھونا سب ممنوع قرار پاتا۔

مشہور حنفی عالم دین ملا جیون (م ۱۱۳۰ھ) زیر آیت وما اہل بہ لغیر اللہ لکھتے ہیں:

اور یہاں سے معلوم ہوا کہ بے شک وہ گائے جس کی نذر اولیاء کیلئے مانی جائے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے حلال وطیب ہے۔ (تفسیرات احمدیہ صفحہ نمبر ۴۵ طبع پشاور)

قول فیصل

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

جب خون بہانا تقرب الی غیر اللہ کیلئے ہو تو ذبیحہ حرام ہو جائے گا اور جب خون بہانا اللہ کیلئے ہو اور تقرب الی غیر کھانے اور نفع حاصل کرنے کے ساتھ مقصود ہو تو ذبیحہ حلال ہو جائے گا۔ (فتاویٰ عزیزی (فارسی) صفحہ نمبر ۷۲ جلد اول مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۲۲ھ)

ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ کوئی مسلمان (اہلحدیث) اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی کا نام لے کر ذبح نہیں کرتا، بلکہ ان کے پیش نظر ایصال ثواب ہوتا ہے بفرض محال اگر کوئی شخص اپنی جہالت کی وجہ سے کرتا ہے تو اسے فوراً تائب ہونا چاہیے۔ محض جہلاء

کے افعال کو پیش نظر رکھ کر مذہب حقہ اہلسنت پر طعن وتشنیع کرنا اور انہیں کافر ومشرک کہنا سراسر گمراہی وبے دینی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی امان میں رکھے۔

مزید ایک ضروری وضاحت

بعض لوگ اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی "تفسیر عزیزی" کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ ایصال ثواب کی خاطر جس جانور کی نسبت کسی بزرگ کی طرف کردی ہو وہ حرام ہے اگرچہ اسے ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا ہی نام لیا جائے۔

جواب نمبر ۱

قطب عالم سید مہر علی شاہ نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں......

اور جو حوالہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تفسیر عزیزی کا اس سلسلہ میں دیا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں آپ کے شاگرد حضرت مولانا رؤف احمد (مولانا رؤف احمد حضرت مجدد الف ثانی کے خاندان سے تھے۔ ۱۲۰۱ھ میں رام پور میں پیدا ہوئے۔ دوسرے علماء کے علاوہ شاہ عبدالعزیز دہلوی سے علوم اخذ کیے۔ ۱۲۵۳ھ میں وفات پائی۔ حضرت غلام علی شاہ دہلوی انہیں دین کا ستون فرمایا کرتے تھے) (حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۴۹۰۔ ۴۹۷) نے تفسیر رؤفی میں لکھا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز کا یہ مسلک نہیں تھا کہ جو جانور منذور للاولیاء ہو اور پھر تکبیر کے ساتھ ذبح کیا جائے وہ حرام ہے یہ کسی نے بعد میں ان کی تفسیر میں الحاق کر دیا ہے۔

(تجلیات مہر انور صفحہ نمبر ۸۸۹)

جواب نمبر ۲

علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی اور فتاویٰ عزیزی کی داخلی شہادتوں سے ثابت کیا ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہی جانور حرام ہے جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے گا۔ محض کسی بزرگ کی نسبت کردینے سے

پر حرام نہیں ہوتا۔ ذیل میں علامہ موصوف کے رسالہ مبارکہ "تصریح المقال فی حل
ما اہل" سے اس بحث کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔

"حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے "تفسیر عزیزی" میں انواع شرک کے
تحت مشرکین کے چند فرقے شمار کئے ہیں، ان میں چوتھا فرقہ پیر پرستوں کا ہے، اس
کے متعلق محدث دہلوی نے فرمایا، چوتھا گروہ پیر پرست ہے جب کوئی بزرگ کمال
ریاضت اور مجاہدہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول دعاؤں اور مقبول شفاعت والا ہو کر
اس جہان سے رخصت ہو جاتا ہے تو اس کی روح کو بڑی قوت و وسعت حاصل ہو جاتی
ہے، جو شخص اس کے تصور کو واسطہ فیض بنالے یا اس کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ یا اس کی قبر پر
سجدہ اور تذلل تام کرے۔ (اس جگہ اصل عبارت یہ ہے)

"یا در مکان نشست و برخاست او، یا بر گور او سجود و تذلل تام نماید"۔

تو اس بزرگ کی روح وسعت اور اطلاق کے سبب خود بخود اس پر مطلع ہو جاتی ہے
اور اس کے حق میں دنیا اور آخرت میں شفاعت کرتی ہے۔

(تفسیر عزیزی صفحہ نمبر ۱۲۷ (سورۃ بقرہ) مطبوعہ لال کنواں دہلی)

یہ گروہ واقعی مشرک تھا جو قبروں پر تذلل تام کے ساتھ سجدہ کرتا تھا۔ علامہ ابن
العابدین شامی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"العبادة عبارة عن الخضوع و التذلل"

(ردالمحتار (عربی) مطبوعہ مصر صفحہ نمبر ۱۲۵ جلد ۲)

ترجمہ: "خضوع اور تذلل تام کو عبادت کہتے ہیں"۔

آج کل کے خوارج کی ستم ظریفی ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے عقیدت مند اہلسنت و
جماعت کو پیر پرست کہہ کر مشرک قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ عامۃ المسلمین عبادت انتہائی
تعظیم صرف اللہ تعالیٰ کیلئے مانتے ہیں۔ کسی دوسرے کیلئے نہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز
کا روئے سخن اس گروہ مشرکین کی طرف ہے۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ جانور کی جان
دینے کی نذر شیخ سدو وغیرہ کیلئے مانتے اور اس کی تشہیر کرتے تھے۔ پھر اسی نیت کے تحت

شیخ سدو وغیرہ کیلئے خون بہانے کی نیت سے اسے ذبح کرتے تھے، ظاہر ہے کہ یہ ذبح کسی طرح حلال نہیں ہو سکتا، کم فہم لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ حضرت شاہ صاحب نے محض کسی بزرگ کی طرف نسبت کرنے کی بنا پر ان جانوروں کو حرام قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ قطعاً باطل ہے اور شاہ صاحب پر بہتان صریح ہے۔

شاہ صاحب نے تفسیر عزیزی میں اپنے موقف کی وضاحت کیلئے تین دلیلیں پیش کی ہیں،

پہلی دلیل...... یہ حدیث ہے "ملعون من ذبح لغیر اللہ" ملعون ہے جس نے غیر اللہ کیلئے ذبح کیا"۔ اس حدیث میں صراحۃ لفظ ذبح مذکور ہے۔

دوسری دلیل...... عقلی ہے اس میں یہ تصریح ہے "وجان ایں جانور از آں غیر قرار داده کشته اند"۔ یعنی اس جانور کی جان غیر کی ملک قرار دے کر اس جانور کو ذبح کیا ہے۔ اس عبارت میں دو باتیں ہیں۔

۱)۔ جانور کی جان غیر کیلئے مملوک قرار دی۔

۲)۔ اس کو ذبح کیا۔

صاف ظاہر ہے کہ اس جانور میں اس لئے خبث پیدا ہوا کہ اسے غیر خدا کیلئے ذبح کیا گیا۔

تیسری دلیل...... تفسیر نیشاپوری کی ایک عبارت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور ذبح کیا اور اس ذبح سے غیر اللہ کا تقرب (بطور عبادت) مقصود ہو تو وہ مرتد ہو گیا اور اس کا ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہے۔

اس عبارت سے بھی غیر اللہ کے تقرب کی نیت سے ذبح کا ذکر ہے۔ ثابت ہوا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محض کسی اللہ کے بندے کی نسبت کے مشہور کر دینے کو حرمت کا سبب قرار نہیں دیتے بلکہ ان کے نزدیک غیر اللہ کیلئے ذبح کرنے سے جانور حرام ہو جاتا ہے۔ اور یہی تمام امت مسلمہ کا عقیدہ ہے۔ نیز شاہ صاحب نے اہلال کا ترجمہ اصل لغت کے اعتبار سے کیا ہے کہ آواز دی گئی ہو اور شہرت دی گئی ہو لیکن اس

...ان کی مراد وہی شہرت ہے جس پر ذبح واقع ہو۔ نیز شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

جب خون بہانا تقرب الی غیر اللہ کیلئے ہو تو ذبیحہ حرام ہو جائے گا اور جب خون بہانا ... کیلئے ہو اور تقرب الی غیر کھانے اور نفع حاصل کرنے کے ساتھ مقصود ہو تو ذبیحہ حلال ہو جائے گا۔ (فتاویٰ عزیزی (فارسی) صفحہ نمبر ۴۷ جلد اول مطبوعہ دہلی ۱۳۲۲ھ)

امیر حمزہ اور آیت قرآنی میں تحریف بالمعنی

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"یایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون"۔ (المائدہ ۹۰/۵)

ترجمہ: "اے ایمان والو! یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں۔ ان سے بچو۔ تاکہ تم کامرانی حاصل کر سکو"۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۰)

لفظ انصاب کا معنی آستانے کرنا سراسر آیت قرآنی میں تحریف بالمعنی ہے جبکہ انصاب کے معنی بت ہیں۔

امام راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لفظ نصب پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: اس کی جمع انصاب بھی آتی ہے چنانچہ فرمایا: والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان (۹۰/۵) اور بت اور پانسے (یہ سب) ناپاک کام اعمال شیاطین سے ہیں۔"

﴿مفردات القرآن صفحہ نمبر ۱۰۵۳ طبع لاہور ۱۹۷۱ء﴾

حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۳۰ھ) نے اس آیت مبارکہ کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

"اے ایمان والو! یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے گندے کام ہیں شیطان کے"......الخ۔ ﴿ترجمہ قرآن اردو، شاہ عبدالقادر دہلوی صفحہ نمبر ۲۰۰ طبع لاہور﴾

حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت مذکورہ کا درج ذیل ترجمہ کیا ہے:

"اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں"...الخ

(تفسیر ضیاء القرآن صفحہ نمبر ۳۱۶ جلد اول طبع لاہور)

نیز علامہ الازہری فرماتے ہیں: انصاب ان پتھروں کو کہا جاتا تھا، جو حرم کعبہ کے اردگرد نصب تھے اور کفار ان کیلئے جانور ذبح کرتے تھے اور ان کا خون ان پتھروں پر مل دیتے۔ (تفسیر ضیاء القرآن صفحہ نمبر ۳۱۶ جلد اول طبع لاہور)

امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث آیت قرآنی کی تفسیر کرتے ہوئے طویل گفتگو کی ہے اور اس ضمن میں درج ذیل احادیث نقل فرمائی ہیں جن میں اس طرف اشارہ ہے کہ انصاب کا معنی بت ہیں۔

اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان عن علی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لم یزل جبریل ینہانی عن عبادۃ الاوثان وشرب الخمر وملاحاۃ الرجال۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان اول ما نہانی عنہ ربی وعہدالی بعد عبادۃ الاوثان وشرب الخمر ملاحاۃ الرجال۔ (تفسیر در منثور صفحہ نمبر ۳۲۲ جلد ۲ طبع ایران)

امام راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

الوثن: (بت) اس کی جمع اوثان ہے اور اوثان ان پتھروں کو کہا گیا ہے جن کی زمانہ جاہلیت میں پرستش کی جاتی تھی۔ قرآن کریم میں ہے: "انما اتخذتم من دون اللہ اوثانا"۔ (۲۹/۲۵) کہ خدا کو چھوڑ کر بتوں کو لے بیٹھے ہو۔

(مفردات القرآن صفحہ نمبر ۱۰۹۳ طبع لاہور ۱۹۸۷ء)

امام ابی سعود محمد بن عمادی (متوفی ۹۵۱ھ) لکھتے ہیں......

"الانصاب ای الاصنام المنصوبۃ للعبادۃ"۔ (تفسیر ابی سعود صفحہ نمبر ۷۵ جلد ۲ طبع بیروت)

امام ابی عبداللہ محمد بن احمد انصاری القرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) لکھتے ہیں:

"واما الانصاب فقیل ہی الاصنام" (الجامع لاحکام القرآن صفحہ نمبر ۲۸۶ جلد سادس طبع بیروت)

امام فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

"والانصاب: ہی الاصنام التی نصبوھا یعبدونہا"۔ (تفسیر الکبیر صفحہ نمبر ۷۹ جلد ۱۲)

محی السنۃ علی بن محمد ابراہیم (متوفی ۷۴۱ھ) بغدادی لکھتے ہیں:

''والانصاب ھی الحجارۃ التی کانوا ینصبونھا للعبادۃ ویذبحون''۔

(تفسیر خازن ۴۹۱ جلد اوّل طبع بیروت)

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما میں منقول ہے: ''والانصاب: عبادۃ الاوثان''۔

(تفسیر ابن عباس مرتبہ محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ)

علامہ محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) لکھتے ہیں: ''والانصاب: التی تذبحون

لوثنھا'' (تفسیر جامع البیان صفحہ نمبر ۲۱ جلد ۷ طبع بیروت)

ڈاکٹر محمد میاں صدیقی لکھتے ہیں: ''انصاب: بت''

(قرآن مجید کا عربی و اردو لغت صفحہ نمبر ۱۱۱ ناشر مقتدرہ اردو زبان اسلام آباد)

معلوم ہوا...... انصاب سے مراد پتھر کے بت ہیں جن کی مشرکین مکہ عبادت کرتے تھے اور ان کے نزدیک جانوروں کو ذبح کرتے تھے۔ (یعنی بتوں کی خوشنودی ورضا کیلئے)۔

باب ششم

نعت کا مفہوم

نعت گوئی: خیر قرون سے دورِ حاضر تک

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد الیاس قادری کے اشعار کی مختصر اور جامع شرح

نعت کے لغوی معنی

نعت: تعریف، صفت، جمع نعوت۔

(فرہنگ عامرہ صفحہ نمبر ۱۵۸ طبع ۱۹۸۹ء ناشر مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد)

ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں......

نعت (ن ع ت) بالفتح (مؤنث) عربی زبان کا ایک مادہ ہے۔ جو عام طور پر وصف کے مفہوم میں مستعمل ہے۔ لیکن اگر اس لفظ کے لغوی مفہوم کی تلاش میں عربی لغت نگاروں کے خیالات کا بنظر غائر جائزہ لیں تو اس لفظ کی کئی معنوی پرتیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔

اس لفظ پر سب سے تفصیلی بحث "تاج العروس" کے مصنف نے کی ہے اور اس مادہ کی مختلف نحوی صورتوں کو مثالوں سے واضح کیا ہے۔ وہ النعت کے ضمن میں کہتے ہیں۔ نعت صوتی اعتبار سے منع کی طرح ہے یعنی اس کا کلمہ عین (درمیانی حرف) ماضی اور مضارع دونوں میں مفتوح ہوتا ہے۔

نعت کے معنی وصف کے ہیں، خصوصاً جب آپ کسی چیز کے وصف میں مبالغے سے کام لیں، تو اس وقت نعت کا لفظ استعمال ہوتا ہے، وصف میں جو کچھ کہا جائے اسے بھی نعت ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وصف بیان کرنے والے کو ناعت کہتے ہیں اور اس کی جمع نعوت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرنے کو نعت کہتے ہیں، جیسے کہ آپ کی نعت بیان کرنے والا کہتا ہے۔ "لم ارقبلہ ولا بعد مثلہ" میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قبل اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد آپ جیسا کوئی انسان نہیں دیکھا۔

(نقوش رسول نمبر لاہور صفحہ نمبر ۹۰،۱۰ جلد دہم شمارہ نمبر ۱۳۰ جنوری ۱۹۸۴ء)

عشقیہ انداز نعت

توصیفی انداز نعت سے مختلف نعت کا ایک پسندیدہ انداز عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والہانہ تجربات و واردات سے عبارت ہے۔ اس انداز کی نعتوں میں آپ کی مدح و توصیف پر آپ سے محبت و شیفتگی کا جذبہ غالب رہتا ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ستائش وثنا سے زیادہ شاعر کو آپ کی ذات مبارکہ سے وابستہ جذبات واحساسات اور واردات قلبی کا ذکر زیادہ ہوتا ہے۔

نعت کا یہ انداز جذب وشوق اور کیف ومستی میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ شاعر نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی والہانہ شیفتگی کا اظہار کرتا ہے بلکہ آپ کے صحابہ کرام، آپ کا زمانہ ومعاشرت اور آپ کے متعلقات (لباس، پسینہ، نعلین مبارک وغیرہ) کا بھی محبت سے ذکر کرتا ہے۔ مسجد نبوی کی فضا (گنبد خضرا، روضہ مبارک کی جالیاں، مواجہ شریف پر درود وسلام) کے پرکیف منظر کا احترام وعقیدت سے بیان کرتا ہے۔ آپ کے شہر (مدینہ کے در و دیوار، گلی کوچے، سنگ وخشت اور خار وخس) کو دنیا جہان سے افضل جانتا ہے۔ خاک مدینہ کو اپنے لئے کحل بصر خیال کرتا ہے اور اس شہر کے ماحول وفضاء کو جنت سے بڑھ کر سمجھتا ہے۔ سگان مدینہ سے اپنی نسبت ٹھہراتے ہوئے بھی اس شہر مقدس و منور کی شان میں بے ادبی خیال کر کے منفعل ہوتا ہے۔

اس انداز کی نعت میں مدینے سے دوری کا احوال، روضہ رسول پر حاضر ہونے کا بے پایاں شوق، لوگوں کو روضہ رسول کی طرف جاتے ہوئے دیکھنا، اپنی بے بسی کا ذکر، دربار رسول میں مرنے کی تڑپ اور خواہش کا اظہار اور محبت رسول کے مظہر اسی طرح کے

دوسرے احوالِ قلبی کا بیان ملتا ہے۔ وارداتِ عشقِ رسول سے متعلقہ دلی جذبات کے بھرپور اظہار کے سبب اس انداز کی نعتوں کی فضا پُر کیف اور روح پرور ہوتی ہے اور پڑھنے والے پر ایک خاص تاثر چھوڑتی ہے۔

ثانوی حیثیت میں تو نعت کا یہ انداز کم و بیش ہر تخلیقی نعت نگار کے ہاں کسی نہ کسی جذبہ و شکل میں نظر آتا ہے۔ مگر علامہ بوصیری، مولانا جامی، بیدم وارثی، مولانا احمد رضا، علامہ اقبال، بہزاد لکھنوی، حفیظ تائب اور حافظ مظہر الدین کی نعتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا یہ انداز کافی نمایاں اور موثر طریقے سے اظہار میں منقلب ہوا ہے۔ (نقوش رسول نمبر لاہور صفحہ نمبر ۳۵ جلد دہم شمارہ نمبر ۱۳۰ جنوری ۱۹۸۴ء)

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نعتیہ شاعری

ارباب علم ودانش کی نظر میں

حکیم محمد سعید دہلوی کی نظر میں

مولانا شریعت وطریقت دونوں کے رموز سے واقف تھے۔ اگر ایک طرف ان کے فتاویٰ نے عرب وعجم میں ان کی دینی وعلمی بصیرت کی دھاک بٹھادی تھی تو دوسری طرف عشق رسول نے ان کی نعتیہ شاعری کو فکروفن کی بلندی پر پہنچادیا تھا۔

(خیابان رضا صفحہ نمبر ۹۲ طبع لاہور)

نعیم صدیقی کی نظر میں

مولانا کی جو نعتیں پڑھنے یا سننے میں آئیں۔ ان میں خصوصی طور پر والہیت کی روح کارفرما ہے زبان پر قدرت ہے۔ ان کا تخیل نئی نئی کونپلیں نکالتا ہے اور تشبیہات وتلمیحات سے خوب کام لیتے ہیں۔ (خیابان رضا صفحہ نمبر ۱۱۲ طبع لاہور)

ڈاکٹر سلام سندیلوی شعبہ اردو گورکھپور یونیورسٹی (انڈیا)

حضرت امام احمد رضا نے اپنی نعت میں خلوص کی مہک بھردی ہے۔ یہ خلوص ان کے ذاتی تجربہ پر مبنی ہے۔ انہوں نے ہر نفس پر بوئے محمد کو محسوس کیا اور اسی کی موجیں ہم کو ان کی شاعری میں نظر آتی ہیں۔ (ماہنامہ المیزان بمبئی ۱۹۷۶ء امام احمد رضا نمبر، صفحہ نمبر ۲۶۲)

پروفیسر محمد ایوب قادری کی نظر میں

مولانا بریلوی شعروشاعری کا بھی اعلیٰ ذوق رکھتے تھے اُنکی بعض نعتیں تو بڑی پیاری ہیں (خیابان رضا صفحہ نمبر ۱۹۱ طبع لاہور)

حفیظ جالندھری کی نظر میں

مولانا کے قلم سے چند ابیات نعت نے میرے قلب میں محبت حضور ﷺ کی روشنی میں توانائی بخشی...... میں ان کو عشاق رسول کے زمرے میں صفحہ اول پر دیکھتا ہوں۔

(خیابان رضا صفحہ نمبر ۹۱ طبع لاہور)

پروفیسر محمد طاہر فاروقی صدر شعبہ اردو پشاور یونیورسٹی کی نظر میں

اعلیٰ حضرت عشق رسول میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اور وہی جذبہ ان کی نعت گوئی کی سب سے نمایاں خصوصیت ہے۔ اسی لئے انکے اشعار میں ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کا صحیح عکس نظر آیا ہے۔ (خیابان رضا صفحہ نمبر ۹۳ طبع لاہور)

ملک زادہ منظور لکھنو یونیورسٹی کی نظر میں

(علم وفضل) کے ساتھ ساتھ شعر گوئی کا جو ملکہ انہیں حاصل تھا اس کی غمازی ''حدائق بخشش'' میں شامل وہ نعتیں اور منقبتیں کرتی ہیں جو آج بھی گھر گھر پڑھی جاتی ہیں۔ (ماہنامہ سالیبر ان بمبئی ۱۹۷۶ء امام احمد رضا نمبر، صفحہ نمبر ۲۷۹)

ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کی نظر میں

عشق رسول کا جذبہ ان کی نثر ونظم میں ہر جگہ موجود تھا اور چونکہ اس کی بنیاد جذبے کی صداقت اور موضوع کی لطافت پر ہے اسی لئے اس کا اثر آفریں ہونا قدرتی امر ہے۔

(خیابان رضا صفحہ نمبر ۷۳ طبع لاہور)

ماہر القادری کی نظر میں

مولانا دینی علم وفضل کے ساتھ شیوہ بیان شاعر تھے اور ان کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ مجازی راہ سخن سے الگ ہٹ کر صرف نعت رسول کو اپنے افکار کا موضوع بنایا۔

(ماہنامہ فاران کراچی ۱۹۷۳ء، صفحہ نمبر ۳۴)

مولانا کوثر نیازی کی نظر میں

مولانا کی امتیازی خصوصیت ان کا عشق رسول ہے۔ جس میں سرتاپا ڈوبے ہوئے
تھے چنانچہ ان کا نعتیہ کلام بھی سوز و گداز کی کیفیتوں کا آئینہ دار ہے۔

(خیابان رضا صفحہ نمبر ۹۰ طبع لاہور)

پروفیسر سلیم چشتی کی نظر میں

مولانا احمد رضا بریلوی نے سرکار ابد قرار، زبدۂ کائنات فخر موجودات حضرت محمد ﷺ
کی بارگاہ میں جو منظوم سلام پیش کیا ہے اسے یقیناً شرف قبولیت حاصل ہو گیا ہے۔ کیونکہ
پاک و ہند میں شاید ہی کوئی عاشق رسول ایسا ہو جس نے اسکے دو چار شعر حفظ نہ کر لئے
ہوں (ندائے حق، جون پور صفحہ نمبر ۳۱)

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی سابق وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی

علوم دینیہ میں انہیں جو دسترس حاصل تھی وہ فی زمانہ فقید المثال تھی۔ دوسرے علوم
میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔ ان کا دل چونکہ عشق نبوی میں کباب تھا اس لئے نعت میں
خلوص اور سوز ہے جو بغیر عمیق جذبات پیدا نہیں ہوتا۔ (خیابان رضا صفحہ نمبر ۳۴ طبع لاہور)

ڈاکٹر جمیل جالبی وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی کی نظر

مولانا احمد رضا خاں بریلوی چودھویں صدی ہجری کے بلند پایہ فقیہ، متبحر عالم،
بہترین نعت گو صاحب شریعت و طریقت بزرگ تھے۔

(معارف رضا صفحہ نمبر ۲۷، جلد چہارم مطبوعہ کراچی)

ڈاکٹر فرمان علی فتح پوری صدر شعبہ اردو کراچی یونیورسٹی

ان کی شاعری کا محور آنحضرت ﷺ کی زندگی و سیرت تھی مولانا صاحب شریعت
بھی تھے اور صاحب طریقت بھی، صرف نعت و سلام و منقبت کہتے تھے۔ اور بڑی

دردمندی ودل سوزی کے ساتھ کہتے تھے۔ (پیغامات یوم رضا طبع دوم لاہور صفحہ نمبر ۳۵)

احسان دانش کی نظر میں

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اکیلے نہیں ان خاندان سے شعروادب اور خصوصاً نعت گوئی نے راہیں پائی ہیں۔ (خیابان رضا صفحہ نمبر ۴۲ طبع لاہور)

احمد ندیم قاسمی کی نظر میں

نعت گوئی میں ان کا مرتبہ دیگر نعت نویسوں کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مرحوم کی بے پناہ اور بے کنار عقیدت ومحبت منفرد ہو جاتا ہے۔

(خیابان رضا صفحہ نمبر ۴۲ طبع لاہور)

پروفیسر سید محمد احمد ہاشمی کی نظر میں

ان کے اشعار عشق رسول سے بھرپور، انکی شخصیت نے اپنے زمانے کو بہت متاثر کیا۔ (خیابان رضا صفحہ نمبر ۴۶ طبع لاہور)

ڈاکٹر نسیم قریشی، شعبہ اردو، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (انڈیا)

حسان الہند کے لقب سے یاد کیے بغیر انکے بے پناہ جذبہ عشق، ان کی وجد آفریں نعت گوئی کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا۔ محمدی یگ لوائے عظمت ابد کی چوٹیوں پر سرمدی شان سے لہرا رہا ہے اور اس مقدس سائے میں حضرت رضا بریلوی جاوداں، کامرانیوں سے سرفراز وشادکام ہو رہے ہیں۔ ﴿ماہنامہ السیر ان بمبئی ۱۹۷۶ء امام احمد رضا نمبر، صفحہ نمبر ۵۳۹﴾

نعتیہ شاعری کی ابتداء

ڈاکٹر شاکر عظیمی لکھتے ہیں......

نعتیہ شاعری کی ابتداء خود حضرت محمد ﷺ کے زمانے سے شروع ہوئی۔ اس سلسلہ میں حضرت حسان بن ثابت اور حضرت کعب بن زہیر کا نام سرفہرست آتا ہے۔ ان دونوں اصحاب نے جو کچھ نعت کے ضمن میں بیان کیا وہ قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کے اقوال سے مشتق ہے۔ اس سے نہ صرف نعت گوئی کا پتہ چلتا ہے، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث کے اثرات بھی اسی وقت سے شاعری پر مرتب ہونے شروع ہو گئے تھے۔ (نقوش رسول نمبر لاہور صفحہ نمبر ۶۲ جلد دہم شمارہ نمبر ۱۳۰ جنوری ۱۹۸۴ء)

شعرائے بارگاہ رسالت ﷺ

حضور ﷺ کے شعرائے کرام میں سے جو حضرات کافروں کے شر کو، اسلام اور مسلمانوں سے دفع کرتے اور باز رکھتے تھے وہ تین اشخاص شمار کیے گئے ہیں۔

(۱) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ۔

(۲) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ۔

(۳) اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ۔

روضۃ الاحباب میں منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خدام شعراء مردوں میں سے ایک سو ساٹھ تھے اور عورتوں میں بارہ تھیں۔ مشہور شعراء کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

۱)۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ۔

۲)۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ۔

۳)۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ۔

۴)۔ حضرت ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ عنہ۔

۵)۔ حضرت عباس بن مرداس سلمی رضی اللہ عنہ۔

۶)۔ حضرت عدی بن حاتم الطائی رضی اللہ عنہ۔

۷)۔ حضرت حمید بن ثور الہلالی رضی اللہ عنہ۔

۸)۔ حضرت ایمن بن خریم اسدی رضی اللہ عنہ۔

۹)۔ حضرت اعشیٰ بن مازن رضی اللہ عنہ۔

۱۰)۔ حضرت اسود بن شریع رضی اللہ عنہ۔

۱۱)۔ حضرت لبید بن ربیعہ رضی اللہ عنہ۔

۱۲)۔ حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ۔ ……﴿مدارج النبوۃ (اردو) حصہ دوم﴾

نعت گوئی قرونِ اولیٰ سے دورِ حاضرہ تک

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۳۴ء)

فکیف الحیاۃ لفقد الحبیب …… وزین المعاشر فی المشھد

ترجمہ: ”اب کیسی زندگی جو حبیب ہی بچھڑ گیا اور وہ نہ رہا، جو زینت دہ یک عالم تھا“۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (ش ۶۴۴ء)

واسلبه من اھل مکة بعدما …… تداعوا الیٰ امر من الغیی فاسد

ترجمہ: ”اور اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو محروم کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے، جب ان لوگوں نے گمراہی کے خیال فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی“۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (ش ۶۵۶ء)

فیا عینی ابکی ولا تسامی …… وحق البکاء علی السید

ترجمہ: ”تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آ چکا“۔

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہ (ش ۶۲۵ء)

و احمد مصطفیٰ فینا مطاعاً …… فلا تغشوہ بالقول العنیف

ترجمہ: ”اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے لہٰذا تم ان

کے سامنے نا ملائم لفظ بھی منہ سے نہ نکالنا"۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا (متوفی ۶۲۳ء)

یا خاتم الرسل المبارک صنوۃ ...... صلی علیک منزل القرآن

ترجمہ: "اے آخری رسول ﷺ، آپ برکت وسعادت کی جوئے فیض ہیں آپ پر قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود بھیجا ہے"۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (متوفی ۶۷۷ء)

متیٰ یبد فی الداجی البھیم جبینہٗ ..یلح مثل مصباح الدجی المتوقد

ترجمہ: "اندھیری رات میں انکی پیشانی نظر آتی ہے، تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ"۔

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۶۰ء)

ان الرسول لسیف یستضاء بہ ......مھند من سیوف اللہ مسلول

ترجمہ: "بے شک رسول اللہ ﷺ وہ تلوار ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک کھنچی ہوئی تلوار ہیں"۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث بن عبدالمطلب

فقبر ابیک سید کل قبر وفیہ سید الناس الرسول

ترجمہ: "(اے فاطمہ) آپ کے والد کی قبر تمام قبروں کی سردار ہے جس کے اندر تمام انسانوں کے سردار رسول اللہ ﷺ آرام فرما ہیں"۔

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہما

رایتک یا خیر البریۃ کلھا ......نشرت کتاباً جاء بالحق معلما

ترجمہ: "اے کائنات ارضی کی سب سے بہتر متاع! میں نے دیکھ لیا کہ آپ نے

وہ احکام الٰہی پھیلائے، جس نے حق کو بالکل آشکارا کر دیا"۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۲۹ء)

روحی الفدا لمن اخلاقه شهدت ...... بانه خير مولود من البشر

ترجمہ: "میری روح قربان ہو اس ذات پر جس کے اخلاق اس بات پر شاہد ہیں کہ وہ بنی نوع انسان میں سب سے بہتر فرد ہیں"۔

علامہ ابن حجرم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۴۸ء)

كريم بالحيا من راحتيه ...... يجود في المحيا بالحياء

ترجمہ: "وہ ایسے سخی ہیں کہ آپ کے دونوں ہاتھوں سے بخشش وعطا کا مینہ برس رہا ہے اور چہرہ انور پر حیا وشرم نمایاں رہتی ہے"۔

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ تابعی کوفی (متوفی ۱۵۰ھ)

والله يا خير الخلائق ان لي ...... قلبا مشوقاً لا يروم سواك

ترجمہ: "اللہ کی قسم اے بہترین خلائق، میرا دل صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے لبریز ہے وہ آپ کے سوا کسی کا طالب نہیں"۔

شیخ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۳۰ء)

وانت باب العطاء والجود يا املى ...... بك الا له على طول المدى يهب

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی باب جود وکرم ہیں۔ اے میرے سہارے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسل سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے بندوں کو نوازتا رہتا ہے"۔

علامہ ابن العربی ابوبکر محی الدین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۴۰ء)

الا بابي من كان ملكا وسيداً ...... وآدم بين الماء والطين واقف

ترجمہ: "سنو میرے ماں باپ قربان! وہ فرمارروا اور سردار کون تھا جب آدم علیہ السلام

...کے درمیان ٹھہرے ہوئے تھے"۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲۴ء)

وان جرتم علی فلی غیاث ... بباب المصطفی خیر الانام

ترجمہ: "اے لوگو! اگر تم نے مجھ پر جور و ستم کیا تو میرا فریادرس موجود ہے، بارگاہ مصطفی کی صورت میں جو ساری دنیا سے اچھے ہیں"۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷۳ء)

سید و سرور محمد، نور جاں ...... مہتر و بہتر شفیع مجرماں

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۹۰ء)

آدم و نوح و خلیل و موسیٰ و عیسیٰ ...... آمدہ مجموع در ظلال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۹۳ء)

سودہ ہمہ قدسیاں جبیں ارادت ...... بر تہ نعلین عرش سائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

مولانا بیدم وارثی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۴۴ء)

کعبہ ہمارا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ...... مصحف ایماں روئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت بہزاد لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۵۵ء)

دنیا میری ذکر مدینہ دین میرا دیں شہ بطحا ...... ایمان میرا روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حفیظ جالندھری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸۲ء)

سلام اے سرِ وحدت اے سراجِ بزمِ ایمانی
زہے یہ عزت افزائی، زہے تشریف ارزانی

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۲۱ء)

وہ سرور کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں، عرب کے مہماں کیلئے تھے

مولانا حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸۰ء)

حسن تخلیق و باعث تخلیق ...... نازش دو جہاں، قرار حرم

مولانا کفایت علی کافی رحمۃ اللہ علیہ (شہید ۱۸۵۸ء)

عرش بریں ایوان محمد ﷺ ...... خلد سرا بستان محمد ﷺ

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۳۸ء)

لوح بھی تو قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب ...... گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

مولانا غلام محمد ترنم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۵۹ء)

گلشن عالم کے گوشوں میں گونج رہا ہے نام محمد ﷺ
ڈالی ڈالی پتا پتا دیتے ہیں پیغام محمد ﷺ

(نقوش رسول نمبر ش ۱۳۰، جنوری ۱۹۸۳ء طبع لاہور (انتخاب)

علامہ سید احمد کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸۶ء)

جلوۂ والضحیٰ دیکھتے رہ گئے ...... حسن بدر الدجیٰ دیکھتے رہ گئے
روئے روشن پہ زلف سیاہ دیکھ کر ...... ہم ضحیٰ اور دجیٰ دیکھتے رہ گئے

(ضیائے حرم ماہنامہ لاہور جولائی ۱۹۸۶ء صفحہ نمبر ۲۳)

مولانا امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اور مولانا محمد الیاس قادری کے اشعار کی مختصر اور جامع شرح

ہم ان صفحات میں فقط ان شخصیات کے اشعار کی مختصر اور جامع شرح کریں گے جن کی وجہ سے اہل سنت کا تشخص قائم ہے۔ ایرے غیرے نعت گو شعراء کے ہم ذمہ دار نہیں ہیں۔

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حقیقۃً نعت شریف لکھنا بہت مشکل کام ہے، جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں۔ اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے، جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے...... غرض حمد میں ایک جانب اصلاً حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے۔

﴿ملفوظات از اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۱۳۰ جلد دوم طبع لاہور﴾

﴿نقوش رسول نمبر صفحہ نمبر ۲۴ جلد دہم شمارہ ۱۳۰ جنوری ۱۹۸۲ء﴾

لہٰذا ایسے محتاط نعت گو شاعر کے کلام پر تنقید کرنا جہالت ہے اور علم عروض (تشبیہ و استعارات وغیرہ سے) نا آشنا ہونے کی بین دلیل ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

(فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

حل لغات: مالک: صاحب، خداوند، آقا، خاوند۔

حبیب: دوست، محبوب۔

محب: محبت کرنے والا

اس شعر میں مالک کا دوسرا لفظ ذات باری تعالیٰ کیلئے استعمال ہوا ہے۔ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے: صانع عالم جل مجدہٗ واجب الوجود ازلی ابدی ہے اس کا کوئی مثل نہ

ذات میں ہے نہ صفات میں، خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی وجزوی اسی کی ذات مقدس سے مختص ہیں۔ وہ تمام کائنات عالم کا مطلق مالک ومختار ہے۔ اور انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو انکے درجات کے مطابق مالکیت عطا فرماتا ہے اور انکا تصرف اللہ تعالیٰ کی مشیت، اذن اور رضا کے تحت ہوتا ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''میں تمہارے لئے حوض کوثر پر آگے جانے والا ہوں اور تمہارے اوپر گواہ ہوں اور اللہ کی قسم میں اپنے حوض کو اب بھی دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں مرحمت فرمائی گئی ہیں اور اللہ کی قسم مجھے یہ ہرگز خطرہ نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے تو اس چیز کا خطرہ ہے کہ تم دنیا سے محبت کرنے لگو گے۔

(الشفاء از قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) صفحہ نمبر ۲۵۷ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۰ء)

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قیامت کے روز میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا، میں یہ فخریہ نہیں کہتا.....الخ

(دارمی شریف صفحہ نمبر ۲۲ طبع کراچی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، چھ باتوں کی مجھ کو دوسرے انبیاء پر فضیلت ہے۔ میں جوامع الکلم دیا گیا ہوں۔ رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ غنائم میرے لئے حلال کردی گئی ہیں۔ زمین میرے لئے مسجد اور پاکیزہ بنادی گئی ہے۔ میں سب لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ میرے ساتھ انبیاء ختم کیئے گئے ہیں۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۱۷، جلد ۳ (مترجم) طبع لاہور)

تیسری صدی ہجری کے مشہور عالم عارف باللہ حکیم محمد بن علی ترمذی اوپر والی حدیث کی مثل دوسری حدیث کے تحت لکھتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق کی طرف ایک سربراہ مملکت کی حیثیت سے مبعوث فرمائے گئے ہیں، جسے امارت، ولایت اور رعایا دی جاتی ہے...... جن کو زمین پر بسنے والی ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہے۔ خواہ وہ انسان ہوں یا جنات، وہ ہمارے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں...... جب

رسول اللہ ﷺ جملہ بنی آدم کیلئے رسول ہیں تو یقیناً آپ کو خزانے بھی اتنے ہی عطا فرمائے گئے ہوں گے جو تمام لوگوں کیلئے کافی ہوں۔ الخ

جسے صرف مجارستان کا امیر بنایا جائے تو اسے ضروریات کی اشیاء کا بہت ہی تھوڑا حصہ ملے گا۔ لیکن جس کو خراسان کا والی بنایا جائے اس کی ضروریات اور رعایا کے مطابق لوازمات بہت زیادہ ہوں گے۔ جو امیر المومنین ہو اس کی ضروریات والیٔ خراسان سے بھی زیادہ ہوں گی۔ لیکن جس کی بادشاہی مشرق سے مغرب، شمال سے جنوب (اور عرش معلی سے تحت الثریٰ تک ہو) اس کیلئے تو بہت زیادہ خزانے درکار ہیں تاکہ وہ اپنی مملکت کا بخیر وخوبی انتظام والصرام کر سکے...... اور ہمارے آقا ومولیٰ ﷺ وہ ذات مبارکہ ہیں جن کو زمین پر بسنے والی ساری مخلوق کی جانب بھیجا گیا ہے۔ خواہ انسان ہوں یا جنات...... الخ

(جواہر البحار (اردو) از علامہ نبہانی صفحہ نمبر ۱۹۴، ۱۹۷ جلد اول (تلخیص) طبع لاہور ۱۹۷۵ء)

حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بے شک نبی کریم ﷺ ساری مخلوق کے سردار اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ آپ سے اونچا مرتبہ اور کسی کا نہیں۔

(جواہر البحار (اردو) از علامہ نبہانی صفحہ نمبر ۲۸۷، جلد اول (تلخیص) طبع لاہور ۱۹۷۵ء)

خواجہ محمد معصوم سرہندی (متوفی ۱۰۷۷ھ) نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر چند کے وہاب مطلق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن جس کسی کو فیض پہنچتا ہے وہ حضور علیہ السلام کے وسیلے سے پہنچتا ہے۔ اور مہمات، ملک وملکوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہتمام سے انصرام پاتی ہیں۔ (مقامات امام ربانی صفحہ نمبر ۱۱۲)

امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضور ﷺ کو عرش کے خزانے عطا کیے گئے ہیں جو آپ کے علاوہ کسی اور کو عطا نہیں ہوئے۔ (الخصائص الصغریٰ صفحہ نمبر ۳ طبع لاہور ۱۴۰۶ھ)

عرش کی رفعتیں

حضور ﷺ نے فرمایا کہ سات آسمانوں اور سات زمینوں کی مثال (اللہ تعالیٰ کی) کرسی کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے بیابان میں انگوٹھی پڑی ہوئی ہو اور یہی حقیقت عرش کے مقابلہ میں کرسی کی ہے۔ (مفردات القرآن صفحہ نمبر ۶۸۶ طبع لاہور)

حضور پر نور ﷺ کا مقام محبوبیت پر فائز ہونا

۱۔ حضرت عمرو بن قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں تو ہم آخر ہیں اور قیامت کے دن اوّل ہوں گے اور ایک بات بغیر فخر کے کہتا ہوں، ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں اور موسیٰ علیہ السلام اس کے مقبول ہیں اور میں اس کا حبیب ہوں۔۔۔ الخ (سنن داری از ابو محمد عبداللہ سمرقندی (م ۲۵۵) صفحہ نمبر ۶۳)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے چند صحابی بیٹھے ہوئے آپ کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ باہر تشریف لائے یہاں تک کہ جب ان کے قریب پہنچے تو سنا کہ وہ کچھ بات کر رہے تھے، تو آپ نے ان کی بات سنی۔ ایک شخص کہہ رہا تھا کہ تعجب ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات میں سے حضرت ابراہیم کو خلیل اللہ بنایا تو ابراہیم اس کے خلیل ہوئے اور ایک اور نے کہا اس آیت سے تعجب خیز کوئی بات نہیں "وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا" اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔ اور ایک اور نے کہا تو عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کلمہ اور اس کی روح ہیں اور ایک اور نے کہا آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالم میں سے چن لیا۔ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کو سلام کیا اور فرمایا کہ میں نے سن لیا تھا تمہارا کلام اور تمہارا یہ تعجب کہ ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں وہ ایسے ہی ہیں، اور یہ کہ موسیٰ اس کے ہمراز ہیں، وہ ایسے ہی ہیں اور یہ کہ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے (تمام عالم میں سے) چن لیا، وہ ایسے ہی ہیں۔ لیکن جان لو کہ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور یہ فخر نہیں کہتا۔ الخ

(سنن داری صفحہ نمبر ۱۶ طبع کراچی ٭ الشفا صفحہ نمبر ۳۲۱ جلد اوّل طبع لاہور ۱۹۸۰ء)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزماں ﷺ سے فرمایا کہ میں نے تمہیں اپنا خلیل بنایا ہے اور توریت میں تمہارے متعلق لکھ دیا ہے کہ تم رحمٰن کے حبیب ہو

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کا اپنے بندوں سے محبت کرنے کا مفہوم

قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، رب العزت جل جلالہٗ کا اپنے بندے سے محبت کرنا یہ ہے کہ سعادت مندی کے کاموں پر اسے قائم کر دیتا ہے۔ برائیوں سے اس کی حفاظت کرتا ہے، نیکیوں کی توفیق بخشتا ہے، اپنے قرب کے اسباب اس کیلئے مہیا کر دیتا ہے اور اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ محبت کی انتہا یہ ہے اس کے دل سے پردے ہٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے اپنے دل سے دیکھتا ہے اور چشم بصیرت کے ساتھ اس کی جانب دیکھتا ہے

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث شعر میں فرماتے ہیں:

اے میرے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ میں تو آپ کو مالک ہی کہوں گا کیونکہ آپ مالک مطلق جل شانہٗ کے حبیب ہیں اور مقام محبت میں محبوب اور محب میں میرے تیرے کا سوال ہی نہیں ہوتا۔ درج ذیل آیات قرآنی اس بات پر شاہد ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہما نے وعدہ الٰہی اتمام نعمت کے بارے میں فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزماں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنا حبیب بنایا اور آپ کی حیات مبارکہ کی قسم فرمائی اور آپ کی شریعت مطہرہ سے دیگر شرائع کو منسوخ کر دیا...... آپ کو ہر سرخ و سفید یعنی جملہ بنی آدم کا نبی بنایا۔ آپ کیلئے مال غنیمت کو حلال قرار دیا۔ آپ کو گنہگاروں کی شفاعت کرنے والا اور شفاعت کا ماذون و مختار بنایا اور حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کا آپ کو سردار بنایا۔ اور آپ کے ذکر کو اپنے ذکر سے اور آپ کی رضا کو اپنی رضا کے ساتھ ملایا۔ اور آپ کو عقیدہ توحید کا ایک رکن قرار دیا ہے۔

اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے "اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ" فرمایا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے بیعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنے

والے قرار دیتے ہوئے آگے فرمایا ہے کہ "یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ" "ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے"...... یہ استعارہ اور تجنیس کلام کے طور پر ہے۔ اس سے عقد بیعت کو موکد کرنا اور بیعت لینے والے کے منصب کی رفعت کا اظہار کرنا مقصود ہے۔ اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ نے یوں بھی ارشاد فرمایا ہے۔ فلم تقتلوهم ولكن الله قتلهم وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (پ ۹ سورۃ انفال آیت ۱۷)

ترجمہ: "تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا۔ اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی وہ تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی"۔

یہ کلام حقیقت پر مبنی ہے کہ فی الحقیقت، اللہ رب العزت ہی قاتل ورامی ہے۔ کیونکہ افعال عباد کا خالق وہی تو ہے۔ کنکریاں اور مٹی پھینکنا بھی تو اسی کی قدرت اور مشیت کے تحت تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیتے ہوئے فرمایا: "مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ" "جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا"۔

(الشفاء از قاضی عیاض مالکی اندلسی صفحہ نمبر ۵۳ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۰ء)

چونکہ فرقہ وہابیہ نجدیہ مقام محبت سے بے خبر ہے اس لئے ان کا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے زیر بحث شعر پر طنز وتنقید کرنا بجا ہے۔

پروفیسر ابوبکر غزنوی لکھتے ہیں:

من لم یذق حرق الہوی

لم یدر ماجہد البلاء

جس نے عشق کی سوزش کا مزا نہیں چکھا، وہ محبت کی ان کیفیتوں کو کیا جانے۔

(ابتدائیہ اولیائے بہاولپور صفحہ نمبر ۱۳ طبع لاہور ۱۹۸۲ء)

امیر حمزہ کے چچازاد بھائی سید نور الحسن بخاری مقلد وہابی (یعنی دیوبندی) درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں: "رسول کا عمل خدا کا عمل"

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کے بعض اعمال وافعال کو اپنی طرف نسبت دیتے ہوئے انہیں اپنا فعل وعمل قرار دیا۔ ارشاد فرمایا: وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ﴿پ۹ سورہ الانفال آیت نمبر ۱۷﴾

جب آپ نے (جنگ بدر میں مٹھی بھر خاک) پھینکی (درحقیقت) آپ نے نہیں پھینکی لیکن وہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ غزوہ بدر میں جنگ کی شدت کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مٹی اور کنکریوں کی مٹھی بھر کر لشکر کفار کی طرف پھینکی۔ قدرت خداوندی سے مٹی کا ذرہ ہر کافر کی آنکھ میں پہنچا، وہ آنکھیں ملنے لگے، ادھر اصحاب رسول نے دھاوا بول دیا اور اسلام کی فتح ہوگئی۔

تو گو بظاہر کفار کی طرف مشت خاک آپ ہی نے پھینکی تھی، لیکن درحقیقت خدائی ہاتھ کارفرما تھا۔ اور قدرت خداوندی ہی سے مٹھی بھر کنکریوں نے مسلح فوج کے منہ پھیر دیئے۔ اس لئے فرمایا کہ آپ نے نہیں دراصل ہم نے خود وہ مشت خاک پھینکی تھی۔ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۚ ﴿پ ۲۶ سورہ الفتح آیت نمبر ۱۰﴾ یہ حقیقت ہے جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ (دراصل) اللہ سے بیعت کر رہے ہیں ان کے ہاتھوں کے اوپر خدا کا ہاتھ ہے۔

چونکہ نبی خدا کی طرف سے بیعت لیتا ہے اور اطاعت خداوندی ہی کی بیعت لیتا ہے اس لئے نبی سے بیعت کرنا گویا خدا سے بیعت کرنا ہے اور نبی کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہے۔ اور جو لوگ نبی کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اللہ کی رضا حاصل کر لیتے ہیں۔ درحقیقت خدا کا دست رحمت وحمایت انکے ہاتھوں کے اوپر ہوتا ہے۔

(اسلام میں صحابہ کرام کا مقام، از نور الحسن بخاری صفحہ نمبر ۱۹۱، ۱۹۰)

جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی

رہے عزت و اعتلائے محمد
کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد (فاضل بریلوی)

حل لغات: شایاں: لائق۔ جلوس: بیٹھنا۔ سلطان: والی۔ سردار: آقا۔ والا: بلند مرتبہ۔ زہے: کلمہ تحسین، واہ واہ۔ عزت: توقیر، منزلت۔ اعتلا ئے: اونچا ہونا، بلند ہونا، اعلیٰ ہونا۔ عرش حق، عرش خدا: پا۔ پاؤں۔ زیر: نیچے۔

امام راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) لکھتے ہیں۔ عرش الٰہی سے صرف نام کی حد تک ہم واقف ہیں۔ اور اس کی حقیقت انسان کے فہم سے بالاتر ہے۔ اور بادشاہ کے عرش کی طرح نہیں ہے جیسا کہ عوام خیال کرتے ہیں کیونکہ اس صورت میں تو عرش باری تعالیٰ کا حامل قرار پائے گا۔ نہ کہ محمول، حالانکہ ذات الٰہی اس سے بالاتر ہے۔ (کوئی چیز اسے اٹھائے) ارشاد باری تعالیٰ ہے: "رَفِيعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ" (پ ۲۴ سورۃ المومن)

ترجمہ: "وہ مالک درجات عالی اور صاحب عرش ہے"۔

اور ان کے ہم معنی دیگر آیات ہیں۔ بعض نے کہا کہ ان سے حق تعالیٰ کی سلطنت اور حکومت کی طرف اشارہ ہے۔ ورنہ اس کے یہ معنی نہیں کہ عرش باری تعالیٰ کا ٹھکانہ اور مسکن ہے۔ (مفردات القرآن صفحہ نمبر ۶۸۹ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

حضرت امام ربیعہ بن ابی عبدالرحمن تیمی (م ۱۳۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے عرش پر استواء کا کیا معنی ہے؟ فرمانے لگے، استواء معلوم ہے کیفیت مجہول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغام دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنچا دیا ہے، ہمارا کام تصدیق کرنا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ از علامہ ذہبی (م ۷۴۸ھ) صفحہ نمبر ۱۴۰ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

مفتی اقتدار احمد خاں نعیمی فرماتے ہیں:

نیز وہی اللہ ہے جس نے عرش پر قہر جلال کا غلبہ فرمایا کہ قانون الٰہیہ کا مرکزی مقام، انوار اللہ کا مخزن عرش کو بنایا۔ مگر یہ بھی تمہاری نظر، نگاہ، عقل اور فہم وشعور سے پوشیدہ ہے۔ (تفسیر نعیمی صفحہ نمبر ۲۳۹ جلد ۱۳ طبع لاہور ۱۹۹۴ء)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا استواء معلوم ہے، کیفیت غیر معلوم ہے۔ اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۱۶۷ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

عرش کے متعلق وہابیہ کا عقیدہ

نواب صدیق الحسن غیر مقلد لکھتے ہیں: خدا عرش پر بیٹھا ہے اور عرش اس کا مکان ہے اور دونوں قدم اپنے کرسی پر رکھے ہیں۔ اور کرسی اس کے قدم رکھنے کی جگہ ہے اور ذات خدا کی جہت فوق اور طرف علو میں ہے اور اس کو فوقیت جہت کی ہے نہ فوقیت رتبے کی۔ اور وہ عرش پر رہتا ہے اور اترتا ہے ہر شب کو ہاتھ اور قدم اور ہتھیلی اور انگلیاں اور دو آنکھیں اور منہ پنڈلی وغیرہ سب چیزیں بلا کیف ثابت ہیں اور جو آیتیں اس بارے میں ہیں سب محکمات ہیں آیات متشابہات نہیں ان آیات واحادیث میں تاویل نہ کرنا چاہیے۔ سب آیتیں اور حدیثیں اپنے ظاہری معنی پر محمول ہوں گی۔ اور اسی ظاہری معنی پر عمل اور اعتقاد رکھنا چاہیے۔

(رسالہ الاحتوا علی مسائلۃ الاستواء تصنیف نواب صدیق الحسن مطبوعہ گلشن اردو لکھنؤ)

(بحوالہ فتح المبین از مولانا منصور علی مراد آبادی صفحہ نمبر ۲۳۶ طبع گوجرانوالہ)

پہلے شعر کا مفہوم

مولانا احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جس ذات مقدسہ کے شایان عرش خدا پہ جلوہ گر ہونا ثابت ہے وہ بلند مرتبے والے سلطان و سردار ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

دوسرے شعر کا مفہوم

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ واہ واہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا توقیر و منزلت اور آپ کا کس قدر بلند مقام ہے کہ آپ شب معراج عرش حق پر تشریف لے گئے اور عرش الٰہی آپ کے قدمین شریفین کے زیر رہا، یعنی آپ شب معراج بہت ہی بلندیوں پر تشریف لے گئے۔

حدیث مبارکہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: آپ سے دریافت کیا گیا......

"من سید العرب؟ قالوا انت یا رسول اللہ، فقال، انا سید ولد آدم، وعلی سید العرب"۔

﴿رواہ الطبرانی فی الاوسط ☆ جمع الفوائد از محمد بن محمد بن سلیمان فاسی مغربی صفحہ نمبر ۳۶۷ جلد ۲ طبع لاہور﴾

یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمام بنی نوع انسان کا سردار (سلطان) ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ عرب کے سردار ہیں۔

حدیث مبارکہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے ذکر کیا کہ میں نے پایا آسمان پر، آدم اور ادریس اور موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم (علیہم السلام) کو، اور ان کے منازل اور مقامات کی کیفیت بیان نہیں کی، صرف یہ ذکر کیا کہ آسمان دنیا پر آدم (علیہ السلام) کو پایا اور ابراہیم (علیہ السلام) کو چھٹے آسمان پر۔ ابن شہاب نے کہا مجھ کو ابن حزم نے خبر دی کہ ابن عباس اور ابوحبہ انصاری کہتے تھے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ مجھ کو لے جایا گیا کہ میں ایک ہموار بلند مکان پر چڑھا تو میں اس میں قلموں کے لکھنے کی آوازیں سنتا تھا۔ الخ

﴿مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۵۸ جلد ۳ (عربی اردو) طبع لاہور﴾

﴿خصائص الکبریٰ از سیوطی (م ۹۱۱ھ) صفحہ نمبر ۳۳۳ جلد اول طبع کراچی﴾

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) احادیث معراج کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "پھر حضور ﷺ نے فرمایا، اس کے بعد میرے لئے سبز رنگ کی رفرف بچھائی گئی جس کا نور آفتاب کے نور پر غالب تھا۔ اس سے میری آنکھوں کا نور چمکنے لگا، مجھے اس رفرف پر بٹھایا گیا وہ مجھے لے کر روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ میں عرش پر پہنچا اس کے بعد ایک ایسا امر عظیم دیکھنے میں آیا جس کی توصیف سے زبانیں قاصر ہیں"۔

(مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۳۰۶ جلد اول طبع کراچی ۱۹۷۱ء)

حضرت شریک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اسکے بعد براق آپ کو ساتویں آسمان اور سدرۃ المنتہیٰ پر لے گیا اور اس سے بھی آگے ایسے مقام تک پہنچے جس کے متعلق باری تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

(الشفا از قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) صفحہ نمبر ۲۷۹ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۰ء)

علامہ محی الدین شیخ اکبر (۵۴۳ھ) لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ جبریل امین کو الوداع کہہ کر رفرف لانے والے فرشتے کے ہمراہ عرش معلیٰ کی جانب پرواز کرنے لگے، وہاں آپ نے قلموں کے تختیوں پر چلنے کی آوازیں سنیں..... اس کے بعد آپ تجلیات میں گم ہو گئے۔ اور جو فرشتہ آپ کے ساتھ آیا تھا (رفرف لے کر) وہ پیچھے ہی آپ سے جدا ہو گیا تھا..... ان تجلیات کے باعث آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔...... الخ (جواہر البحار صفحہ نمبر ۲۲۳ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۵ء)

مولوی اشرف علی تھانوی (مقلد وہابی) لکھتا ہے:
شفاء الصدور کی ایک روایت میں ہے کہ بعد قطع حجابات کے ایک رفرف یعنی مسند میرے لئے اتاری گئی اور میں اس پر رکھا گیا پھر مجھ کو اوپر اٹھایا گیا، یہاں تک کہ میں عرش تک پہنچا تو میں نے ایسا امر عظیم دیکھا کہ زبان اس کو بیان نہیں کر سکتی۔
(نشر الطیب صفحہ نمبر ۷۷ از اشرف علی تھانوی طبع تاج کمپنی لاہور)

وہابی نجدی شعراء کا کلام

چڑھیا مار چلاک براق اُتے پہنچا اقصیٰ تے پھر افلاک اُتے
پھر قاف دی دے پردے وچہ ہوئیاں گلاں عبد تے رب قدیر دیاں
(گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام صفحہ نمبر ۹۱ طبع فیصل آباد)

براق جو چالاک لے کے چڑھ گیا افلاک تے
قاب قوسین دا درجہ میرے بدر منیر دا
(گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام صفحہ نمبر ۹۰ طبع فیصل آباد)

اودن جوڑے فلکاں تے چڑھ جان والا
میں نبیاں دی اوستوں رسائی وار دیواں
(گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام صفحہ نمبر ۹۷ طبع فیصل آباد)

جتھے رات معراج سرکار پہنچی
ستاں فلکاں توں چڑھ جا پار پہنچی

مقام اس تے نبیاں چوں جا کوئی نہیں سکدا

(گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام صفحہ نمبر ۱۱۶ طبع فیصل آباد)

ے میں صدقے جس جگہ سردار دو عالم رہے پھر دے
اوہناں نورانی گلیاں وچ چلو اک وار ہو چلیے

(کلیات صمصام از مولوی علی محمد صمصام صفحہ نمبر ۲۶ طبع فیصل آباد)

ے ہور نہ ہستی کوئی اس دے شان دی
جھوک مدینے والے احمد سلطان دی

دیکھیے ان اشعار میں مولوی علی محمد صمصام (غیر مقلد وہابی) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شب معراج نعلین (یعنی جوتیوں مبارکہ) سمیت عرش پر جانے اور قاب قوسین کے مقام پر فائز ہونے کے قائل ہیں نیز محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو سردار دو عالم اور سلطان بھی تسلیم کر رہے ہیں۔

مگر امیر حمزہ کی قلم وہابیوں کیلئے حرکت میں نہیں آتی۔ آخر کیوں؟

نیز دیکھیے!

ے کل نبیاں تھیں اوّل تینوں اندر حشر بولاساں
عرش منور اوپر تینوں اپنے کول بٹھاساں

(اکرام محمدی از مولوی عبدالستار وہابی صفحہ نمبر ۳۳ طبع لاہور)

کیا اس وقت عرش حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمین شریفین کے نیچے نہ ہوگا، ذرا ہوش و حواس کو برقرار رکھتے ہوئے جواب ارشاد فرمائیں۔

ے بخشی سرور عالم تائیں عالم دی سرداری
وقت حیاتی بعد حیاتی حکم برابر جاری

دیکھیے اس شعر میں مولوی عبدالستار صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سرور عالم تسلیم کر رہے ہیں اور لکھتے ہیں اب بھی ان ہی کا حکم جاری و ساری ہے۔

ے امیر حمزہ صاحب! کیا یہ شعر وہابیت کے گلے پر چھری نہیں چلا رہا؟

؎ حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو (فاضل بریلوی)

حل لغات: شہنشاہ: سلطان، سردار۔ کعبہ: چار گوشوں والی شئے، بیت اللہ کا نام، قبلہ، دنیا میں پہلا خانہ خدا، جس کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام نے آج سے ۴ ہزار برس پہلے ڈالی تھی۔ اور جو کہ چار گوشوں والی ایک عمارت ہے جس کی طرف منہ کر کے تمام دنیا کے مسلمان نماز (قیام، رکوع، سجود) کرتے ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے حاجیو! آپ نے کعبہ تو دیکھ لیا اب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی بھی زیارت کرو جس میں وہ عظیم المرتبت ہستی جلوہ گر ہے جو کہ کعبے کا بھی کعبہ ہے۔ اور آپ کی پیدائش کے وقت عمارت کعبہ جھکی اور سجدۂ شکر بجالائی، چونکہ تمام مسلمان کعبہ کی طرف جھکتے اور سجدہ ادا کرتے ہیں اور خود کعبہ شب ولادت مقام ابراہیم کی طرف جھکا اور سجدہ بجالایا، اس نسبت سے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے روضہ مبارک کو کعبے کا کعبہ فرمایا ہے (یعنی اس قبر مکرم میں وہ ہستی جلوہ فگن ہے جس کی ولادت کے وقت کعبہ مقام ابراہیم کی طرف جھکا تھا) جیسا کہ درج ذیل روایت سے ثابت ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حضرت عبدالمطلب سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ شب ولادت میں کعبہ کے پاس تھا جب آدھی رات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف جھکا اور سجدہ کیا۔ اور اس سے تکبیر کی آواز آئی کہ اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد مصطفٰے الآن قد طہرنی ربی من انجاس الاصنام وارجاس المشرکین" اللہ بلند و بالا ہے اللہ بلند و بالا ہے۔ وہ رب ہے، محمد مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) کا۔ اب مجھے میرا رب بتوں کی پلیدی اور مشرکوں کی نجاست سے پاک کر دے گا"۔

(مدارج النبوۃ، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۱۷ جلد ۲ طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

اس روایت کو مولوی عبدالستار غیر مقلد وہابی پنجابی زبان میں یوں نظم کیا ہے۔

عبدالمطلب ذکر سناوے دادا پاک نبی دا
جس دم حضرت پیدا ہویا دوست رب جلی دا
کیا اسرار عجیبہ مینوں قدرت پاک دکھایا
اچا جھتی ڈولیا، کعبہ سجدے اندر آیا
جھڑ پے سب تخت اتوں اندر حال خواری
پر اس ویلے میں ایک غیبوں سنی آواز پیاری

(اکرام محمدی ساز مولوی عبدالستار وہابی صفحہ نمبر ۲۵۶،۲۵۵ طبع لاہور)

منجدھار پہ آکر ناؤ ڈوبی ...... دے ہاتھ کہ ہوں میں پار آقا
گرداب میں پڑ گئی کشتی ...... ڈوبا ڈوبا اتار آقا

(فاضل بریلوی)

حل لغات: منجدھار: سمندر یا دریا کا وسط۔ ناؤ: کشتی۔ گرداب: بھنور

شرح: نعت کی مشہور سات قسمیں ہیں:

(۱) توصیفی انداز نعت۔ (۲) عشقیہ انداز نعت۔ (۳) غزلیہ انداز نعت۔ (۴) مقصدی انداز نعت۔ (۵) تاریخی انداز نعت۔ (۶) نعت میں استمداد و استغاثہ کا انداز۔ (۷) نعت میں صلوٰۃ وسلام کا انداز۔

نعت میں استمداد و استغاثہ کا انداز

جناب ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں:

نعت کا ایک اہم اور مشہور انداز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں اپنے حالات اور درپیش مسائل اور مصائب و آلام اور مشکلات کا اظہار کر کے ان سے مدد طلب کرنا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ اور استمداد اور آپ کے حضور فریاد اور مشکل کشائی اور حاجت روائی کیلئے آپ کی بارگاہ رحمت میں سوال، آغاز نعت ہی سے نعت کے اجزائے ترکیبی میں شامل رہا ہے ہر عہد، ملک اور زبان کے شعراء نے نعت میں رفع مشکلات، شفائے امراض، حصول مقاصد اور مصائب و مسائل سے نجات حاصل کرنے کیلئے سید کونین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور اپنی عرضداشت پیش کی ہے۔

دراصل مصائب و آلام اور کرب و اندوہ میں مسلمانوں کی نگاہ رحمۃ للعالمین ہی کی جانب اٹھتی ہے اسے جب کوئی انفرادی یا اجتماعی غم کا سامنا ہوتا ہے وہ آپ ہی سے داد رسی کا طلبگار ہوتا ہے۔ چونکہ اس کے نزدیک دنیا و آخرت کا ملجا و ماویٰ آپ ہی ہیں۔ اس لئے وہ مصائب میں آپ ہی کو التجائے کرم اور تمنائے لطف کا مرکز و محور مانتا ہے اسے جب کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے وہ آپ ہی سے رجوع کرتا ہے وہ شدت اخلاص سے محسوس کرتا ہے کہ کثرت آلام و مصائب میں آپ کی ذات بابرکات ہی نجات دلا سکتی ہے۔ اور آپ ہی ہر مشکل مرحلے پر چارہ سازی فرما سکتے ہیں انفرادی یا اجتماعی حاجت و معیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطاء و رحمت کے حصول کا پیرایہ، حضور سے استعانت کرنے، مدد لینے اور حاجت پوری کرنے کی استدعا کا یہ انداز کم و بیش ہر نعت گو شاعر کے کلام میں نظر آتا ہے۔ انفرادی نوعیت کی نعتوں میں حضرت امام بوصیری کا مشہور قصیدہ جو "قصیدہ بردہ" کے نام سے مشہور ہے قابل ذکر ہے جس میں شاعر نے فالج کے مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے آپ کے حضور درخواست گزاری۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور فریاد و استغاثہ کا محرک کوئی معاشرتی سانحہ بھی ہو سکتا ہے

۔بعض اوقات شاعر انفرادی مصائب کے علاوہ اپنے گرد و پیش میں کسی ایک
حادثے سے اس طرح متاثر ہوتا ہے کہ اس کے احساس کی شدت دربار رسالت میں
استغاثے کی شکل اختیار کر لیتی ہے کسی دوسرے فرد یا طبقہ کی بے چارگی و بربادی اور
بے گناہ پر کیے ہوئے تشدد کے خونچکاں واقعات پر بھی ایسی نظمیں کہی گئی ہیں۔ جن پر
نعت کا عنوان تو نہیں مگر جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں استغاثے کا انداز پوری شدت
سے موجود ہے مثلاً نیر واسطی نظم بہ عنوان "بحضور رسالت مآب" جو انہوں نے ایک معصوم
اور مظلوم دوشیزہ پر کسی درندہ صفت کی طرف سے کی گئی زیادتی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور
استغاثے کی شکل میں پیش کی۔

انفرادی و سماجی مصائب کے علاوہ استغاثہ کا ایک محرک ایسا المیہ عظیم بھی ہوتا ہے جو
پوری ملت اسلامیہ کو ہلا کے رکھ دیتا ہے، اور جس کے نتیجہ میں رونما ہونے والی تباہی،
بربادی کا احساس مدتوں تک پوری ملت کو خون کے آنسو رلاتا ہے اجتماعی نوعیت کے ان
المیوں پر لکھے گئے نعتیہ استغاثوں میں زوال بغداد پر شیخ سعدی کا استغاثہ انتہائی موثر
ہے۔ جس میں وہ کہتے ہیں۔

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سر بروں آور قیامت را ببیں"

برصغیر پاک و ہند میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ہندی مسلمانوں کی زوال
آمادہ حالت پر حالی کی مشہور نظم

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے

(مسدس حالی صفحہ نمبر ۱۲۵)

طرابلس کی جنگ پر علامہ اقبال کا مختصر مگر موثر استغاثہ بہ عنوان حضور رسالت مآب
میں قابل ذکر ہے۔

قیام پاکستان کے فوراً بعد فسادات کے نتیجہ میں مسلمانوں کا جو کشت و خون ہوا۔
بیت المقدس پر اسرائیل کے غاصبانہ قبضہ (۱۹۶۷ء) سقوط ڈھاکہ (۱۹۷۱ء) افغانستان

...روسی فوجوں کا استعمار اور بربریت (۱۹۸۰ء) اور قومی وملی مصائب وآزمائش کے ...مواقع پر بھی نعت گو شعراء کے کلام میں فریاد واستغاثہ اور استمداد کی لے تیز ہو جاتی ہے۔ استغاثہ واستمداد کے اسلوب میں جو نعتیں زیادہ مشہور ومؤثر ہوئیں ان کی نوعیت اجتماعی مصائب اور ملت کیر المیوں سے متعلق ہے۔ ظاہر ہے کہ جتنا جانکاہ اور بڑا ...ہوگا، شاعر کی فریاد میں التجا اور گریہ وزاری کی کیفیت اتنی ہی شدید ہوگی اس کا دوسرا ...یہ بھی ہے کہ اجتماعی نوعیت حزن وکرب اور شکست وزوال کے اثرات کا دائرہ ...عام انفرادی یا گروہی مصائب سے کہیں زیادہ بڑا ہوتا ہے لہٰذا تاریخی نوعیت کے ...ایسی جانگسل یادیں اور اثرات کئی عہدوں اور نسلوں کے اذہان وقلوب کو رلاتے رہتے ہیں۔ اس لئے اس انداز کی نعتوں کے قارئین کی اپنی التجا بھی ان میں منعکس ہوتی رہتی ہے اور ہر نئے ملی سانحے پر سابقہ استغاثہ وفریاد کا اعادہ ہوتا رہتا ہے۔

اجتماعی نوعیت کے مصائب وشدائد پر لکھے گئے نعتیہ استغاثوں کی تخلیق میں عموماً درج ذیل عناصر شاعر کے پیش نظر ہوتے ہیں۔

۱)۔ شدتِ آلام کے سامنے اپنی بے بسی کا انتہائی احساس جسے حالی کے الفاظ میں "وقتِ دُعا" کہا جا سکتا ہے۔

۲)۔ ذکرِ مصائب اور التجائے کرم کا مرحلہ یعنی شاعر امتِ مسلمہ کی تباہی وبربادی اور درماندگی وبے چارگی اور اقوامِ عالم کی ذلت ورسوائی کا رونا رو کر حضور اکرم ﷺ سے امت کے حال پر کرم کرنے اور درپیش مصائب کے رفع کرنے کی درخواست کرتا ہے۔

کبھی کبھار شاعر کے لب ولہجہ میں دبی دبی شکایت بھی نظر آتی ہے کہ یہ ظلم ہم پر صرف مسلمان ہونے کے سبب ڈھائے جا رہے ہیں۔ نیز اے پیغمبر (ﷺ) آپ پر سب حقیقت حال واضح ہے پھر بھی کیا سبب ہے، کہ آپ ہماری چارہ سازی نہیں فرما رہے۔ آپ ہماری خطاؤں اور کوتاہیوں سے درگزر کریں اور خدارا اس پریشانی میں ہماری مدد فرمائیں۔ فریاد و استغاثہ کے اس مرحلے پر عام طور پر شاعر آپ کے اسمائے صفات رحمۃ للعالمین، شافع روزِ جزا، نبی رحمت، آیۂ رحمت، رحمتِ کل، رحیم، کریم اور اسی طرح کے دوسرے اسمائے صفات

سے خطاب کرتا ہے اور اسلام کے عہد زریں، برگزیدہ صحابہ کرام اور خاص طور پر اہل بیت کا واسطہ دے کر آپ سے اپنے مسائل اور مشکلات کے حل وعقد کا آرزومند ہوتا ہے۔ یوں شاعر فریاد کا ایک ایسا آہنگ اور پیرایہ اظہار کر لیتا ہے جس میں دردمندی التجا اور گریہ وزاری کی بے نمایاں اور بڑی تاثیر ہوتی ہے۔

مرتبین نے انفرادی و معاشرتی اور ملکی وملی و مشکلات اور آلام و مصائب پر لکھے گئے استغاثوں کو جداگانہ طور پر بھی مرتب کیا ہے ''اغثنی یارسول اللہ'' ایک ایسا ہی مجموعہ نعت ہے جو اردو سرائیکی، سندھی، ترکی اور ہندی زبانوں میں لکھے گئے استغاثوں پر مشتمل ہے۔ ''لمعات نور'' کے مصنف نے بھی اردو شاعری کے موضوع اور صنف وار انتخاب میں ''عرض دربار رسول میں'' کے عنوان سے اجتماعی مصائب سے متعلقہ استغاثوں کو ایک علیحدہ باب میں درج کیا ہے اس باب میں اگرچہ استغاثوں کی تعداد کم ہے مگر یہ اپنے لکھنے والوں کے عہد کے المیوں کے حوالے سے نعت میں استغاثہ واستمداد کے انداز کی قابل ذکر مثال ہیں۔ (نقوش رسول نمبر صفحہ نمبر ۲۲۸ تا صفحہ نمبر ۵۰ جلد دہم شمارہ ۱۳۰ جنوری ۱۹۸۴ء)

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار میں بھی اسی قسم کے استغاثہ کا ذکر ہے۔ پہلے شعر میں فرماتے ہیں: اے میرے آقا میری کشتی سمندر یا دریا کے درمیان ڈوب رہی ہے میری استمداد (مدد) فرمایئے کہ میں کنارے تک پہنچ جاؤں۔ دوسرے شعر میں فرماتے ہیں کہ اے میرے آقا میری کشتی بھنور میں پھنس گئی ہے۔ میں بالکل ڈوبنے کے قریب ہوں مجھے بچایئے اور کنارے پر لگایئے۔

اس کی دو صورتیں ہیں کہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت سماعت سے اس کی فریاد سن کر خداوند قدوس سے دست بدعا ہوتے ہیں رب کائنات فوراً دعا کو شرف قبولیت بخش کر مصیبت زدہ کی مصیبت کو رفع فرما دیتے ہیں۔ یا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہمت باطنی سے اس کی مشکل کو حل فرما دیتے ہیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت ورضا کے تحت ہوتا ہے۔

محبوب کبریا ﷺ کی قوتِ سماعت

حدیث: ترمذی و ابن ماجہ اور ابو نعیم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، تم آسمان کے چرچرانے کی آواز نہیں سنتے اور آسمان کا چرچرانا درست ہے کیونکہ اس میں چار انگل بھی ایسی جگہ نہیں ہے۔ جہاں فرشتہ پیشانی رکھے سجدہ نہ کر رہا ہو۔

﴿ابن ماجہ صفحہ نمبر ۵۵۶ جلد ۲ طبع لاہور ۱۹۸۳ء﴾

حدیث: ابو نعیم نے حکیم بن حزام سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز صحابہ کرام کے درمیان تشریف لائے، حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: تم سنتے ہو جس آواز کو میں سن رہا ہوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم تو کوئی آواز نہیں سنتے فرمایا میں آسمان کے چرچرانے کی آواز سن رہا ہوں اور چرچرانے میں اس کو ملامت نہیں کیونکہ آسمان میں بالشت بھر جگہ ایسی نہیں جس پر فرشتے قیام و سجود نہ کر رہے ہوں۔

﴿خصائص کبریٰ صفحہ نمبر ۱۶۵ جلد اول طبع کراچی ۱۹۷۶ء﴾

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا۔ اور آپ اُن دنوں میں چہل روز تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مادر مشفقہ نے میرا ہاتھ مضبوط باندھ دیا تھا اُس کی اذیت سے مجھے رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا؟ آپ اُن دنوں میں چہل روزہ تھے یہ حال کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا کہ لوحِ محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا حالانکہ شکم مادر میں تھا۔ فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے۔ اور میں ان کی تسبیح کی آواز سنتا تھا حالانکہ میں شکم مادر میں تھا۔ ﴿مجموعہ فتاویٰ از مولانا عبدالحی لکھنوی صفحہ نمبر ۵۶ جلد اول طبع لکھنؤ ۱۹۲۵ء﴾

حدیث: صلح حدیبیہ کے معاہدہ کی ایک شق یہ بھی تھی کہ جو قبیلہ چاہے وہ رسول اللہ ﷺ کی پناہ میں آجائے اور جو چاہے قریش کی امان میں آجائے۔ بنو بکر قریش کی حفاظت میں آگئے، بنو خزاعہ رسول اللہ ﷺ کی پناہ میں آگئے (اور ان میں سے بکثرت

لوگ مسلمان ہو گئے جیسا کہ عمرو بن سالم کے اشعار سے ظاہر ہے) بنو خزاعہ اس سے پہلے بھی حضور ﷺ کے حلیف (ہم عہد) تھے۔ صلح حدیبیہ کی رو سے لازم تھا کہ اگر دونوں قبیلے آپس میں لڑیں، تو یہ قریش ان کے درمیان مداخلت نہیں کریں گے۔ اس حادثہ کا سبب یہ ہوا کہ بنو بکر کے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہے، اشعار بنو خزاعہ کے ایک غلام نے سن لئے اور اس نے اس شخص کا سر پھاڑ ڈالا، اس سے دونوں قبیلوں میں جنگ چھڑ گئی۔ بنو بکر نے قریش سے مدد طلب کی اور قریش نے سوچ کر اتنی دور سے حضور علیہ السلام کو اس واقع کا کیا علم ہوگا، رات کے وقت شب خون مارا اور بیس یا تیس مسلمانوں کو شہید کر دیا۔

اس موقع پر عمرو بن سالم خزاعی رضی اللہ عنہ رات کو گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں رزمیہ شعر پڑھ رہے تھے جن میں حضور ﷺ سے مدد طلب کر رہے تھے حضور ﷺ نے ان اشعار کو اپنے گھر میں سنا اور وہیں سے یہ جواب دیا "نُصِرْتَ" "تمہاری مدد کی گئی۔ پھر تین دن کی مسافت کے بعد وہ مدینہ منورہ پہنچے اور وہاں جا کر تفصیل سے واقعات بتلائے اور یہ واقعہ فتح مکہ کا سبب بنا۔

﴿انسان العیون از علامہ برہان الدین حلبی جلد ۳ ☆ الاستیعاب از حافظ عبدالبر صفحہ نمبر ۴۳۶ جلد ۲﴾

﴿الاصابہ از حافظ ابن حجر عسقلانی صفحہ نمبر ۲۹۷ جلد ۴﴾

طبرانی کی جس روایت میں عمرو بن سالم رضی اللہ عنہ کا حضور ﷺ سے مدد طلب کرنے کا ذکر ہے اس حدیث کو درج ذیل متعدد اجلہ محدثین کے علاوہ شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی نے بھی اپنی کتاب "مختصر سیرت رسول (عربی) صفحہ نمبر ۳۴۳" پر نقل کیا ہے یہ کتاب پاکستان کے غیر مقلدین نے سعودی عرب کی امداد پر شائع کی ہے۔

﴿طبرانی صغیر از ابوالقاسم سلیمان (م ۳۶۰ھ) صفحہ نمبر ۲۰۱ ☆ مواہب لدنیہ از امام قسطلانی﴾

﴿مع زرقانی صفحہ نمبر ۲۹۰ تا ۲۹۲ جلد ۲ ☆ فتح الباری از حافظ ابن حجر صفحہ نمبر ۹۱ جلد ۹﴾

﴿مدارج النبوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۲۸۲ جلد ۲﴾

وفی معجم الطبرانی الصغیر عن میمونۃ انہا سمعت رسول اللہ ﷺ یقول فی متوضئہ لیلا

لبیک لبیک (ثلاثا) نصرت نصرت (ثلاثا) کا نک تکلم انسانا فہل کان معک احد انقال ہذا راجز بنی کعب یستصرخنی ویزعم ان قریشا اعانت علیہم بنی بکر۔

﴿مختصر سیرۃ الرسول (عربی) صفحہ نمبر ۳۳۳ طبع لاہور ۱۳۹۹ھ﴾

ترجمہ: امام طبرانی معجم صغیر میں راوی ہیں کہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک شب سنا کہ آپ نے (وضو فرماتے ہوئے) تین بار لبیک لبیک اور تین مرتبہ تیری مدد کی گئی، فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ کوئی انسان تھا؟ آپ نے فرمایا یہ (قبیلہ خزاعہ) بنی کعب کا رجز خواں تھا جو مجھ سے مدد طلب کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ قریش نے ان کے خلاف بنو بکر کی مدد کی ہے۔ (تین دن کے بعد آپ نے صحابہ کو صبح کی نماز پڑھائی تو میں نے سنا کہ رجز خواں اشعار پیش کر رہا تھا)۔

اگر مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث اشعار لکھنے پر مجرم ہیں تو درج ذیل علماء کرام اور نعت گو شعرا (مسلمانوں) کے متعلق بھی فتویٰ صادر فرمائیں کہ انہوں نے بریلویت کی حمایت اور مشابہت اختیار کی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۶۲ء)

وطلقنی عنی و عن کل راحتی ...... مصائب تقفو مثلہا من مصائب

(۲) اذا ما اتانی ازمۃ مدلہمۃ ...... تحیط بنفسی من جمیع جوانبی

تطلبت ہل من ناصر او مساعد ...... الوذ بہ من خوف سوء العواقب

فلست اری الا الحبیب محمدا ...... رسول الہ الخلق جم المناقب

ومعتصم المکروب فی کل غمرۃ ...... ومنتجع الغفران من کل تائب

(۶) ملاذ عباد اللہ ملجا خوفہم ...... اذا جاء یوم فیہ شیب الذوائب

ترجمہ: نمبر ۱...... پے در پے مصائب ایسے پڑے جس نے مجھے خود اپنی ذات سے اور ہر راحت سے بے نیاز کر دیا۔

نمبر ۲...... جب بھی مجھ پر ایسی افتاد پڑی جس نے ہر طرف سے مجھے دبوچ لیا (اور)۔

نمبر۳...... میں نے (نظر دوڑائی) تلاش کیا کہ ہے کوئی ایسا معاون و مددگار کے دامن میں پناہ لوں اور خوف انجام سے بچ سکوں۔

نمبر۴...... تو مجھے سوائے حبیب (کبریا) محمد ﷺ کے اور کوئی نظر نہیں آتا اور وہ العالمین کے رسول، برگزیدہ اوصاف کے حامل ہیں۔

نمبر۵...... اور وہ جو ہر آفت رسیدہ کی کٹھن گھڑیوں میں پشت پناہی کرتے ہیں ہر توبہ کرنے والے کیلئے (جن کا گھر) مغفرت کا سرسبز باغ ہے۔

نمبر۶...... اس دن جب کہ پرہول وقت ہوگا اور جس کی دہشت سے سیاہ بال سفید ہو جائیں گے اس وقت ڈر سے کانپتے ہوئے بندگان خدا کیلئے آپ ہی ملجا و ماویٰ ہوں گے

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲۴ء)

و ان جرتم علی قلی غیاث ...... بباب المصطفٰے خیر الانام

الیہ توجہی ولہ استنادی ...... و فیہ مطامعی و بہ اعتصامی

و ذکرک سیدی حرزی و حصنی ...... اتیہ بہ علی الجیش اللہام

ترجمہ: نمبر۱...... اے لوگو! اگر تم نے مجھ پر جور و ستم کیا تو میرا فریادرس موجود ہے بارگاہ مصطفےٰ ﷺ کی صورت میں جو ساری دنیا سے اچھے ہیں۔

نمبر۲...... انہیں کی طرف میری توجہ ہے اور انہیں پر میرا اعتماد، انہیں کی ذات میری آرزوؤں کا مرکز ہے، میں نے انہیں کا دامن تھاما ہے۔

نمبر۳...... اور آپ کا تذکرہ میرے سرکار میرا حرز جان ہے اور میرا قلعہ اسی سے میں بڑے بڑے لشکروں پر ہلاکت برساؤں گا۔

مولانا شاہ رفیع الدین ابن شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۱۸ء)

یا کاشف الضراء من مستنجد ...... یا منجیا فی الحشر من والاک

ترجمہ: اے مصائب سے نجات دینے والے فریادی کو اے حشر میں رہائی دلوانے والے اس کو جو آپ سے محبت رکھتا ہو۔

علامہ آزاد بلگرامی (متوفی ۱۷۸۶ء)

غوث الوریٰ غیث الندیٰ غرض المنیٰ ...... کہف الارامل ملجا المسترفد

ترجمہ: (اور کون محمد ﷺ) جو کائنات کیلئے ایک رحمت، خشک زمین کیلئے آسمانی بارش، تمناؤں کیلئے کعبہ مقصود، بیواؤں کیلئے سرپناہ اور بے سہاروں کیلئے ملجا و ماویٰ ہیں۔

مولانا فضل حق خیرآبادی (متوفی ۱۸۶۱ء) رحمۃ اللہ علیہ

لاشک انک غوث الخلق اجمعھم ...... ولا ابالی اباطیل المناکید

ترجمہ: اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ساری مخلوق کی فریاد سننے والے ہیں اور میں اس سلسلے میں کسی کی ہرزہ سرائی کی پرواہ نہیں کرتا۔

شیخ شرف الدین بوصیری (متوفی ۱۲۹۶ء) رحمۃ اللہ علیہ

ھو الحبیب الذی ترجیٰ شفاعتہٗ ...... لکل ھولٍ من الاھوال مقتحم

ترجمہ: وہی ہیں اللہ کے حبیب کہ ان کی شفاعت کی امید ہے ہر ایک خوف کے وقت جو آنے والے خوف ہیں۔

امام زین العابدین علی السجاد بن الحسین (متوفی ۷۱۲ء) رحمۃ اللہ علیہ

یا رحمۃ للعالمین ادرک لزین العابدین ...... محبوس ایدی الظالمین فی الموکب والمزدحم

ترجمہ: اے رحمت عالم! زین العابدین کو سنبھالئے، وہ ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار ہے، حیرانی و پریشانی میں ہے۔

شیخ احمد تھانیسری (متوفی ۱۴۱۷ء) رحمۃ اللہ علیہ

ولیس فی الدین والدنیا و آخرتی ...... سوی جناب رسول اللہ معتمدی

ترجمہ: دین و دنیا اور آخرت میں میرے لئے جناب رسول اللہ (ﷺ) کے سوا کوئی سہارا نہیں، (یا رسول اللہ) آپ کی چوکھٹ کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں۔

شیخ عبدالغنی نابلسی (متوفی ۱۷۳۰ء) رحمۃ اللہ علیہ

وانت باب العطاء والجود یا املی ...... بک الا لہ علی طول المدی یہب

ترجمہ: آپ ہی باب جود و کرم ہیں، اے میرے سہارا! آپ کے توسل سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے بندوں کو نوازتا ہے۔

علامہ ابن حجر (متوفی ۱۴۴۸ء) رحمۃ اللہ علیہ

نبی اللہ یا خیر البرایا ...... بجاھک اتقی فصل القضاء

ترجمہ: اے رسول خدا! اے سب سے برگزیدہ انسان! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اللہ تعالیٰ سے حشر کے دن کی رسوائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ ﴿نقوش رسول نمبر جلد دہم﴾

مولانا عبدالرحمن جامی (متوفی ۸۹۸ھ) رحمۃ اللہ علیہ

زمہجوری برآمد جان عالم ...... ترحم یا نبی اللہ ترحم

غریبم یا رسول اللہ غریبم ...... ندارم در جہاں جز تو حبیبم

﴿اکیم ساہیوال صفحہ نمبر ۳۰، نعتیہ انتخاب نمبر﴾

ابن حجۃ الحموی (متوفی ۸۳۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ

فیا وردنا الصافی طیور قلوبنا ...... علیک اذا ما بھا الضیم حوم

ترجمہ: اے سرچشمۂ پاک ہمارے دلوں کے پرندے، جب بھی کوئی مصیبت آتی ہے آپ کے گرد منڈلانے لگتے ہیں۔ ﴿نقوش رسول نمبر جلد ۱۰﴾

الطاف حسین حالی (متوفی ۱۹۱۴ء)

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے ...... امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

﴿مسدس حالی صفحہ نمبر ۱۲۵﴾

حافظ مظہر الدین (متوفی ۱۹۸۰ء) رحمۃ اللہ علیہ

المدد المدد شاہ کونین ...... وقت نصرت ہے غمگسار حرم

اغیاث الغیاث میر عرب ...... آج خطرے میں ہے وقار حرم
حمد ہیں یہود بہر قتال ...... منتشر جملہ شہسوار حرم

﴿نقوش رسول نمبر جلد دہم﴾

مقلد اور غیر مقلد وہابیہ کے اشعار

امیر حمزہ کے لب پہ مہر خاموشی کیوں؟

مولوی اشرف علی تھانوی (مقلد وہابی)

یا شفیع العباد خذ بیدی ...... انت فی الاضطرار معتمدی
دستگیری کیجئے میرے نبی...... کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی
لیس لی ملجاء سواک اغث ...... مسنی الضر سیدی سندی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ...... فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی
غشی الدہر یا ابن عبداللہ ...... کن مغیثا فانت لی مددی
ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف...... اے مرے مولا خبر لیجئے مری

﴿نشر الطیب صفحہ نمبر ۱۹۴ ناشر تاج کمپنی کراچی﴾

مولوی محمد قاسم نانوتوی (مقلد وہابی)

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا ...... نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

﴿نقوش رسول نمبر جلد دہم صفحہ نمبر ۳۵۲﴾

شورش کاشمیری (مقلد وہابی)

اے آقا اے سب کے آقا ارض و سما ہیں زخمی زخمی
ان زخموں پر مرہم مرہم صلی اللہ علیک وسلم

﴿نقوش رسول نمبر جلد دہم صفحہ نمبر ۳۱۳﴾

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (علمائے مقلدین وہابیہ کے پیر و مرشد)

یا رسول کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے
آپ کی امداد ہو میرا یا نبی حال ابتر ہوا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل ...... میرے مشکل کشا فریاد ہے
چہرہ تاباں کو دکھا دو مجھے ...... تم سے اے نور خدا فریاد ہے
قید غم سے اب چھڑا دیجئے ...... مجھے یا شہ ہر دو سرا فریاد ہے

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۹۱ مطبع کراچی)

ڈپٹی نذیر احمد (متوفی ۱۹۱۲ء)

اور کچھ چارۂ گناہ نہیں ...... آپ کے در سوا پناہ نہیں
یہی ماوئی ہے اور یہی مامن ...... میرے دو ہاتھ آپ کا دامن
کون پرساں ہے مجھ سے ناکس کا ...... کس کو طوفاں میں پاس ہو خس کا
تم بچا لو عذاب آتش سے ...... سخت عاجز ہوں نفس سرکش سے

(نقوش رسول نمبر جلد دہم صفحہ نمبر ۲۸۹)

مولوی ثناء اللہ امرتسری (غیر مقلد وہابی)

کالی کملی والے آقا ذرا خبر لیجئے ...... منجدھار میں ہے بیڑا خیر الانام اپنا
اے ناخدائے امت اب آن کر ترا دو ...... عالم سے ورنہ شاہا مٹتا ہے نام اپنا

(اہلحدیث امرتسر صفحہ نمبر ۶، ۷ رجولائی ۱۹۱۶ء بحوالہ فتح الحق صفحہ نمبر ۳۹ مطبع کبیر والا ۱۹۹۷ء)

مولوی عبدالستار (غیر مقلد وہابی)

واہ سبحان اللہ رب عالم ایسا کرم کمایا ...... اچھے رہبر اوتھے شافی مددگار بنایا

نواب صدیق الحسن خاں بھوپالی (غیر مقلد وہابی)

یا سیدی یا عروتی و وسیلتی ...... یا عدتی فی شدۃ و رخاء

(قد جئ)ت بابک ضارعا متضرعا   متاوھا بتنفس صعداء

(م)الی وراءک مستغاث فارحمن   یا رحمۃ للعالمین بکائی

(حاشیہ ہدیۃ المہدی از وحید الزمان صفحہ نمبر ۲۰)

ترجمہ نمبر ا...... اے میرے آقا! اے میرے سہارے، میرے وسیلے۔ تختی اور نرمی میں میرے کام آنے والے۔

نمبر ۲...... میں آپ کے دروازے پر اس حال میں حاضر ہوا ہوں۔ کہ میں ذلیل حال، گڑ گڑا رہا ہوں اور میری سانس پھولی ہوئی ہے۔

نمبر ۳...... آپ کے سوا میرا کوئی نہیں، ہے جس سے مدد مانگی جائے۔ اے رحمۃ للعالمین! میری آہ و بکا پر رحم فرمایئے۔

نیز نواب صدیق الحسن بھوپالی لکھتا ہے:

شیخ سنت مددی...... قاضی شوکاں مددی

(تفسیر بلغۃ الحیران از مولوی حسین علی صفحہ نمبر ۳۵۲ طبع لاہور)

قارئین کرام!...... مولانا احمد رضا بریلوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اشعار میں سو فیصدی مماثلت پائی جاتی ہے۔ امیر حمزہ، فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر تو طعن کرتا ہے، مگر مولوی امرتسری وہابی کیلئے خاموشی کیوں؟ کیا غیروں کیلئے اور حکم ہے اور اپنوں کیلئے اور، خدا سے ڈرو کل بروز محشر رب العزت کو کیا جواب دو گے۔

ہمتِ باطنی کی مختصر تعریف

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کریم نے بعض (الہامی) کتابوں میں فرمایا ہے کہ اے بنی نوع انسان! میں اللہ ہوں اور اکیلا معبود ہوں، میں کہتا ہوں کن (ہو جا) تو ہو جاتا ہے تو میری فرمانبرداری کرتا کہ میں تجھے بھی ایسا کر دوں کہ تو کہے کن (ہو جا) تو ہو جایا کرے۔ (فتوح الغیب مترجم صفحہ نمبر ۲۹ طبع لاہور)

جب اولیاء کرام کو یہ مقام حاصل ہونا ممکن ہے تو انبیاء کرام اور خصوصاً پیغمبر آخر

اثر ماں ﷺ کو یہ مقام بدرجہ اتم حاصل ہوگا۔ تو خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب کوئی امتی خلوص دل سے رنج والم میں اپنے آقا و مولیٰ کو یاد کرتا ہے۔ تو سرور عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت سماعت سے اس کی فریاد سن کر اس کیلئے خداوند تعالیٰ سے دست بدعا ہوتے ہیں۔ اللہ رب العزت اپنے محبوب ﷺ کی دعا قبول فرما کر اس امتی کی سختی وغیرہ کو ٹال دیتا ہے یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لفظ "کن" کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے امتی کی مصیبت رفع فرما دیتے ہیں۔ یا اسم اعظم پڑھ کر سختی دور فرما دیتے ہیں۔

یاد رہے...... کہ انبیاء کرام کو چونکہ قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے اس لئے انہیں توسط کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اور جتنی آیات قرآنی امیر حمزہ وہابی نے پیش کی ہیں ان سے توسل کی نفی کرنا جہالت ہے۔

سنیو! ان سے مدد مانگے جاؤ
پڑے بکتے رہیں بکنے والے

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے سنیو! حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے مدد اور استعانت طلب کرتے رہو، یہی سلف الصالحین کا طریقہ چلا آرہا ہے (جیسا کہ ہم نے اوراق گزشتہ میں اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کر دی ہے) اور منکرین کے انکار و تنقید کی پرواہ نہ کرو، انہیں بولنے دو کیونکہ یہ عادت سے مجبور ہیں۔

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یارسول اللہ اکرم کیجئے خدا کے واسطے

حل لغات: یا الٰہی: اے میرے پروردگار۔ واسطے: بطفیل، کیلئے۔

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اے میرے پروردگار! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی جو آپ کی بارگاہ میں قدر و منزلت اور عزت و وجاہت ہے اس کے طفیل مجھ پر رحم فرما۔ پھر عرض کرتے ہیں اے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول! خدا کیلئے کرم فرمائیں یعنی میرے لئے دعا فرمائیں کہ خالق کائنات مجھ پر رحم و کرم فرمائے۔

اور یہ شعر درج ذیل آیت قرآنی اور حدیث نبوی کا خلاصہ ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○۔ (پ ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۶۴)

ترجمہ: ''اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں۔ اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے''۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک نابینا صحابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر درخواست کرتے ہیں، کہ میرے لئے بینائی کی دعا فرمائی جائے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں اور چاہو تو صبر کرو اور صبر تمہارے لئے بہتر ہے، انہوں نے عرض کیا۔ دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت ادا کرو اور یہ دعا مانگو۔

''اللّٰھم انی اسئلك و اتوجه الیك بمحمد نبی الرحمة یا محمد انی توجهت بك الی ربی فی حاجتی هذه لتقضیٰ اللّٰھم شفعه فی''۔

﴿المستدرک از ابو عبداللہ حاکم (م ۴۰۵ھ) صفحہ نمبر ۷۰۰ جلد اول طبع بیروت﴾

﴿تحفۃ الذاکرین از شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) صفحہ نمبر ۱۳۷ طبع بیروت﴾

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف نبی الرحمۃ محمد مصطفےٰ ﷺ کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں یا محمد ﷺ! میں آپ کے وسیلے سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں، تاکہ پوری کر دی جائے۔ اے اللہ! میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔

والحاکم فی المستدرك، وقال صحیح علی شرط الشیخین وقال الترمذی: حسن صحیح الخ وقال واخرجه الطبرانی بعد ذکر طرقه التی روی بها، والحدیث صحیح و صححه ایضاً ابن خزیمة فقد صحیح الحدیث هو

لا الائمة۔

علامہ شوکانی غیر مقلد اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

وفی الحدیث دلیل علی جواز التوسل رسول اللہ ﷺ الی اللہ عزوجل مع اعتقاد ان اللہ فاعل ہو اللہ سبحانہ و تعالیٰ وانہ المعطی المانع، ماشاء کان، ومالم یشاء لم یکن۔ (تحفۃ الذاکرین صفحہ نمبر ۱۳۸ طبع بیروت)

مولوی نذیر احمد غیر مقلد (متوفی ۱۹۱۲ء) لکھتا ہے:

از برائے خدا رسول جلیل ...... مجھ پہ طاری ہو حالت تبجیل
رحم کیجئے کہ آپ رحمت ہیں ...... آپ پشت و پناہ امت ہیں

(نقوش رسول نمبر ۱۳۸۹ جلد دہم صفحہ نمبر ۱۳۸۹)

مولوی حافظ محمد بن مولوی بارک غیر مقلد لکھتا ہے:

؎ بھی کعبے حج کرائیں زیارت روضے پاک نبی دے
ایہہ عرض قبول بحرمت نبیاں حرمت کل ولی دے

؎ توں رب غفور شکور رحیماں بخش ظلوم جہولاں
بحرمت خاص حبیب محمد حرمت کل رسولاں

(احوال الآخرت صفحہ نمبر ۳۰ طبع لاہور)

؎ خوف نہ رکھ رضا ذرا، تو تو ہے عبد مصطفےٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے!

(فاضل بریلوی)

حل لغات: خوف: ڈر۔ امان: پناہ، بے خوفی۔ عبد مصطفےٰ: مصطفےٰ ﷺ کا غلام۔
جب عبد کی نسبت خداوند قدوس کی طرف ہوگی تو اس کا معنی "خدا کا بندہ" ہوگا اور جب عبد کی نسبت مخلوق کی طرف ہوگی تو اس کا معنی غلام ہوگا۔

ا۔ عبد: غلام۔

۲۔ عبد: بندہ خدا۔

﴿فرہنگ عامرہ صفحہ نمبر ۳۷۶ ناشر مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد﴾

﴿قرآن مجید کا عربی اردو لغت صفحہ نمبر ۳۸۱ ناشر مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد﴾

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

۱)۔ العبد: بمعنی غلام یعنی وہ انسان جس کو خریدنا اور فروخت کرنا شرعاً جائز ہو۔ چنانچہ آیت کریمہ والعبد بالعبد (۲:۱۷۸) اور غلام کے بدلے غلام (سے ظاہر ہے)

۲)۔ وعبدا مملوکا لایقدر علی شیء (۲:۷۵) ایک غلام ہے جو بالکل دوسرے کے اختیار میں ہے۔ ان آیات میں عبد کا لفظ غلام کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

۳)۔ العبد بالایجاد: یعنی وہ بندہ جسے اللہ نے پیدا کیا ہے، اس معنی میں عبودیۃ اللہ کے ساتھ مختص ہے۔ کسی دوسرے کی طرف نسبت کرنا جائز نہیں: چنانچہ آیت کریمہ ان کل من فی السموٰت والارض الا اتی الرحمن عبداً (۱۹:۹۳) تمام شخص جو آسمان اور زمین میں ہیں خدا کے روبرو بندے ہو کر آئیں گے۔ میں اسی معنی کی طرف اشارہ ہے۔

نیز امام راغب لکھتے ہیں: (اور عبد ان بندوں کو بھی کہا جاتا ہے)۔ جو دنیا کی لالچ اور حرص کے غلام بن کر ہر وقت اس کی پرستش میں لگے رہتے ہیں اور اسی کی طرف مائل رہتے ہیں۔ (مفردات القرآن صفحہ نمبر ۶۶۳، ۶۶۴ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

چنانچہ درج ذیل احادیث اس معنی کی مؤید ہیں۔

حدیث نمبر ۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ وَ عَبْدُ الْقَطِيْفَةِ وَ عَبْدُ الْخَمِيْصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَ إِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَفِ"۔ (سنن ابن ماجہ باب فی المکثرین صفحہ نمبر ۵۳۳ جلد ۲ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

ترجمہ: "دینار کے بندے، درہم کے بندے، چادر اور شال کے بندے کیلئے

جاری ہو، اگر یہ چیزیں انہیں ملتی رہیں تو وہ مطیع ہیں اور اگر نہ ملیں تو وہ امام کی اطاعت کریں"۔

حدیث نمبر ۲

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَ عَبْدُ الدَّرَاهِمِ وَ عَبْدُ الْخَمِيْصَةِ تَعِسَ وَ انْتَكَسَ وَإِذَا شِيْكَ فَلَا انْتَقَشَ"۔ (سنن ابن ماجہ باب فی المکثرین صفحہ نمبر ۵۲۳ جلد ۲ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

ترجمہ: "دینار کا بندہ، درہم کا بندہ اور چادر کا بندہ تباہ ہوا بلکہ اوندھے منہ دوزخ میں گرے، خدا کرے اس کو کانٹا لگے تو کبھی نہ نکلے"۔

عبد بمعنی غلام احادیث کی روشنی میں

حدیث نمبر ۱

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "العبد اذا نصح لسیدہ و احسن عبادۃ اللّٰہ فلہ اجرہ مرتین"۔

(موطا امام مالک صفحہ نمبر ۸۱۳ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

ترجمہ: "غلام جب اپنے آقا کا خیر خواہ رہے اور اللہ تعالیٰ کی احسن طریقے سے عبادت کرے تو اس کیلئے دوگنا ثواب ہے"۔

حدیث نمبر ۲

"ان عمر بن الخطاب کان یذھب الی العوالی کل یوم سبت فاذا جد عبداً فی عمل لا یطیقہ وضع عنہ منہ"۔

(موطا امام مالک صفحہ نمبر ۸۱۲ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

ترجمہ: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہفتے میں ایک روز اردگرد کے دیہات میں جاتے اور کسی غلام کو اگر اس کی طاقت سے زیادہ کام کرتا دیکھتے تو کم کر دیا کرتے تھے"۔

حدیث نمبر ۳

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے خیبر کی طرف، پھر اللہ نے فتح دی ہم کو تو نہیں لوٹا ہم نے چاندی اور سونا (یعنی سونا چاندی ہاتھ نہیں آیا) بلکہ لوٹا ہم نے اسباب اور اناج اور کپڑے، پھر ہم چلے وادی کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا ایک غلام تھا (جس کا نام مدعم تھا) جو بخشا تھا آپ کو ایک شخص نے جذام میں سے جس کا نام رفاعہ بن زید تھا، بنی ضبیب میں سے''۔

''فلما انزلنا الوادی قام عبد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحل رحلہ''۔ الخ

(مسلم صفحہ نمبر ۴۷ جلد اول طبع کراچی)

ترجمہ: ''جب ہم وادی میں پہنچے تو رسول اللہ کا عبد (غلام) کھڑا ہوا آپ کا کجاوہ کھول رہا تھا''

حدیث نمبر ۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہلاک ہو عورت کا عبد (یعنی غلام)''

(احیاء علوم الدین از امام محمد غزالی صفحہ نمبر ۳۷ جلد ۲)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ازالۃ الخفاء میں بحوالہ روایت ابوحذیفہ اسحٰق بن بشر و ''کتاب مستطاب'' الریاض النضرہ فی مناقب عشرہ (الریاض النضرہ فی فضائل العشرہ: محدث محب الدین ابو جعفر احمد بن عبداللہ ابن محمد طبری مکی شافعی (المتوفی ۶۹۴ھ) کی تصنیف ہے۔ مطبع حسینیہ مصر سے ۱۳۲۷ھ میں دو جلدوں میں شائع ہو چکی ہے)

ناقل ہیں کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبے میں برسر منبر فرمایا: قد کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکنت عبدہ وخادمہ''۔ الخ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تھا۔ پس میں حضور کا بندہ اور خدمتی تھا۔ ﴿کنز العمال صفحہ نمبر ۱۴۷ جلد ۳﴾

امام سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ ایک شاعر کا شعر لکھتے ہیں:

ترانی ارائی عند قبرک واقفا
بنا دیک عبد مالہ غیر کم مولی

(القول البدیع صفحہ نمبر ۲۹۲ طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

آپ کی قبر انور کے پاس کھڑا ہو کر آپ کو ایسا غلام پکار رہا ہے جس کا تیرے سوا کوئی مددگار نہیں۔ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔

اس شعر میں عبد کا لفظ بمعنی غلام استعمال ہوا ہے۔ مگر علامہ سخاوی نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ جیسا کہ امیر حمزہ نے لفظ عبد پر جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔ سچ فرمایا مخبر صادق ﷺ نے قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی بیان کی ہے "اَنْ یُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَیَثْبُتَ الْجَهْلُ" الخ "کہ علم اٹھ جائے گا اور جہل قائم ہو جائے گا"۔

(بخاری کتاب العلم باب رفع العلم وظہور الجہل صفحہ نمبر ۱۲۳، ۱۲۲ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ "اَنْ یَّقِلَّ الْعِلْمُ وَیَظْهَرَ الْجَهْلُ" الخ "کہ علم کم ہو جائے گا اور جہل غالب آ جائے گا"۔

(بخاری کتاب العلم باب رفع العلم وظہور الجہل صفحہ نمبر ۱۴۱ جلد اول فرید بک سٹال لاہور)

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن نجدی (متوفی ۱۲۸۵ھ) لکھتا ہے:

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر اللہ کی طرف عبد کی نسبت سے مراد اگر غلامی ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ اس کا تعلق عبدیت سے نہیں۔

(قرۃ عیون الموحدین صفحہ نمبر ۲۵۷ جلد ۲ طبع لاہور)

تو زیر بحث شعر کا مطلب یہ ہوگا اے رضا تو تو رسول اللہ ﷺ کا غلام ہے تجھے تو ذرا برابر بھی خوف نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ دنیا و آخرت میں تیری جائے پناہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ہے اور جو آپ کے دامن سے لگ گیا وہ فلاح پا جائے گا۔ نیز غلام کا اولین فرض آقا کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا ہے اور رب کائنات ارشاد فرماتا ہے: "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ" الخ (پارہ نمبر ۳

(۱۲) "اے محبوب فرما دیجئے کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا"۔ تو اللہ جل شانہ کے فرمان کے مطابق تیرے لئے تو امن ہے اور اللہ تجھے جائے امن عطا فرمائے گا۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ بندے کو سنت پر عمل کرنے پر جنت (راحت کی جگہ) میں داخل فرمائے گا۔ (الشفاء صفحہ نمبر ۱۸ جلد ۲ طبع لاہور)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ"۔ (پ ۲۲ سورۃ فاطر آیت نمبر ۱۰)

"اور جو نیک کام کرے وہ اسے بلند کرتا ہے"۔

قاضی عیاض مالکی اندلسی لکھتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ (نیک کام کرنے سے مراد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ (الشفاء صفحہ نمبر ۲۲ جلد ۲ طبع لاہور)

عبدالنبی، عبدالرسول اسماء گرامی

۱)۔ ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

العلامہ عبدالنبی المغربی عالم شام فی زمانہ۔ الخ (الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر ۸۶ طبع کراچی)

۲)۔ صاحب ہدیۃ العارفین لکھتے ہیں:

عبدالنبی بن خلف القزوینی المتخلص بزلالی الشہیر بفخر الزمان توفی ۱۰۳۱ھ۔

عبدالنبی بن النابلسی (متوفی ۱۱۵۴ھ) (ہدیۃ العارفین صفحہ نمبر ۶۳۲ جلد ۱ طبع دار الفکر ۱۹۸۲ء)

۳)۔ مولانا عبدالحلیم چشتی ابوطاہر مدنی (استاذ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی) کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

موصوف ۲۱ / رجب ۱۹۷۱ء / ۱۰۸۱ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ اپنے پدر بزرگوار اور دیگر ارباب کمال سے علم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کی۔ نیز محدث محمد بن عبدالرسول برزنجی، ابوالاسرار حسن بن علی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا۔

(فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ صفحہ نمبر ۲۹۸ طبع کراچی)

۳ (الف) ملا عبدالنبی احمد نگری مصنف "دستور العلماء" بارہویں صدی کے عالم

ہیں۔۔۔۔۔۔الخ

(پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت صفحہ نمبر ۱۳۸ از مناظر احسن گیلانی طبع لاہور)

(ف) اگر عبدالرسول نام رکھنا حرام و ممنوع ہوتا تو لازماً محدث محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد کا اسم گرامی تبدیل کر دیتے۔

۴)۔ شیخ عبدالنبی رحمۃ اللہ علیہ مشہور بزرگ ہیں حضرت باباجی کے ہاتھوں پر بہت سے ہندوؤں اور سکھوں نے اسلام قبول کیا۔ آپ نے کفرستان میں توحید کے ڈنکے بجائے۔ آپ کا فیض ہر ایک کیلئے اب تک جاری وساری ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنی عزت و شان بخشی ہے کہ آپ کا نام نامی زندہ رہے گا۔ آپ نے ۱۱۳۶ھ میں انتقال فرمایا۔ اور علاقہ شام چوراسی میں دفن ہوئے۔ (سیارہ ڈائجسٹ، اولیائے کرام نمبر جلد سوم صفحہ نمبر ۸۰۵ لاہور)

۵)۔ شیخ محمد داؤد بن شیخ محمد صادق گنگوہی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۲۹ھ) کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ کا نام یہ تھا۔ حضرت سید غریب اللہ ابن سید عبدالرسول کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (اقتباس الانوار صفحہ نمبر ۸۴۳ از محمد اکرم قدوسی زمانہ تالیف ۱۱۳۰ھ)

۶)۔ حضرت سید عبدالنبی بن حضرت سید شاہ علی صابر رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ قدوۃ السالکین حضرت شاہ بدر دیوان (قصبہ مسانیاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور) کے پوتے ہیں۔ طالبان راہ سلوک کو تمام عمر درس دیا۔ ۱۰۹۰ھ میں وصال ہوا۔

(خزینۃ العلم والعرفان صفحہ نمبر ۱۵۷ طبع لاہور ۱۹۸۵ء)

۷)۔ شیخ عبدالنبی گنگوہی صدر الصدور ابن شیخ احمد ابن عبدالقدوس گنگوہی (متوفی ۹۹۲ھ)

(تذکرہ علمائے ہند از رحمٰن علی صفحہ نمبر ۳۲۵ طبع کراچی)

۸)۔ عبدالرسول بن خواجہ محی الدین قصوری (متوفی ۱۲۹۴ھ)۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت از علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صفحہ نمبر ۲۲۷)

معلوم ہوا ایسا اسماء گرامی رکھنے جائز ہیں اور ان کو شرک سے تعبیر کرنے والے خود ہی حقیقت شرک سے ناآشنا ہیں۔

تجھ سے جنت اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے ، جنت رسول اللہ کی

(فاضل بریلوی)

حل لغات: جنت: باغ، بوستان جمع جنان ایمانداروں کو نیک اعمال کے بدلہ میں ...ن کی جگہ اللہ رب العزت کی طرف سے عطا ہوگی اسے جنت سے تعبیر کیا جاتا ہے ...اس کے بہت سے درجات ہیں۔ وہابی: خارجیت کا دوسرا نام وہابی یا وہابیت ہے۔ ...ب احادیث میں منقول احادیث سے اس فرقہ کا باطل ہونا اظہر من الشمس ہے اور ان ...کی نشانیاں بھی منقول ہیں۔

حدیث نمبر ۱

علامہ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) امام داؤد بن ابی ہند بصری (م ۱۴۰ھ) کے ترجمہ ...میں لکھتے ہیں: مجھے اپنی سند سے داؤد بن ابی ہند کی ابو نضرہ عن ابی سعید خدری کے واسطہ ...سے یہ حدیث ملی ہے: "آنحضرت ﷺ نے فرمایا، میری امت دو حصوں میں بٹ ...جائے گی اور ان میں سے خارجی (باغی) جماعت پیدا ہوگی اور دونوں جماعتوں میں ...سے جو جماعت حق پر ہوگی وہ اسے قتل کرے گی۔

(تذکرۃ الحفاظ از ذہبی صفحہ نمبر ۱۳۲ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

حدیث نمبر ۲

علامہ ذہبی، امام مفید برزالی اشبیلی (م ۶۳۶ھ) کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:
"مجھے ان کے واسطہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، آخر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں ہوگا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے ہر مسلمان پر ان سے لڑنا واجب ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۹۶۸ جلد ۴ طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

حدیث نمبر ۳

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ عبداللہ ابن ذی الخویصرہ تمیمی آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! عدل سے کام لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ تیری خرابی ہو جب میں عدل نہ کروں گا تو اور کون عدل کرے گا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو، اس کے ایسے ساتھی ہیں کہ تم میں سے ایک شخص ان کی نماز کے مقابلہ میں اپنی نماز کو اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے مقابلہ میں حقیر سمجھتا ہے وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے"۔ (بخاری (عربی، اردو) صفحہ نمبر ۶۷۸ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

حدیث نمبر ۴

حضرت سہل بن حنیف سے پوچھا گیا کہ کیا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوارج کے متعلق کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اپنا ہاتھ آپ نے عراق کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ وہاں سے ایک قوم نکلے گی۔ وہ لوگ اس طرح قرآن پڑھیں گے کہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

(بخاری (عربی، اردو) صفحہ نمبر ۶۷۸ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

حدیث نمبر ۵

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ان خارجی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق خیال کرتے تھے اور کہا کہ یہ لوگ ان آیتوں کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو مسلمانوں کے حق میں استعمال کرتے ہیں۔ (بخاری (عربی، اردو) صفحہ نمبر ۶۷۶ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

حضورپرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ کمالات و مقامات پر تنقید کرنا،

کفار و مشرکین کے رد میں نازل شدہ آیات قرآنی کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا فرقہ وہابیہ شاہراہ میں یہ دونوں صفات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ دلائل کی ضرورت نہیں ان کی مجالس اور جمعہ کے خطبات میں شمولیت کر کے انصاف پسند حضرات خود مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

وہابی سے اہل حدیث

پروفیسر محمد ایوب قادری لکھتے ہیں......

مولوی محمد حسین بٹالوی نے لفظ "وہابی" کی منسوخی کیلئے جو کوششیں کی ہیں وہ سارا تحریری مواد ہمارے پیش نظر ہے۔ طوالت کے خوف سے ہم اس کو نقل نہیں کر سکتے، صرف اشارات پر اکتفا کرتے ہیں۔ انہوں نے ارکان جماعت اہلحدیث کی ایک دستخطی درخواست لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کے ذریعے وائسرائے ہند کی خدمت میں روانہ کر دی اس درخواست پر سرفہرست شمس العلماء میاں نذیر حسین کے دستخط تھے۔ گورنر پنجاب نے وہ درخواست اپنی تائیدی تحریر کے ساتھ گورنمنٹ آف انڈیا کو بھیج دی۔ وہاں سے حسب ضابطہ منظوری آ گئی کہ آئندہ "وہابی" کے بجائے "اہلحدیث" کا لفظ استعمال کیا جائے۔ لیفٹیننٹ نے باقاعدہ اس کی اطلاع وصولی محمد حسین کو دی۔ اسی طرح گورنمنٹ مدراس کی طرف سے ۱۵ راگست ۱۸۸۸ کو بذریعہ خط نمبر ۱۲۷، گورنمنٹ بنگال کی طرف سے ۳ ر مارچ ۱۸۹۰ء کو بذریعہ خط نمبر ۱۵۶ اور گورنمنٹ یوپی کی طرف سے ۲ر جولائی ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۳۸۶، گورنمنٹ سی پی کی طرف سے ۱۴ر جولائی ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۴۰۷ اور گورنمنٹ بمبئی کی طرف سے ۲۰ر اگست ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۷۳۲ اس امر کی اطلاع مولوی محمد حسین بٹالوی کو ملی۔

(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء از پروفیسر محمد ایوب قادری صفحہ نمبر ۶۵، ۶۶ طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

"مولانا احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ معجزانہ لہجے میں فرماتے ہیں، اے وہابی (خارجی) تجھے جنت نصیب ہو! تجھے جنت سے کیا واسطہ، کیونکہ تو اہل بیت کرام کا دشمن ہے اور ان کا دشمن کبھی جنت میں نہیں جا سکتا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اس شخص پر سخت ناراض ہے جس نے میری عترت (اہل بیت) کے بارے مجھے اذیت دی"۔ (مکتوبات امام مجدد الف ثانی دفتر دوم حصہ اول مکتوب نمبر ۳۶)

نیز جنت، رب کائنات کی عطاء سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت (جس کو چاہیں اللہ تعالیٰ کی رضا اور مشیت کے تحت عطاء فرمائیں) ہے اور ہم اہلسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کے مداح ہیں اس لئے (اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے) ہمیں جنت نصیب ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے میرے اہل بیت سے نیک سلوک کیا قیامت کے روز میں اسے بدلہ دوں گا"۔

﴿رواہ ابن عساکر عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ☆ مکتوبات امام ربانی دفتر دوم حصہ اول مکتوب نمبر ۳۶﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے پل صراط پر زیادہ ثابت قدم وہ ہوگا جو میرے اہل بیت اور میرے صحابہ سے زیادہ محبت رکھتا ہوگا"۔

(رواہ ابن عدی فی الکامل عن علی رضی اللہ عنہ ☆ مکتوبات امام ربانی دفتر دوم حصہ اول مکتوب نمبر ۳۶)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ)

اہل بیت کرام سے آپ کو والہانہ محبت تھی۔ یہاں تک کہ بعض کم فہموں نے آپ پر رافضی ہونے کی تہمت لگائی تو آپ نے ان مفتریوں اور کذابوں کو اپنے ایک شعر میں اس طرح جواب دیا۔

لو کان رفضاً حبُّ آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

فلیشھد الثقلان انی رافضی

یعنی اگر تم لوگوں کے فاسد گمان میں آل پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے ہی کا نام رافضی ہے تو تمام انس و جن گواہ ہو جائیں کہ اس معنی کے اعتبار سے میں رافضی ہوں کہ میں اہل بیت سے عشق و محبت رکھتا ہوں۔ (اولیاء رجال الحدیث صفحہ نمبر ۱۳۱ طبع لاہور)

امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جزی اللہ اصحاب النبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ...... جمیعا کما کانوا لہ خیر صاحب

وآل رسول اللہ لازال امرہم ...... قویا علی ارغام انف النواصب

ترجمہ: نمبرا...... اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے ساتھیوں (صحابہ کرام) کو جزائے خیر دے سب کے سب بہترین ساتھ دینے والے ہیں۔

نمبر۲...... اور آل رسول (ﷺ) کو جزا دے، جن کی عظمت ہمیشہ سے قائم ہے، اگرچہ "خارجیوں" کی ناک خاک آلودہ ہو (یعنی ان کو کتنا ہی برا لگے)۔

(نقوش رسول نمبر صفحہ نمبر ۵۲۷ جلد دہم شمارہ ۱۳۰ جنوری ۱۹۸۴ء)

غیر مقلدین (وہابیہ) مثل دیگر فرقہ ضالہ

روافض وخوارج ومعتزلہ وجبریہ وقدریہ کے ہے

فی الحقیقت یہ گروہ غیر مقلدین اور لامذہب خارج ہیں اہلسنت سے ان کو اہلسنت وجماعت میں سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہے۔ اس واسطے کہ اہلسنت وجماعت منحصر ہیں مذاہب اربعہ میں اور جمیع اہلسنت حنفی ہیں یا مالکی یا شافعی یا حنبلی پس جو کوئی بالکلیہ چار مذہبوں میں سے اس زمانے میں ایک کا بھی مقلد اور پیرو نہ ہو اور اپنے تئیں ان میں سے ایک کی طرف منسوب نہ کرے، وہ اہلسنت سے نہیں بلکہ وہ خارج مذہب اہلسنت و جماعت سے ہے اور مثل دیگر فرق ضالہ روافض وخوارج ومعتزلہ وجبریہ وقدریہ کے ہے قال الطحطاوی فی شرح الدر المختار فعلیکم یا معشر المؤمنین اتباع الراسخین صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ الی یوم الدین ...... الخ

﴿فتح المبین از مولانا منصور علی مراد آبادی صفحہ نمبر ۲۵۵ تا ۲۵۷ طبع گوجرانوالہ﴾

انوار جنبه صلى الله عليه وعلى آله واصحابه بالشيوخ الحق آمن اتباعه ملما تعتكرت بالأدهم بحرصه الشوالي عالجواب في هذه الرسالة المكرمة من العلماء الحق ولا في المرسوم بالحسام الحرام فرأيت جزاه الله خير ما يعرف الحق ويكشف الشرك الذي يبين فيه الحلال والحرام كتبه عبد الرحمن بن محمد مراد



بسم الله الرحمن الرحيم ما اجاب به مولانا العلامة احمد رضا خان العلامة العلام المؤيد بتأييد الله والحرام والحق في القول كتبه رحمت الله



مواهير علماء المدينة المنورة

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله على نعمة الاجابة حضرة على سيدنا ونبينا وعلى آله وصحبه فان الفرق ما ذكره في القول الشريف والحق هو القول الحق تمنعه الفقير محمد تاج الدين الياس مفتي المدينة المنورة



بسم الله الرحمن الرحيم الذي في كل وقت بما قال ان ما هذه كما في التعرض الحق والصواب والمحق العيد الكريم والطريق المستقيم اوحى فيه كتبه السيد جعفر بن اسمعيل مفتي الشافعية بالمدينة المنورة



بسم الله الرحمن الرحيم ما قاله في هذه الرسالة الحق الواضح كتبه محمد جلال الدين قاضي المدينة المنورة



قاضي مدينه



مفتي حنابله



مدرس مسجد نبوی



مدرس مدرسه محمودیه



مدرس



مدرس مسجد نبوی



مدرس



مدرس

مواهير علماء العجم من شاهد ديار الهند

ما قاله مؤلفه فهو صحيح وعليه العلماء وقد قبلته في تقوية الجماعة



مواهير علماء الفنجاب



مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ کے اشعار کی مختصر اور جامع شرح

عرش علیٰ سے اعلیٰ میٹھے نبی کا روضہ

ہے ہر مکاں سے بالا میٹھے نبی کا روضہ

حل لغات: عرش: تجلی گاہ الہی۔ علیٰ: بلند۔ اعلیٰ: بڑا بلند۔ بالا: اونچا، بلند۔

مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ فرماتے ہیں میرے نبی ﷺ کا روضہ مقدسہ ہر مکاں بلکہ عرش علیٰ سے بھی، زیادہ بلند و بالا اور رفعتوں والا ہے۔

مدینہ منورہ کی وہ زمین جو حضور اقدس ﷺ کے جسم مبارک سے متصل ہے وہ بالاتفاق سب علماء کے نزدیک سب جگہوں سے افضل ہے۔ (الشفاء صفحہ نمبر ۱۱۶ جلد ۲) ابن عساکر، قاضی عیاض وغیرہ حضرات نے اس پر ساری امت کا اتفاق اور اجماع نقل کیا ہے کہ یہ حصہ زمین کا بیت اللہ شریف سے بھی افضل ہے۔ بلکہ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ عرش معلی سے بھی افضل ہے۔ جس کی وجہ علماء نے یہ لکھی ہے کہ آدمی جس جگہ دفن ہوتا ہے اس جگہ کی مٹی سے ابتداء میں پیدا کیا جاتا ہے۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حبشی مدینہ منورہ میں دفن ہوا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس زمین سے یہ پیدا ہوا اسی میں دفن ہوا)

(شرح الصدور از علامہ سیوطی (م ۹۱۱ھ) صفحہ نمبر ۳۰۱ طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

تو گویا حضور اقدس کا بدن مبارک بھی اسی مٹی سے بنا ہے۔ (شرح مناسک نووی)

(ف) جب حضور پرنور ﷺ کی ذات اقدس اللہ کے بعد تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہے تو وہ حصہ زمین جس سے آپ کا وجود مبارک تخلیق ہوا ہے تو وہ بھی ساری مخلوق سے اعلیٰ ہوگا۔

مواہب الدنیہ (کتاب کا اصل نام "المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ" ہے شیخ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی المتوفی ۹۲۳ھ کی مشہور تصنیف ہے۔ حاجی خلیفہ لکھتے ہیں: یہ بلند پایہ اور نہایت مفید کتاب ہے، اور اپنے موضوع پر بے نظیر ہے۔ شیخ ابوسالم عیاشی مغربی نے "مسالک الہدایہ" میں لکھا ہے: مواہب الدنیہ بے نظیر کتاب ہے اور کس قدر جامع ہے۔ اگر کوئی ناواقف کہے کہ اس جیسی

یہ خلقِ خدا تجھ سے کہے گی کہ تیری یہ بات نہیں سنی جاسکتی)۔

(فوائد جامعہ از عبدالحلیم چشتی صفحہ نمبر ۱۵۲ طبع کراچی ۱۹۶۴ء)

میں لکھا ہے کہ یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ جو زمین کا حصہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے ملا ہوا ہے۔ وہ ساری دنیا کی زمین سے افضل ہے حتیٰ کہ کعبہ کی زمین سے بھی افضل ہے، بلکہ عقیل حنبلی (ابن عقیل نے ۷۹ے ھ میں وفات پائی۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قبہ قاہرہ میں دفن ہوئے)۔ سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے۔ شرح مواہب (شرح مواہب: محدث محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی متوفی ۱۱۲۲ھ نے "مواہب الدنیہ" کی بہت بسوط شرح لکھی ہے۔ جو مصر سے ۱۳۲۸ھ میں ۸ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے)۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں:

بزرگ ترین شہروں میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہیں، زادہ اللہ تشریفا وتعظیما لیکن ان دونوں شہروں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت اور ترجیح دینے میں علماء کا اختلاف ہے بعد اجماع تمام علماء نے اس مقام کو ترجیح دی ہے۔ جو اعضائے شریفہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو موضع قبر مکرم سے ملائے ہوئے ہے تمام اجزائے زمین سے افضل ہے یہاں تک کہ خانہ کعبہ سے بھی (افضل) اور بعض علماء نے تو یہاں تک کہا کہ تمام سمٰوات حتی کہ عرش سے بھی...... الخ (جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۱۲ طبع کراچی)

امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس قطعہ زمین میں مدفون ہیں وہ کعبہ و عرش سے افضل ہے۔

(خصائص الصغریٰ صفحہ نمبر ۲۲ طبع لاہور ۱۳۰۶ھ)

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

یہ ایک اجماعی مسئلہ ہے کہ جو زمین کا حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضائے شریفہ کو موضع قبر شریف سے ملائے ہوئے ہے تمام اجزائے زمین سے افضل ہے یہاں تک کہ خانہ کعبہ سے بھی افضل۔ بلکہ عقیل حنبلی سے نقل کیا گیا ہے کہ عرش سے بھی افضل ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۹۰ جلد ۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

عرش سے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ مکان سے بے نیاز ہے اور زمین کے اس حصہ میں حضور اقدس ﷺ کا جسم مبارک موجود ہے۔

(اسلام میں صحابہ کا مقام از سید نور الحسن صفحہ نمبر ۱۴۷)

خدا تعالیٰ عرش پر مقیم نہیں

یہ تصور کہ اللہ تعالیٰ عرش معلی پر تشریف فرما ہے غلط ہے کیونکہ:

۱۔ اللہ خالق ہے عرش مخلوق، اگر اللہ کا مقام عرش ہے تو عرش کی تخلیق سے پہلے کہاں تھا؟

۲۔ اللہ غیر محدود ہے اور عرش محدود، غیر محدود، محدود میں کیسے سما سکتا ہے؟ ارض و سما کی وسعتیں بھی یہاں ہیچ ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ رب سبحان جہت و مکان اور قعود و قیام سے پاک ہے وہ عرش، کرسی کیا، کہیں بھی موجود نہیں مگر ہر جگہ اس کی جلوہ گری ہے۔

حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ (شاعر بارگاہ نبوی) فرماتے ہیں:

فبورکت یا قبر الرسول وبورکت

بلاد ثوی فیہا الرشید المسدد

ترجمہ: اے قبر رسول تجھ پر برکتیں شب و روز نازل ہوں اور وہ حصہ زمین بابرکت رہے جس میں ستودہ صفات، توفیق بخشی، توفیق یافتہ ذات کا جسم اقدس رکھا گیا ہے۔

(نقوش رسول نمبر صفحہ نمبر ۲۵۷ جلد دہم شمارہ ۱۳۰ جنوری ۱۹۸۴ء)

حافظ ابن قیم (متوفی ۷۵۱ھ) اور مولوی محمد داؤد غزنوی (غیر مقلد وہابی) کا عقیدہ

پروفیسر ابوبکر غزنوی اپنے والد "مولانا محمد داؤد غزنوی" سابق صدر جمعیت اہلحدیث مغربی پاکستان کی سوانح عمری میں لکھتے ہیں:

"(والد گرامی) مقام رسالت بیان کرتے ہوئے حافظ ابن قیم کا یہ قول مزے لے لے کر سنایا کرتے تھے۔ کسی شخص نے حافظ ابن قیم سے پوچھا کہ روضہ اطہر افضل ہے یا

...۷ تو حافظ ابن قیم نے فرمایا: اگر تمہاری مراد محض حجرہ نبوی ہے تو کعبہ افضل ہے اور تمہاری مراد جسد اطہر سمیت روضہ انور سے ہے تو خدا کی قسم وہ عرش سے افضل ہے، ...عرش سے افضل ہے، جنت عدن سے افضل ہے گردش کرنے والے افلاک سے ...ل ہے، اس لئے کہ روضہ میں ایک ایسا جسد اطہر ہے کہ اگر دونوں جہانوں کے ساتھ اسے تولا جائے وہ بھاری ہے"۔

ابو العتاہیہ (م ۸۲۶ء) فرماتے ہیں:

مرسل لو یوزن الناس ...... فی الکفی والبر شالوا ورجح

وہ ایسے فرستادہ پیغمبر ہیں کہ اگر دنیا کے سارے انسانوں کو ایک پلے پر رکھا جائے اور ان کو دوسرے پلڑے پر، تو ان کا (یعنی حضور پر نور امام الانبیاء ﷺ کا) پلڑا بھاری رہے گا، دنیا کا پلڑا ...گا۔ (نقوش رسول نمبر ۶ ۲۳۶ جلد دوم طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

امیر حمزہ کے چچا زاد بھائی مولوی محمد زکریا (مقلد وہابی) لکھتے ہیں:

مدینہ منورہ کی وہ زمین جو حضور اقدس ﷺ کے جسم مبارک سے متصل ہے اس میں ...ئی اختلاف علماء میں نہیں ہے۔ وہ بالاتفاق سب علماء کے نزدیک سب جگہوں سے افضل ہے۔ ابن عساکر، قاضی عیاض وغیرہ حضرات نے اس پر ساری امت کا اتفاق اور اجماع نقل کیا ہے کہ یہ حصہ زمین کا بیت اللہ شریف سے بھی افضل ہے بلکہ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ عرش معلی سے بھی افضل ہے......الخ

(فضائل حج از مولوی محمد زکریا صفحہ نمبر ۱۸۸ طبع لاہور)

کھولئے!......امیر حمزہ صاحب اپنی شرکیہ توپ کا رخ پروفیسر ابو بکر غزنوی، مولوی داؤد غزنوی اور حافظ ابن قیم کی طرف، تا کہ آپ کی حقانیت کا پتہ چل سکے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

نہ کیوں آج جھومیں کہ سرکار آئے
خدا کی خدائی کے مختار آئے

حل لغات: جھومیں: خوشی کا اظہار کرنا۔ سرکار: سردار، آقا۔ خدا: اس کے حقیقی لغوی معنی موضوع لہ ہیں، خود بخود ہونے والا یعنی جو اپنی ذات سے خود بخود موجود ہو۔ معنی ہرگز ذات باری تعالیٰ کیلئے عیب و منقصت نہیں، لہٰذا اللہ تبارک و تعالیٰ کو خدا کہنا جائز ہے کہ یہ اس کے کمال قدم و وصف الوہیت ازلیت و وجوب وجود پر دلالت کرتا ہے۔ خدائی: مخلوق، دنیا۔ مختار: اختیار دیا ہوا، کارندہ مجاز، کرتا دھرتا۔

مولانا محمد الیاس قادری، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم آج کیوں نہ جھومیں یعنی خوشیاں منائیں کہ آج وہ ذات گرامی تشریف لائی ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مختار بنا کر بھیجا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اذن و رضا کے تحت خزائن الٰہیہ اور احکامات میں تصرف فرماتے ہیں۔

قادری صاحب کے اس دعویٰ پر اکثر احادیث نبویہ دلالت کرتی ہیں۔ طوالت کے پیش نظر ہم فقط ۲ احادیث نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

ا نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی لکھتا ہے: جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔ (الشمامۃ العنبریہ صفحہ نمبر ۱۲ طبع بھوپال ۱۳۰۵ھ)

حدیث نمبر ۱

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے وضو کا پانی اور جس چیز کی آپ کو ضرورت ہوا کرتی تھی (مسواک، مصلیٰ وغیرہ) لایا کرتا تھا (ایک بار دریائے رحمت جوش میں آیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ربیعہ! مجھ سے مانگ لو کیا مانگتے ہو (جو جی میں آئے مجھ سے مانگ لو) میں تجھے عطا کردوں گا۔ انہوں نے کہا! حضور میں آپ سے یہی مانگتا ہوں کہ جنت میں آپ کی رفاقت نصیب ہو۔ آپ نے فرمایا، کچھ اور بھی مانگتے ہو؟ حضرت ربیعہ نے کہا بس حضور یہی مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پس تم کثرت سجود سے میری مدد کرو۔

﴿مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۸۴ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان ☆ مسلم شریف جلد اول صفحہ نمبر ۱۹۳ طبع کراچی﴾

﴿بلوغ المرام از حافظ ابن حجر صفحہ نمبر ۹۶ حصہ اول﴾

حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کیا مانگ، کیا نہ مانگ، کیا دے سکتا ہوں اور کیا نہیں دے سکتا، سرکار دو عالم ﷺ نے سَل کا معمول ذکر نہیں فرمایا۔ اسی لئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف صاف فرمایا کہ سرکار کا سَل فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ جو مرضی آئے مانگ لے، سب کچھ میرے دست کرم میں ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ نمبر ۳۹۶)

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

یعنی حضور علیہ السلام نے جو مانگنے کا مطلق حکم فرمایا، اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۲۳ جلد ۳ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

نواب صدیق الحسن خان بھوپالی غیر مقلد وہابی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"گفت مرا آنحضرت ﷺ سَل بطلب ہر چہ می خواہد از خیر دنیا و آخرت واز اطلاق ایں سوال کہ فرمودہ بخواہ و تخصیص نہ کرد بہ مطلوبی خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ بہ دست ہمت کرامت اوست ﷺ ہر چہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد"۔

(مسک الختام شرح بلوغ المرام صفحہ نمبر ۵۲۱ جلد اول طبع بھوپال ۱۳۰۶ھ)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

حضرت ربیعہ کو جنت کثرت سجود سے ملے گی نہ کہ حضور ﷺ کی عطاء سے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اے ربیعہ تجھے جنت میں میری رفاقت تو نصیب ہو گئی۔ اب اگر تو رکوع و سجود چھوڑ دے گا تو لوگ بھی رکوع و سجود چھوڑ دیں گے۔ اس طرح میرے دین میں خلل آئے گا اور میرے دین کو نقصان پہنچے گا۔ لہٰذا سجدے کرتے رہو اور نمازیں پڑھتے رہو۔ فاعنی کا مطلب یہ ہے "فاعنی دینی" میرے دین کی مدد کرو۔ پروردگار عالم کا ارشاد ہے "ان تنصروا اللہ ینصرکم" "اگر تم (اللہ کے دین) کی مدد کرو گے (تو) وہ تمہاری مدد کرے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ بھی دین کی مدد طلب کر رہا ہے اور اللہ کا رسول بھی دین کی مدد طلب کر رہا

ہے اگر ''فاعنی علی نفسك بكثرت السجود '' سے رسول اللہ کی کمزوری ثابت ہوتی ہے تو پہلے اللہ تعالیٰ کو کمزور ثابت کرو۔ یقیناً اللہ جل جلالہٗ کمزوری سے پاک ہے اور اس کا رسول (ﷺ) بھی۔ ❁ از افادات غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ❁

حدیث نمبر ۲

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''مدینہ کے دونوں سنگ لاخ میدانوں کا درمیانی حصہ میری زبان سے حرام کیا گیا ہے اور نبی اکرم ﷺ بنی حارثہ کے پاس آئے تو فرمایا کہ اے بنی حارثہ میں سمجھتا ہوں کہ تم حرم کے باہر ہو گئے، پھر آپ نے ادھر ادھر دیکھا تو فرمایا نہیں! بلکہ تم حرم کے اندر ہو''۔

(بخاری شریف (عربی، اردو) صفحہ نمبر ۶۶۹ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

محمد جار اللہ السمہودی فرماتے ہیں:

كنز الكرم، مولى النعم

هادى الامم بشرعته

ذات گرامی (ﷺ) ہے خزانہ شرافت و سیر چشمی کا اور مالک و وارث ہے تمام نعمتوں کی اور آپ ساری امتوں کو اپنی شریعت کے ذریعے ہدایت دینے والے ہیں۔

(نقوش رسول نمبر ۲۳۹ جلد دہم طبع لاہور)

محدث دار قطنی (متوفی ۳۸۵ھ) ایک حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فلتبوا مقعده من النار بكذبه على النبى المختار '' (الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر ۲۵)

حضرت فرید الدین عطار نیشاپوری (متوفی ۶۲۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

توئی سلطان مطلق در دو عالم!

کہ خط دا وند انس و جان و وحشی

(نقوش رسول نمبر صفحہ نمبر ۳۰۸ جلد دہم طبع لاہور)

سید شاہ سراج الدین سراج (متوفی ۱۷۶۳ء) فرماتے ہیں:

حبیب خدا والی روزگار
دو عالم کی اقلیم کا تاجدار

(نقوش رسول نمبر صفحہ نمبر ۲۸۲ جلد دہم طبع لاہور)

نظیر اکبر آبادی (متوفی ۱۸۳۰ء) فرماتے ہیں:

تم شاہ دنیا و دیں ہو یا محمد مصطفےٰ ﷺ
سرگروہ مسلمیں ہو یا محمد مصطفےٰ ﷺ
حاکم دین متیں ہو یا محمد مصطفےٰ ﷺ
قبلہ اہل یقیں ہو یا محمد مصطفےٰ ﷺ
رحمۃ للعالمیں ہو یا محمد مصطفےٰ ﷺ

(نقوش رسول نمبر صفحہ نمبر ۲۹۳ جلد دہم طبع لاہور)

مولوی حکیم محمد علی صمصام غیر مقلد (وہابی) لکھتا ہے:

اوہ بولدا ونگا سرور تکی نہ لیاوندے
خلق عظیم صفت احمد مختار دی
جھوک حبیب والی بیٹنے نوں ٹھار دی

(کلیات صمصام صفحہ نمبر ۵۷ طبع کشمیر بک ڈپو فیصل آباد)

بقول امیر حمزہ کے، کیا قادری صاحب کی طرح مولوی صمصام وہابی رسول اللہ ﷺ کو" اللہ کے اختیارات نبی ﷺ کو سونپ رہے ہیں کہ نہیں، کچھ صمصام کے بارے میں بھی قلم کو جنبش دیں، جبکہ جرم دونوں کا ایک ہے۔

نیز اپنے چچا زاد بھائی مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی محمد قاسم بانی دار العلوم دیوبند کے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمائیں۔ جو کہ حضور ﷺ کو مختار مان رہے ہیں۔

عاشقان نبی مختار و محبان حبیب پروردگار کی خدمت میں عرض رسا ہے کہ ایک مدت سے بہت سے احباب کی فرمائش تھی کہ حضور پُرنور ﷺ کے کچھ حالات قبل نبوت و بعد نبوت کے صحیح روایات سے تحریر کیے جاویں۔۔۔۔۔۔ الخ۔ (نشر الطیب صفحہ نمبر ۱ تاج کمپنی طبع کراچی)

علامہ وحید الزماں غیر مقلد کی تالیف کا نام "نزل الابرار فی فقہ النبی المختار"۔

مولوی محمد قاسم (مقلد وہابی) بانی دار العلوم دیو بند لکھتا ہے:

فلک پہ عیسیٰ و ادریس ہیں تو خیر سہی
زمیں پہ جلوہ نما ہیں محمد مختار

(قصائد قاسمی صفحہ نمبر ۵ طبع ملتان)

میں مدینے کی گلی کا کوئی کتا ہوتا
کاش ہوتا نہ میں انسان مدینے والے

(مغیلان مدینہ صفحہ نمبر ۴۳)

قادری صاحب کا شعر نقل کرتے وقت امیر حمزہ کا دماغ اس قدر مفلوج ہوا کہ شعر کے پہلے مصرعے سے لفظ "ہوتا" شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے، لکھتے ہیں:

میں مدینہ کی گلی کا کوئی کتا...... (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۰۶)

جبکہ مصرعہ یوں ہے:

میں مدینے کی گلی کا کوئی کتا ہوتا

حل لغات: مدینہ: وہ شہر جہاں پر حضور ﷺ نے ہجرت فرمائی اور ۱۰ سال مقیم رہنے کے بعد رفیق اعلیٰ کی طرف لوٹ گئے۔ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں مدفون ہوئے۔ کتا: سگ، کلب۔ انسان: بشر، آدمی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر خوف خدا کا اس درجہ غلبہ تھا کہ ایک مرتبہ ایک چڑیا کو درخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس کو خطاب کر کے کہنے لگے۔ واہ واہ، اے چڑیا تو کتنی خوش نصیب ہے۔ اے کاش! میں بھی تیرے جیسا ہوتا تو درخت پر بیٹھتی ہے پھل کھاتی ہے اور پھر اڑ جاتی ہے، تجھ سے نہ کوئی حساب ہے اور نہ کتاب، آہ کاش! میں ایک رہگزر عام درخت ہوتا، اونٹ وہاں سے گزرتا، مجھ کو پکڑتا، اپنا منہ مجھ میں مارتا، مجھ کو چباتا اور اس طرح میری تحقیر کرتا اور پھر مینگنی کی صورت میں مجھ کو خارج کر دیتا۔ یہ سب کچھ ہوتا، مگر میں بشر نہ ہوتا۔

﴿منتخب کنز العمال بر مسند امام احمد صفحہ نمبر ۳۶۱ جلد ۴﴾

﴿صدیق اکبر رضی اللہ عنہ از سعید احمد اکبرآبادی پروفیسر مسلم یونیورسٹی (انڈیا) طبع کراچی﴾

جس طرح اس عبارت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر خوف الٰہی کا اظہار ثابت ہوتا ہے، اسی طرح قادری صاحب کے شعر میں قرب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اظہار پایا جاتا ہے اور قرب محبوب کی لذتوں کو محب ہی سمجھ سکتا ہے، جس سے فرقہ نجدیہ وہابیہ قطعاً نا آشنا ہے۔ ظاہری الفاظ کو مدنظر رکھتے ہوئے اس شعر پر تنقید کرنا سراسر جہالت ہے۔

مولوی عبدالسلام مبارکپوری غیر مقلد وہابی لکھتا ہے:

من نہ ہمیں مدح سرائے شہم
شاہ جہانم کہ سگ درگہم

(سیرۃ بخاری از عبدالسلام مبارکپوری صفحہ نمبر ۲۵ طبع فاروقی کتب خانہ ملتان ۱۹۸۸ء)

میں نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدح سرا ہوں، میں شاہ جہان ہوں، کیونکہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی درگاہ کا کتا ہوں۔

نیز سنئے!

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے اپنی کتاب "سراجاً منیرا" کے صفحات ۱۹، ۲۵ اور ۱۰۲ پر حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا ہے اور پھر ان کا یہ شعر لکھا ہے۔

تاب وصلت کار پاکاں، من از ایشاں نیستم
چوں سگانم جائے دہ، در سایہ دیوار خویش

صفحہ نمبر ۱۰۲ پر اپنے متعلق یوں لکھا ہے:

میں اس نسبت (سگ) سے بھی کمتر (چھوٹا کتا) نسبت والا ہوں۔

خدا کیلئے اب تو حقارت آمیزی، توہینی اور تحقیری انداز فکر اپنانا چھوڑ دیں۔ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے، کل بروز محشر رب کبریا کو کیا جواب دو گے؟

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد الیاس قادری مدظلہٗ پر تو جارحانہ حملے کرتے ہو، ذرا درج ذیل افراد قدسیہ کے متعلق بھی لب کشائی فرمائیں اور قلم کو حرکت دیں تاکہ آپ کی حقیقت پسندی، اور حقانیت کھل کر عوام الناس کے سامنے آسکے۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی (متوفی ۸۹۸ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سگت را کاش جامی نام بودے
کہ آید بر زبانت گاہے گاہے
تاب وصلت کار پاکاں، من از ایشاں نیستم
چوں سگانم جائے دہ، در سایہ دیوار خویش

عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں:

عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد الشہیر الذی بالجامی نورالدین ابوالبرکات عالم شارک فی العلوم العقلیہ والنقلیہ ......الخ (معجم المؤلفین صفحہ نمبر ۱۲۲ جلد ۵ طبع بیروت)

مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لم یات فی سمرقند قدام بناوہ مثل عبدالرحمٰن الجامی فی جودۃ الطبع۔ الخ

(فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ صفحہ نمبر ۸۷ طبع کراچی)

اسماعیل پاشا بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

نورالدین الجامی شیخ الاسلام الہروی الادیب الصوفی الخ۔

(ہدیۃ العارفین صفحہ نمبر ۵۳۴ جلد اول طبع بیروت)

مولانا فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

آپ علوم ظاہری میں عالم فاضل تھے، ویسے ہی صوفی و ولی کامل ہوئے۔ ۸۷۷ھ میں حج کیا اور دمشق و حلب وغیرہ بلاد شام میں پھرے جہاں کے علماء و فضلاء نے آپ کی بڑی تعظیم و تکریم کی......الخ (حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۳۷۰ طبع لاہور)

خواجہ محمد سیف الدین (متوفی ۱۰۹۸ھ) بن خواجہ محمد معصوم سرہندی (متوفی ۱۰۷۹ھ) بن حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۵ھ) فرماتے ہیں:

من کیستم کہ با تو دم دوستی زنم
چندیں سگان کوئے تو یک کمترین

(مقامات خیر سوانح ابوالخیر شاہ دہلوی مرتبہ ابوالحسن زید فاروقی)

صاحب حدائق الحنفیہ لکھتے ہیں:

خواجہ محمد سیف الدین: عالم، فاضل جامع علوم عقلیہ ونقلیہ، صاحب کمالات ظاہری وباطنی وکرامات......الخ (حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۴۴۳)

صاحب علمائے ہند کا شاندار ماضی لکھتے ہیں:

آپ کے عم محترم محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ولادت کے وقت ہاتف کی بشارت سنی «سلام علیہ یوم ولاد و یوم یموت ویوم یبعث حیا۔ حافظہ آپ کا نہایت قوی تھا، دماغ جید، طبیعت سلیس، صلاحیت اور استعداد اعلیٰ، فطرت نہایت سلیم، انتہا یہ کہ گیارہ سال کی عمر میں والد ماجد نے "فنا قلب" کی بشارت دی۔ علوم ظاہری میں کمال حاصل تھا۔

(علمائے ہند کا شاندار ماضی، صفحہ نمبر ۳۰۲ جلد اول طبع کراچی ۱۳۸۲ھ)

آرزو دارم کہ برخاک درش چوں اوحدی!
جان و دل قربان سگ آں در بسازم خدا

(دیوان اوحدی صفحہ نمبر ۱۳ (فارسی)

آپ کی عظمت کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ پنجاب کے مشہور صوفی بزرگ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ غلام فرید (متوفی ۱۳۱۹ھ) کے پیر ومرشد ہیں۔

سید محمد اکرام الدین بخاری خلیفہ مجاز مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی (متوفی ۱۳۱۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ:

سگ درگاہ جیلاں مجھ کو حق کردے تو شاہوں سے
کہوں دنیا کے کتوا بادشاہت اس کو کہتے ہیں

(تذکرہ اکابر اہل سنت از علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صفحہ نمبر ۷۰ طبع لاہور ۱۹۷۶ء)

مولانا شاہ بخش چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایں سگ سگان خویش را کمتر گدا ول ریش را
بہ تو از ہردم با عطا بالطفہائے بے کراں

(خواجہ محمد شاہ بخش شخصیت اور شاعری صفحہ نمبر ۶۲ طبع خانیوال ۱۹۹۸ء)

امیر حمزہ کے چچازاد بھائی مولوی محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند مقلد وہابی لکھتے ہیں:

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی ہے یہ
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار
جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مرغ و مار
جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب میرے
کہ میں ہوں اور سگانِ حرم کی تیرے قطار

(قصائد قاسمی صفحہ نمبر ۸ طبع ملتان)

رب کائنات ارشاد فرماتا ہے:

"کانھن بیض مکنون" (سورۃ صافات آیت نمبر ۴۹)۔

ترجمہ: "گویا کہ وہ (حوریں) پوشیدہ انڈے ہیں"۔

مندرجہ بالا آیت میں حوروں کو جو انڈوں سے تشبیہ دی گئی ہے اس سے فقط ان کا حسن ظاہری بیان کرنا مقصود ہے نہ کہ وہ حوریں انڈے ہیں۔

حضور پر نور ﷺ نے واقعہ معراج بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"ثُمَّ رُفِعْتُ اِلٰی سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی فَاِذَا نَبِقُھَا مِثْلُ قِلَالِ ھَجَرَ"......الخ

(مشکوٰۃ شریف باب فی المعراج پہلی فصل (عربی، اردو) صفحہ نمبر ۱۵۵ جلد ۳ طبع لاہور)

ترجمہ: "پھر میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے جایا گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے بیر ہجر شہر کے مٹکوں کی مانند ہیں"۔

اس حدیث مبارک میں بیروں کو شہر ہجر کے مٹکوں سے تشبیہ دینا فقط بیروں کی جسامت بیان کرنا مقصود ہے نہ کہ ہجر شہر کے مٹکے بیر بن گئے۔

علامہ ذہبی: حضرت معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

"قال ابن مسعود: کنا نشبہ معاذا بابراہیم الخلیل علیہ السلام، کان امۃ قانتا للہ حنیفا"۔ (تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۱۹ جلد اول طبع احیاء التراث العربی)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم معاذ رضی اللہ عنہ کو ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) سے تشبیہ دیا کرتے تھے، کان امة قانتا للہ حنیفا''۔

تو کیا؟ تشبیہ دینے سے حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مرتبہ پر فائز ہو جائیں گے۔ نہیں نہیں، یہ نا ممکن ہے۔

علامہ ذہبی (م ۷۴۸ھ) حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

''قال ابو البختری سالنا علیا عن ابی موسیٰ قال: صبغ فی العلم صبغة ثم خرج منه''۔ (تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۲۲ جلد اوّل)

ترجمہ: ''ابوالبختری کہتے ہیں ہم نے ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ابوموسیٰ اشعری کے متعلق پوچھا تو فرمایا: جس طرح کپڑے کو رنگ میں ڈبو کر نکالا جاتا ہے انہیں علم میں ڈبو کر نکالا گیا ہے''۔

یہاں تشبیہ سے مراد حضرت ابوموسیٰ اشعری کو ایک متبحر عالم ثابت کرنا مقصود ہے۔ اس لئے علماء نے لکھا ہے:

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ اور مشبہ بہ سے برابری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت (بیوقوفی) ہے۔ (تحفہ اثناعشریہ (فارسی) صفحہ نمبر ۲۱۳ طبع رابع لاہور ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۲ء)

حافظ ابن قیم جوزی (متوفی ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

''انه لایلزم من تشبیه الشئی بالشئی مساواته له''۔

(المنار المنیف صفحہ نمبر ۳۰ طبع بیروت)

کاش! دشتِ طیبہ میں بھٹک کے مرجاتا
پھر سگانِ طیبہ کا میں نوالہ تر ہو جاتا

حل لغات: دشت: جنگل۔ طیبہ: مدینہ منورہ۔ بھٹک کر: بھول کر۔ سگانِ طیبہ: مدینہ منورہ کے کتے۔ نوالہ: لقمہ۔

مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ فرماتے ہیں، کاش! میں مدینہ منورہ کے جنگل میں

راستہ بھول جاتا اور اسی پریشان کے عالم میں مجھے موت آجاتی ، اور میں طیبہ کے کتوں کا نوالہ ہو جاتا (یعنی وہ مجھ کو کھا جاتے)۔

اس شعر میں حب مدینہ کا اظہار کرنا مقصود ہے جس کو فرقہ وہابیہ سمجھنے سے قاصر ہے کیونکہ محبت کے دستور ہی نرالے ہیں۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:
کہ جو شخص محبت کا پیالہ پی لیتا ہے وہ مخمور ہو جاتا ہے ...... الخ

(احیاء علوم الدین جلد ۳ بحوالہ فضائل حج از مولوی محمد زکریا صفحہ نمبر ۱۸۷)

پروفیسر ابوبکر غزنوی (غیر مقلد) لکھتے ہیں:
جس نے عشق کی سوزش کا مزہ نہیں چکھا وہ محبت کی ان کیفیتوں کو کیا جانے؟

من لم یذق حرق الھوی
لم یدر ما جھد البلاء

(ابتدائیہ اولیائے بہاولپور صفحہ نمبر ۱۳ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

مولوی محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند (مقلد وہابی) لکھتے ہیں:
جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مرغ و مار

(قصائد قاسمی صفحہ نمبر ۸ طبع ملتان)

اس شعر میں مولوی محمد قاسم خواہش ظاہر کرتے ہیں کہ اگر میں جیوں تو مدینہ منورہ کے کتوں کے ساتھ پھروں کیونکہ ان کو میرے محبوب کے شہر سے نسبت ہے اور اگر مرجاؤں تو مدینہ منورہ کے مرغ اور سانپ مجھ کو کھا جائیں۔

مولوی محمد قاسم نے قصیدہ بہاریہ ۱۳۰۹ھ میں لکھا تھا جس کا ایک شعر نقل کیا گیا ہے۔ قصیدہ مذکور کو لکھے ہوئے تقریباً ۱۱۶ سال گزر چکے ہیں مگر آج تک کسی مقلد یا غیر مقلد وہابی نے اس شعر پر تنقید و تشنیع نہیں کی۔ (ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین)

قادری صاحب اور مولوی محمد قاسم (مقلد وہابی) کے شعر کا ایک ہی مفہوم ہے۔ مگر

حمزہ نے مولوی محمد قاسم کے شعر پر کوئی جرح نہیں۔ آخر کیوں......؟ اس معمہ کو موصوف ہی حل کریں گے۔ کیا! قادری صاحب اور مولوی محمد قاسم کیلئے شریعت محمدیہ کا الگ الگ حکم ہے جبکہ دونوں کا جرم ایک ہی ہے۔

اعتراض

امیر حمزہ درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

روٹیوں، بوٹیوں، تھالیوں، کتوں اور گدھوں کو سلام

اللہ کے رسول ﷺ پر سلام بھیجنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور وہ وہی سلام ہے کہ جو نماز کے تشہد میں بھی نبی ﷺ پر بھیجنے کا حکم ہے یہ الفاظ نبی نے خود سکھا دیئے اسی طرح درود ابراہیمی بھی سکھا دیا گیا۔ یہ سب مسنون صلوٰۃ وسلام قرآن وحدیث میں سکھا دیئے گئے۔ یہ بھی بتا دیا گیا کہ جب آپ ﷺ کا نام آئے تو ﷺ کہنا چاہئے۔ مگر یار لوگوں نے مسنون صلوٰۃ وسلام چھوڑ کر کتنے ہی من گھڑت اور جعلی درود ایجاد کر لئے۔ احمد رضا بریلوی نے اپنا سلام ایجاد کیا۔ اور اب الیاس قادری صاحب جو کہ بریلوی حضرات کی نئی جماعت "دعوت اسلامی" کے سرپرست ہیں، نے ایک تازہ نیا سلام ایجاد کیا ہے جو کہ حد درجہ مضحکہ خیز ہے نبی ﷺ پر سلام کی آڑ میں آپ کے ادب کو بڑے مزاحیہ انداز میں بیان کرنے کی جسارت کی گئی ہے...... اس کے بعد "مغیلان مدینہ" سے چند اشعار نقل کئے ہیں۔ (جن میں تفصیلی طور پر مدینہ منورہ کی ہر شئی پر سلامتی کی دعا کی گئی ہے)۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۰۹،۱۱۰)

جواب

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اہلسنت نماز میں رحمت عالم ﷺ کے بتائے ہوئے الفاظ ہی میں درود وسلام بھیجتے ہیں۔

مولانا امجد علی رضوی (خلیفہ مجاز مولانا احمد رضا خاں بریلوی نور اللہ مرقدہٗ) لکھتے

ہیں: التحیات میں درج ذیل الفاظ پڑھے جائیں۔

"اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ"......الخ

(بہار شریعت صفحہ نمبر ۱۸۹ جلد اول طبع لاہور)

اور یہی الفاظ تشہد میں پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو یوں کہے:

"اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ"......الخ

(بخاری شریف صفحہ نمبر ۳۲۵ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء، مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب التشہد پہلی فصل)

نیز درود ابراہیمی ہی نماز میں پڑھنا ضروری سمجھتے ہیں دیکھیے بہار شریعت صفحہ نمبر ۱۸۹ جلد اول طبع لاہور۔

محدث کوٹلوی مولانا محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز مولانا احمد رضا بریلوی نور اللہ مرقدہ) لکھتے ہیں۔ لیکن نماز والا درود شریف پڑھنے سے درود کی تعمیل تو ہو گئی، لیکن سلام رہ گیا، سلام کے حکم کی تعمیل نہ ہوئی۔ اس لئے نماز والا درود (یعنی درود ابراہیمی) نماز میں پڑھنا افضل ہے۔ (دلائل المسائل طبع لاہور از مولانا محمد شریف کوٹلوی قدس سرہٗ)

درود ابراہیمی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(بخاری صفحہ نمبر ۹۴۰ جلد ۲، مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفضلہا، پہلی فصل صفحہ نمبر ۸۶ جلد اول)

علامہ شوکانی غیر مقلد (متوفی ۱۲۵۰ھ) کا فیصلہ

(حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں) اس حدیث میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

ابراہیمی پڑھنے کو نماز کے ساتھ مقید کیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ روایت کردہ درود ابراہیمی نماز ہی سے خاص ہے۔ الخ (تحفۃ الذاکرین از شوکانی صفحہ نمبر ۱۱ طبع بیروت)

امیر حمزہ: یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جب آپ ﷺ کا نام آئے تو ﷺ کہنا چاہیے۔
(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۰۹)

جواب

حدیث مبارکہ میں فقط آپ کا نام مبارک سن کر درود شریف پڑھنے کا ذکر ہے اب کون سا درود شریف پڑھا جائے یہ منقول نہیں۔ اور امیر حمزہ کا یہ کہنا کہ یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ جب آپ کا نام آئے تو صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کہنا چاہیے۔ درود پاک کے یہ الفاظ کسی حدیث سے ثابت نہیں اور رسول اللہ ﷺ کی طرف ان کی نسبت کرنا کذب بیانی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ یَّقُلْ عَلَیَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ''۔ (بخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی ﷺ صفحہ نمبر ۳۲ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

ترجمہ: ''جو کوئی میری نسبت وہ بات بیان کرے جو میں نے بیان نہیں کی تو اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ میں تلاش کرے''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
''لَا تَکْذِبُوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ فَلْیَلِجِ النَّارَ''۔
(بخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی ﷺ صفحہ نمبر ۳۲ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

ترجمہ: ''میرے اوپر جھوٹ نہ بولو، کیونکہ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے''۔

بلکہ یہ درود شریف (صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم) فقہاء و محدثین کی اختراع ہے۔ اگر امیر حمزہ اور اس کے حواری خط کشیدہ الفاظ درود کسی حدیث سے ثابت کر دیں تو انعام حاصل کریں۔

اب ہم چند احادیث مبارکہ نقل کرتے ہیں جن میں آپ کا نام نامی سن کر آپ کی ذات اقدس (صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم) پر درود شریف پڑھنے کا حکم ہے اور درود شریف کے

الفاظ منقول نہیں

رسول اللہ ﷺ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: امین (صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ (ﷺ)! آپ نے امین کس پر کہا) آپ نے فرمایا، جبریل علیہ السلام نے کہا: من ذکرت عندہ فلم یصل علیک فابعدہ اللہ فقلت امین۔ جس کے سامنے آپکا ذکر کیا جائے اور آپ پر درود نہ پڑھے اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کردے، میں نے کہا آمین (رواہ ابن حبان والطبرانی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور فرمایا بد بخت ہے وہ شخص یا فرمایا برباد ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر ہو اور وہ آپ کی ذات مبارکہ پر درود نہ بھیجے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بد بخت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود پڑھنا چھوڑ دیا تو اس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یہ جفا ہے کہ میں کسی کے سامنے یاد کیا جاؤں اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا وہ آگ میں داخل ہو (یہ تمام احادیث کتاب "القول البدیع" از امام شمس الدین سخاوی (م ۹۰۲ھ) صفحہ نمبر ۲۳۹ تا ۲۵۹، طبع لاہور ۱۹۹۸ء) سے نقل کی گئی ہیں۔

امیر حمزہ: یار لوگوں نے مسنون صلوٰۃ وسلام چھوڑ کر کتنے ہی من گھڑت اور جعلی درود ایجاد کر لئے۔ احمد رضا نے اپنا سلام ایجاد کیا، اور اب الیاس قادری صاحب جو کہ بریلوی حضرات کی نئی جماعت "دعوت اسلامی" کے سرپرست ہیں ایک نیا تازہ سلام

دیا گیا، جو کہ حد درجہ مضحکہ خیز ہے۔ نبی ﷺ پر سلام کی آڑ میں آپ کے ادب کو بڑے برے انداز میں بیان کرنے کی جسارت کی ہے.....الخ

جواب

قرآن کریم میں مطلق درود شریف پڑھنے کا حکم ہوا ہے۔ احادیث شریفہ میں بھی مطلق درود شریف پڑھنے کی فضیلت آئی ہے۔ اس لئے درود شریف کا کوئی بھی صیغہ ہو سب کے پڑھنے والا فضیلت کا مستحق ہو جائے گا۔ اگرچہ بعض صیغے بسبب ماثورہ ہونے یا بسبب احسن ہونے کے ایک دوسرے سے افضل ہوں۔ جس طرح قرآن کریم کی بعض آیات بہ نسبت بعض کے ثواب میں افضل ہیں، لیکن مطلق فضیلت میں یکساں ہیں

اگر یہ بات ہوتی کہ جو درود شریف جناب رسالت مآب ﷺ نے تعلیم فرمایا ہے اس کے سوا کسی دوسرے درود شریف پڑھنے میں فضیلت نہیں تو صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور آئمہ مجتہدین علیہم الرحمۃ ہرگز درود نئے الفاظ اور نئی عبارت میں نہ پڑھتے اور نہ ہی لکھتے حالانکہ صحابہ کرام سے درود شریف کے کئی الفاظ صحیح مروی ہیں۔ جو حضور ﷺ کے الفاظ نہیں۔ اسی طرح تابعین و تبع تابعین اور آئمہ مجتہدین سے ایسے درود مروی ہیں جن کے الفاظ رسول کریم ﷺ سے ثابت نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ درود شریف کوئی بھی پڑھا جائے فضیلت ضرور ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سدی (م ۱۲۷ھ) جو علمائے تفسیر سے ہیں صحابہ وغیرہ کی ایک جماعت سے نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے قوت بیانیہ عطا فرمائیں اور وہ شخص اس قوت سے صلوٰۃ وسلام فصیح لفظوں سے ادا کرے تو وہ شخص اس حکم کا فرمانبردار سمجھا جائے گا (اذا صلیتم علی فاحسنوا الصلوٰۃ یعنی جب درود پڑھو مجھ پر تو عمدہ درود شریف پڑھو)۔

﴿جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۲۸۲ مطبوعہ کراچی﴾

صحابہ کرام، تابعین اور اولیاء کرام کے خودساختہ درود شریف

امیر حمزہ خاموشی کیوں؟

خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا خودساختہ درود

ان اللہ وملائکۃ یصلون علی النبی الایۃ

"اللّٰھم ربنا لبیک و سعدیک صلوٰۃ اللہ ابراھیم و الملئکۃ المقربین والشھداء والصالحین و ماسبح لک من شئی یا رب العالمین علی محمد ابن عبداللہ خاتم النبیین و سید المرسلین و امام المتقین و رسول رب العالمین الشاھد البشیر الداعی الیک باذنک السراج المنیر و علیہ السلام"۔

﴿الشفاء (اردو) حصہ دوم صفحہ نمبر ۹۲ طبع لاہور از قاضی عیاض اندلسی م ۵۴۴ھ رحمۃ اللہ علیہ﴾

﴿مدارج النبوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) صفحہ نمبر ۷۰۶ جلد ۲﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا خودساختہ درود

"اللّٰھم اجعل صلوٰتک وبرکاتک و رحمتک علی سید المرسلین و امام المتقین و خاتم النبیین محمد عبدک ورسولک امام الخیر ورسول الرحمۃ، اللّٰھم ابعثہ مقاماً محموداً یغبطہ فی الاوّلون والاخرون"۔ (الشفاء صفحہ نمبر ۹۰ جلد ۲ طبع لاہور)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا خودساختہ درود

"اللّٰھم صلی علی محمد و علی ال محمد سید العرب والعجم المبعوث علی کافۃ الامم و صل یارب آل محمد برحمتک یا ارحم الراحمین"۔ (جواہر الاولیاء صفحہ نمبر ۲۸۳ طبع اسلام آباد ۱۹۷۶ء، تالیف سید باقر بن سید عثمان بخاری)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا خودساختہ درود

"اللّٰھم صلی علی محمد عبدک ورسولک" (الشفاء صفحہ نمبر ۹۰ جلد ۲ طبع لاہور)

حضرت امام حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کا خود ساختہ درود

''اللّٰھم صلی علی محمد النبی الامی و آلہ وسلم''۔

(جواہر الاولیاء صفحہ نمبر ۲۶۶ طبع اسلام آباد ۱۹۷۶ء)

حضرت امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہما کا خود ساختہ درود

''اللّٰھم صلی علی محمد فی الاوّلین وصل علی محمد فی الاٰخرین و صلی علی محمد الی یوم الدین''۔

(القول البدیع از علامہ سخاوی (۹۰۲ھ) صفحہ نمبر ۵۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا خود ساختہ درود

''اللّٰھم تقبل شفاعۃ محمد الکبریٰ وارفع درجتہ العلیاء واعطہ سولہ فی الآخرۃ والاولیٰ کماالیت ابراھیم و موسیٰ'' (اسنادہ جید قوی صحیح)

(القول البدیع صفحہ نمبر ۴۶)

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کا خود ساختہ درود

''اللّٰھم صلی علیٰ محمد وعلیٰ آلہ اصحابہ اولادہ وازواجہ ذریتہ واھل بیتہ واصھارہ والصارہ واشیاعہ مجیبہ و امتہ معھم اجمعین''۔

(الشفاء صفحہ نمبر ۹۳ حصہ دوم ☆ القول البدیع صفحہ نمبر ۴۷)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا خود ساختہ درود

''اللّٰھم صل علی ابدا افضل صلوٰتک علی سیدنا محمد عبدک ورسولک النبی الامی وآلہ وسلم''۔ (جواہر الاولیاء صفحہ نمبر ۲۶۷)

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا خود ساختہ درود

''اللّٰھم صل وسلم علیٰ حبیبک و قریبک و نبیک و مظھر ربوبیتک و مثال حضرتک و تمثال قدرتک روح القدس معطی الحیاۃ والفضیلۃ بامرک بکثیر العوالم مفیض نواطق النفوس صاحب الظفر والتعالیٰ شموس نورک''۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۲۸۵ طبع کراچی)

محدث شمس الدین محمد جزری (متوفی ۸۳۳ھ) کا خود ساختہ درود

"صلی اللہ علیہ وسلم و علی الہ وصحبہ صلوۃ تکون عن النار لعم
الجنۃ وسلم و شرف و کرم"۔

(بستان المحدثین صفحہ نمبر ۲۹ طبع کراچی از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ)

محدث ابن الامام تقی الدین عسقلانی (متوفی ۷۶۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا خود ساختہ درود

"صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ و صحبہ الاتقیاء البررۃ صلوۃ ھی لنا فی
القیامۃ مدخرۃ وسلم تسلیما کثیرا و شرف محمد و عظم و کرم"۔

(بستان المحدثین صفحہ نمبر ۵۰ طبع کراچی)

محدث ابو منصور عبدالخالق بن زاہر بن طاہر الشحامی (م ۵۴۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا خود ساختہ درود

"الصلوۃ والسلام علی المفضل علی جمیع خلقہ محمد و الہ
الطیبین و صحبہ الطاھرین"۔ (بستان المحدثین صفحہ نمبر ۶۳ طبع کراچی)

محدث جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا خود ساختہ درود

"صلی اللہ علی من لا نبی بعدہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم
کلما ذکرہ الذاکرون وغفل عن ذکرہ الغافلون"

(الاتقان فی علوم القرآن از سیوطی صفحہ نمبر ۲۰۶ جلد ۱ طبع مصر)

صاحب مجمع اسماعیل (محدث) رحمۃ اللہ علیہ کا خود ساختہ درود

"وصلی اللہ علی نبیہ محمد نبی الرحمۃ او الرسالۃ و علی الہ
وسلم کثیرا"۔ (بستان المحدثین صفحہ نمبر ۹۰ طبع کراچی)

حضرت سید محمد رفاعی مکی رحمۃ اللہ علیہ کا خود ساختہ درود

"اللھم صل وسلم علیٰ سیدنا محمدن النبی الذی جمعت بہ شتات
النفوس و نبیک الذی جلات بہ ظلام القلوب و حبیبک الذی اخترتہ
علی کل حبیب"۔ (جواہر الاولیاء صفحہ نمبر ۲۸۲)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا خود ساختہ درود اور اس کی فضیلت

عبداللہ بن حکم کہتے ہیں، میں نے خواب میں شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا: مجھ پر رحم کیا اور مجھے بخش دیا اور مجھے بہشت کیلئے یوں آراستہ بنایا جیسے عروس (دلہن) کو آراستہ کیا جاتا ہے اور میرے اوپر یوں نچھاور کیا جیسے دلہن پر کیا کرتے ہیں، میں نے کہا کہ آپ کو یہ وجہ کیسے ملا؟ کہا کہ "کتاب الرسالۃ" میں جو درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھا ہے اس کا عوض یہ ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیوں کر ہے فرمایا وہ الفاظ یہ ہیں:

"صل اللہ علی محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون و عدد ما غفل من ذکرہ الغافلین" صلی اللہ علیہ وسلم

(القول البدیع، صفحہ نمبر ۱۲۳ طبع سیالکوٹ)

(جلاء الافہام از ابن قیم صفحہ نمبر ۲۲۸ طبع لاہور ۱۹۸۲ء)

(جذب القلوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۲۷۰ طبع کراچی)

علامہ محدث طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کا خود ساختہ درود شریف اور اس کی فضیلت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس درود شریف کو محدث طبرانی نے خود انشاء کیا ہے یعنی یہ درود ان کا خود ساختہ درود ہے۔

"اللهم لك الحمد بعدد من حمدك و لك الحمد بعدد من لم يحمدك و لك الحمد كما تحب ان تحمد اللهم صل علىٰ محمد بعدد من صل عليه وصل علىٰ محمد و من لم يصل عليه وصل على محمد كما تحب ان تصلي عليه"۔

علامہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان الفاظ درود پاک کو انہوں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درود پاک کو سن کر تبسم فرمایا، حتیٰ کہ آپ کی کچلیاں کھل گئیں اور آپ کے ثنایا مبارک سے نور ظاہر ہونے لگا۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۲۷۳ طبع کراچی)

ایک خود ساختہ درود شریف اور اس کی فضیلت

"اللّٰھم صل علی محمد وعلیٰ الہ محمد صلاۃ انت لھا اھل و
ھواھل و بارك وسلم"۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس درود پاک کو حسن قبول اور شرف قبولیت حاصل ہے۔ ایک بزرگ مدینہ منورہ میں زیارت کیلئے حاضر ہوئے اور اپنی مدت اقامت میں انہوں نے اس درود پاک کا ورد رکھا۔ جب مدینہ منورہ سے رخصت ہونے لگے تو حضور ﷺ نے ان سے (خواب میں) فرمایا کہ چند دن تم یہاں اور ٹھہرو، کیونکہ تمہارا درود پڑھنا ہمیں بہت پسند آیا ہے۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۲۸۵ طبع کراچی)

حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقی (متوفی ۱۱۳۱ھ) کا خود ساختہ درود

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"امرلی سیدی الوالد بھذہ من الصلوٰۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اللّٰھم صل علی محمدن النبی الامی والہ وبارك وسلم، قال قراتھا فی المنام علی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم فاستحسنھا"۔

(درالثمین فی مبشرات النبی الامین صفحہ نمبر ۱۳۵ از شاہ ولی اللہ طبع لائل پور ۱۹۷۰ء)

ترجمہ: "والد محترم نے مجھے حکم دیا کہ درود شریف اس صیغہ سے پڑھا کرو: اللّٰھم صل علی محمدن النبی الامی والہ وبارك وسلم، میرے والد گرامی نے فرمایا کہ یہ درود شریف میں نے خواب میں پڑھا تو حضور ﷺ نے اس کو پسند فرمایا"۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا خود ساختہ درود اور اس کی فضیلت

ابوبکر محمد بن عمر سے روایت ہے کہ میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ شبلی آئے، ابوبکر کھڑے ہو گئے۔ معانقہ کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے کہا اے میرے سردار آپ شبلی کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں، حالانکہ آپ اور تمام بغداد کے باشندے خیال کرتے ہیں کہ وہ دیوانہ ہے، کہا میں نے اس کے ساتھ وہ کیا جو نبی ﷺ نے کیا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ شبلی رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئے آپ نے ان کی پیشانی

کر دیا۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! آپ شبلی کے ساتھ ایسی عنایت فرماتے ہیں؟ فرمایا: یہ ہر نماز کے بعد لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ...... آخر تک پڑھتا ہے اور پھر درود مجھ پر پڑھتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے، کہا اس نے کوئی فرض نماز نہیں پڑھی لیکن اس کے آخر میں لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ...... آخر تک پڑھا اور تین بار صلی اللہ علیک یا محمد (ﷺ) پڑھا۔ ابوبکر محمد بن عمر کہتے ہیں کہ میں پھر شبلی کے پاس گیا اور پوچھا نماز کے بعد کیا ذکر کرتے ہو تو انہوں نے ایسے ہی بیان کیا۔

(جلاء الافہام از حافظ ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) مترجم شیخ لاہور ۱۹۷۶ء، صفحہ نمبر ۲۵۸، اردو ترجمہ مولوی محمد سلیمان منصور پوری)

محدثین کرام کا خود ساختہ درود شریف

۱)۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵۶ھ)۔

۲)۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۱ھ)۔

۳)۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۹ھ)۔

۴)۔ امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۵ھ)۔

۵)۔ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔

۶)۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۰۳ھ)۔

و دیگر محدثین کرام کا طریقہ کار ہے کہ وہ حدیث رسول نقل کرتے وقت حضور سید عالم ﷺ کے اسماء گرامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھتے ہیں۔ یہ درود و سلام نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں، بلکہ یہ محدثین کا خود ساختہ درود ہے۔

درود و سلام "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کی فضیلت

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "جمع الجوامع" کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حفص بن عبداللہ سے روایت کی کہ میں نے ابوزرعہ (محدث) کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ آسمان دنیا پر فرشتوں کی امامت کرا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ تم کو یہ رتبہ کس عمل سے ملا؟ تو انہوں نے فرمایا:

کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ہزار ہا حدیث لکھی ہیں اور میں نے ہر حدیث میں "قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کہا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "من صل علی صلاۃ صلی اللہ علیہ عشرا"۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۲۶۹ طبع کراچی)

حضرت حسن بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا فرمایا اے ابو علی! کاش تو دیکھ لے کہ جو صلوٰۃ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی کتاب میں لکھی تھی وہ ہمارے آگے کیسی روشن اور نورانی ہو رہی ہے۔ (جلاء الافہام از ابن قیم جوزی صفحہ نمبر ۲۳۷ طبع لاہور)

حضرت ابو الحسن بن علی میمونی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

کہ میں نے شیخ ابو علی حسن بن عیینہ رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا ان کی ہاتھوں کی انگلیوں پر کوئی چیز سبز یا زعفران سے لکھی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا کہ استاذ! میں آپ کی انگلیوں میں ایک ملیح تحریر دیکھتا ہوں، یہ کیا ہے؟

فرمایا اے لڑکے یہ طفیل ہے حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنے کا اور یہ طفیل ہے حدیث میں لفظ "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" لکھنے کا۔

(جلاء الافہام صفحہ نمبر ۲۳۷)

حضرت محمد بن ابی سلیمان کہتے ہیں: میں نے اپنے والد گرامی کو خواب میں دیکھا، میں نے پوچھا پیارے باپ خدا تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا مجھے بخش دیا۔ میں نے کہا کیونکر؟ کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھنے کے باعث۔ (جلاء الافہام صفحہ نمبر ۲۳۸)

حضرت سفیان بن عیینہ نے کہا مجھ سے خلف صاحب خلقان نے روایت کیا ہے کہ میرا ایک صدیق (ساتھی) تھا، میرے ساتھ طلب حدیث کیا کرتا تھا۔ وہ مر گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا اس پر سبز پوشاک تھی۔ دامن کشاں چلتا تھا۔ میں نے کہا تو میرے ساتھ حدیث طلب نہ کیا کرتا تھا؟ کہا ہاں! میں نے کہا۔ پھر تو اس درجہ پر کیوں کر پہنچ گیا؟ کہا جو ایسی حدیث آئی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ہوتا، میں اس کے اوپر صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دیا کرتا تھا اس کا بدلہ یہ ہے کہ جو تم میرے اوپر پوشاک دیکھ رہے ہو۔

(جلاء الافہام صفحہ نمبر ۲۳۸ طبع لاہور ۱۳۹۲ھ)

وہابیہ نجدیہ کے خودساختہ (بناوٹی) درود

محمد بن عبدالوہاب نجدی کا خودساختہ درود

''صلی اللہ علی سیدنا محمد و الہٖ و صحبہٖ اجمعین''۔

(کتاب التوحید صفحہ نمبر ۲۳۰ طبع کویت)

قاضی محمد سلیمان منصور پوری کا خودساختہ درود

''افضل صلوتہ و سلامہ و تحیاتہ الطیبات المبارک و اکرامہ علی رسولہ و حبیبہ و صفوتہ محمد الامین خاتم النبیین و سید المرسلین و صلی اللہ علیہ و الہٖ الطیبین الطاہرین''۔

(شرح اسماء الحسنیٰ صفحہ نمبر ۹ طبع لاہور ۱۹۷۳ء/۱۳۹۳ھ)

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز مفتی اعظم سعودی عرب کا خودساختہ درود

''صلی اللہ علیٰ نبینا محمد و الہ و صحبہ''۔

(عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ تالیف شیخ محمد صالح، مقدمہ عبدالعزیز بن عبداللہ صفحہ نمبر ۹ طبع راولپنڈی ۱۴۱۰ھ)

شیخ محمد الصالح العثیمین سعودی عرب کا خودساختہ درود

''صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ و من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین''۔ (عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ صفحہ نمبر ۱۰)

الشیخ عبدالرحمٰن بن حسن آل الشیخ (متوفی ۱۲۸۵ھ) کا خودساختہ درود

''صلی اللہ علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین''۔

(قرۃ العیون الموحدین: صفحہ نمبر ۶۹۷ جلد دوم)

حافظ ابن قیم جوزی (متوفی ۷۵۱ھ) کا خودساختہ درود

''صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا و مولانا محمد و آلہٖ وصحبہ وسلم''۔

(المنار المنیف صفحہ نمبر ۱۵۵ طبع بیروت ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء)

ابن تیمیہ کا خودساختہ درود

''وصلاته و سلامه على محمد خاتم النبيين و آله و صحبه اجمعين''۔ (الحموية الكبرىٰ صفحہ نمبر ۲۹ طبع لاہور)

قاضی محمد سلیمان منصور پوری کا دوسرا خود ساختہ درود

''فصلى الله عليه وبارك وسلم وعلىٰ آله وازواجه و خلفائه واصحابه صلوٰة دائماً سرمداً''۔

(رسالہ عشرہ از قاضی محمد سلیمان: صفحہ نمبر ۳ طبع ۱۹۷۲ء)

مولوی عبدالسلام بستوی دہلوی کا خود ساختہ درود

''الصلوٰة والسلام علىٰ جميع الانبياء وسيد المرسلين''۔

(اسلامی تعلیم صفحہ نمبر ۸۳۰ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

نواب صدیق الحسن خاں بھوپالی کا خود ساختہ درود

''الصلوٰة والسلام على رسوله و خاتم الانبياء محمدن النبى اصطفاه سائر العرب والعجم و علىٰ آله واصحابه''۔

(الشمامة العنبرية من مولد خير البرية صفحہ نمبر ۲ طبع بھوپال ۱۳۰۵ھ)

سید بدیع الدین سندھی (وہابی) کا خود ساختہ درود

''الصلوٰة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وصحبه اجمعين''۔ (مقدمہ ہدایۃ المستفید صفحہ نمبر ۲۹ طبع لاہور)

محمد بن عبدالوہاب نجدی کا دوسرا خود ساختہ درود

''الصلوٰة والسلام على نبينا محمد الامين و على آله وصحبه والتابعين'' (تحفہ وہابیہ (دوسرا رسالہ محمد بن عبدالوہاب صفحہ نمبر ۵۶ طبع امرتسر ۱۹۲۷ء)

محمد بن عبدالوہابؒ کے استاذ محمد حیاۃ سندھی کا خود ساختہ درود

''وصل وسلم على من له خلق عظيم و على آله واصحابه الذين دينهم الدين القويم''۔ (درۃ فی اظہار غش نقد الصرۃ از حیاۃ سندھی صفحہ نمبر ۳ طبع کراچی ۱۳۱۳ھ)

احسان الٰہی ظہیر کا خود ساختہ درود

''الصلوٰۃ والسلام علی من لانبی وحدہ و علی آلہ وصحبہ''۔

(مرزائیت اور اسلام صفحہ نمبر ۱۲ طبع لاہور ۱۹۸۴ء)

مولوی محمد اسماعیل سلفی وہابی کا خود ساختہ درود

''الصلوٰۃ والسلام علی سید الخلق محمد خاتم النبیین وعلی اصحابہ وآلہ''۔ الخ (جمعیت حدیث صفحہ نمبر ۱۵ طبع لاہور ۱۹۸۱ء/۱۴۰۱ھ)

مولوی عبدالجبار غزنوی امرتسری کا خود ساختہ درود

''اصل واسلم علیٰ نبیہ خیر الوریٰ''۔

(سوانح عمری مولوی عبداللہ غزنوی از عبدالجبار غزنوی صفحہ نمبر ا طبع لاہور)

مولوی محمد بشیر سہوانی غیر مقلد وہابی کا خود ساختہ درود

''الصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین''۔

(البرہان العجاب صفحہ نمبر ا طبع ثانی کبیر والا ۱۴۰۳ھ)

مولوی عبدالسلام بستوی دہلوی کا دوسرا خود ساختہ درود

''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ''۔

کو درود شریف تسلیم کرنا (یہ علیحدہ بات ہے کہ پاکستان میں پڑھا جائے یا صرف روضہ انور پر) (موصوف لکھتے ہیں) اس کے بعد اگر کسی نے رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کرنے کی درخواست کی ہے تو اس کی طرف سے سلام کا پیغام پہنچا دو اگر تم عربی جانتے ہو تو عربی میں، ورنہ اردو میں، مثلاً راقم الحروف نے تم سے اپنا سلام دربار رسالت میں پہنچانے کی درخواست کی ہے تو یوں کہو: الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ من عبدالسلام بن یادعلی بستوی بعدد معلومات اللہ تعالیٰ، آپ سلام کو سن کر جواب دیتے ہیں۔

(اسلامی تعلیم صفحہ نمبر ۱۸۲۶ از مولوی عبدالسلام بستوی طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

بغض رضا نے امیر حمزہ کے دماغ کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے اور اس کے فکر و شعور کا جنازہ نکل چکا ہے۔ مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اردو زبان میں بارگاہِ نبوی میں سلام نظم کیا ہے۔ مولانا بریلوی کے ہمعصر، پہلے اور بعد کے شعراء کرام نے بھی سلام کی

صورت میں بارگاہ رسالت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ مگر یہ کیا وجہ ہے کہ مولانا احمد رضا پر تو تنقید کی جاتی ہے اور انہیں خود ساختہ سلام اختراع کرنے کا طعنہ دیا جاتا ہے اور دیگر شعرائے کرام پر جرح نہیں کی جاتی، معلوم ہوتا ہے کہ موصوف نے فقط سعودی ریالوں کو ہضم کرنے کا یہ شریفانہ طریقہ اختیار کیا ہے۔ مذہب حقہ اہلسنت، مولانا احمد رضا بریلوی اور مولانا محمد الیاس پر تنقید کرتے رہو اور سعودی ریال وصول کرتے رہو۔

ہم مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلام کے ساتھ دیگر شعراء کرام کے بھی سلام تحریر کرتے ہیں اور امیر حمزہ نجدی وہابی سے ان پر بھی حکم شرعی لگانے کی استدعا کرتے ہیں تاکہ ان کی منافقانیت منظر عام پر آجائے۔

مولانا احمد رضا بریلوی کے "سلام" کے متعلق پروفیسر سلیم چشتی لکھتے ہیں:

مولانا احمد رضا بریلوی نے سرکار ابد قرار، زبدۂ کائنات فخر موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جو منظوم سلام پیش کیا ہے اسے یقیناً شرف قبولیت حاصل ہو گیا ہے کیونکہ ہند و پاک میں شاید ہی کوئی عاشق رسول ایسا ہو جس نے اس کے دو چار شعر حفظ نہ کر لئے ہوں۔ (ندائے حق، جون پور صفحہ نمبر ۳۱)

مولانا احمد رضا بریلوی حنفی قادری نور اللہ مرقدہٗ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام ...... شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
مہر چرخ نبوت پہ روشن درود ...... گل باغ رسالت پہ لاکھوں سلام
شہریار ارم تاجدار حرم ...... نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام
شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود ...... نوشہ بزم جنت پہ لاکھوں سلام
عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود ...... فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام
نور عین لطافت پہ الطف درود ...... زیب و زین نظافت پہ لاکھوں سلام
صاحب رجعت شمس و شق القمر ...... نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام
جس کے زیر لوا آدم و من سوا ...... اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں ...... اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام
فتح باب نبوت پہ بے حد درود ...... ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام
شرق انوار قدرت پہ نوری درود ...... فتق ازہار قربت پہ لاکھوں سلام
سر غیب ہدایت پہ غیبی درود ...... عطر جیب نہایت پہ لاکھوں سلام
شاہ لاہوت خلوت پہ لاکھوں درود ...... شاہ ناسوت جلوت پہ لاکھوں سلام
اصل ہر بود و بہبود تخم وجود ...... قاسم کنز نعمت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا ...... مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰ طبع لاہور)

شیخ جمال الدین الصرصری (متوفی ۱۲۵۸ء)

سلام

یا نبی الھدیٰ علیک السلام ...... کلما عاقب الضیاء الظلام
زادك الله رفعة و جلالاً ...... و بهاءً و عزةً لا ترامُ
قد قطعنا الیك فجا عمیقاً ...... بقلوبٍ بها الیك اوام
نطلب الفضل منك یا خیر هادٍ ...... فلدیك الاحسان والانعام
منك بذل الندیٰ و حسن قریٰ ...... الضیف و من جودك استفاد الكرام
انت بالبشر والسماح ملی ...... ولنا بالسریٰ الیك ذمام
انت نعم الشفیع فی الموقف ...... الاكبر ان طال بالانام المقام
فجدیر ان لا نخیب لدیك الیوم ...... راجٍ شعاره الاسلام
ان یكن عاقنا القضاء و طالت ...... بالمطایا عن قصدك الایام
فلنا جنةٌ الیك ومنا ...... كل وقت یهدیٰ الیك سلام

(نقوش رسول نمبر جلد دہم صفحہ نمبر ۲۱۰ طبع لاہور)

مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ

۶۰۴/۱۲۰۷ء......۶۷۲/۱۲۷۳ء

سید و سرور محمد، نور جان.......... مہتر و بہتر شفیع مجرمان

اے نادرہ دوران از مات سلام اللہ ...اے یوسف مصر جان از مات سلام اللہ

اے محرم راز حق دانستہ حق از مطلق ...شک نیست در دین الحق از مات سلام اللہ

اے داروی درد دل وے حل ہمہ مشکل ...وے فاضل واے عاقل از مات سلام اللہ

اے آنکہ تو سلطانی وے آنکہ تو خاقانی ...اے آنکہ تو چون جانی از مات سلام اللہ

اے عارف دیرینہ وے خازن گنجینہ ...اے سینہ بے کینہ از مات سلام اللہ

اے آدم مشتاقان وے عیسیٰ غمناکان ...وے مہدی ہر پاکان از مات سلام اللہ

اے مہتر شہبازان وے شاہ سرفرازان ...اے سرور جانبازان از مات سلام اللہ

اے بخت سعید من وے وعدہ وعید من ...وے روئے تو عید من از مات سلام اللہ

ہم صدق و صفا داری ہم عدل و وفاداری ...ہم حلم و حیاداری از مات سلام اللہ

ہم جود و سخا داری ہم لطف خداداری ...ہم ملک بقا داری از مات سلام اللہ

ہم مرد خدائی تو ہم راہ نمائی تو ...ہم درد و دوائی تو از مات سلام اللہ

ہم جان و جہانی تو ہم امن امانی تو ...ہم گنج نہانی تو از مات سلام اللہ

ہم راحت روحی تو ہم فتح و فتوحی تو ...ہم جام صبوحی تو از مات سلام اللہ

ہم آب حیاتی تو ہم دفع مماتی تو ...ہم قدر براتی تو از مات سلام اللہ

ہم مسجد و محرابی ہم ہادی اصحابی ...ہم مونس احبابی از مات سلام اللہ

ہم سوری و ہم سرور ہم ہیروی و ہم عرعر ...ہم حسنی و ہم زیور از مات سلام اللہ

اے میر جوان ختم وے خاک درت تختم ...وے دولت وے ختم تو از مات سلام اللہ

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰ صفحہ نمبر ۳۱۷ طبع لاہور)

یحییٰ اعظمی المتوفی ۱۹۷۲ء

سلام اس پر ہوئی جس سے منور بزم امکانی — سلام اس پر رخ اقدس تھا جس کا شمع نورانی
سلام اس پر لقب تھا رحمۃ للعالمین جس کا — سلام اس پر کہ خود اک نام نامی تھا امیں جسکا
سلام اس پر کہ تھا ہمدرد مخلص غم نصیبوں کا — سلام اس پر کہ تھا غمخوار مسکینوں غریبوں کا
سلام اس پر یتیموں کا ہمیشہ جس نے غم کھایا — سلام اس پر جو دلسوزی سے بیواؤں کے کام آیا
سلام اس پر کہ خود الفقر فخری جس نے فرمایا — سلام اس پر دلوں کو سوز حق سے جس نے گرمایا
سلام اس پر دیا عدل و اخوت کا سبق جس نے — سلام اس پر سنایا دہر کو پیغام حق جس نے
سلام اس پر عدو پر جس نے رفق و لطف فرمائے — سلام اس پر عوض پتھر کے جس نے پھول برسائے
سلام اس پر جو بن کر رحمۃ للعالمین آیا — سلام اس پر جو از سر تا قدم لطف آفریں آیا
سلام اس پر مٹایا جس نے فرق خواجہ و مولا — 〃 〃 اس پر اٹھائی جس نے رسم بندہ و آقا
سلام اس پر فقیری میں تھی جسکی شان سلطانی — سلام اس پر شتربانوں کو دی جس نے جہانبانی
سلام اس پر سہے حق کیلئے رنج و محن جس نے — سلام اس پر خدا کی راہ میں چھوڑا وطن جس نے
سلام اس پر صفت والشمس جسکے روئے انور کی — سلام اس پر شبستان جہاں جس نے منور کی
سلام اس پر کہ تھا نور قدم کا پیکر آخر — سلام اس پر کہ تھا حسن ازل کا مظہر آخر
سلام اس پر خدا تھا صاحب عرش بریں جسکا — سلام اس پر جمال افروز تھا روح الامیں جسکا
سلام اس پر کہ تھی جس کی صفت مزمل و یسین — سلام اس پر بتائے جس نے دیں کے حکمت و آئیں
سلام اس پر رگ فطرت کو بخشی زندگی جس نے — سلام اس پر رخ ہستی کو دی تابندگی جس نے
سلام اس پر کتاب قدس ہے نعت و ثنا جسکی — سلام اس پر زبان وحی ہے رمز آشنا جس کی
سلام اس پر ہیں جلوہ گاہیں جسکی یثرب و بطحا — سلام اس پر کہ جسکی خوابگاہ ہے گنبد خضرا

سلام اس پر جوار پاک جس کا رشک سینا ہے
سلام اس پر دیار محترم جس کا مدینہ ہے

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰، صفحہ نمبر ۱۳۱، طبع لاہور)

حفیظ جالندھری مرحوم المتوفی ۱۹۸۲ء

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی ...... سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی
سلام اے ظل رحمانی، سلام اے نور یزدانی ...... ترا نقش قدم ہے زندگی کی لوح پیشانی
سلام اے سر وحدت اے سراج بزم ایمانی ...... زہے یہ عزت افزائی زہے تشریف ارزانی
ترے آنے سے رونق آگئی گلزار ہستی میں ...... شریک حال قسمت ہو گیا پھر فضل ربانی
سلام اے صاحب خلق عظیم انساں کو سکھلا دے ...... یہی اعمال پاکیزہ یہی اشغال روحانی
تیری صورت، تری سیرت، ترا نقشہ، ترا جلوہ ...... تبسم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی
اگرچہ فقر فخری رتبہ ہے تیری قناعت کا ...... مگر قدموں تلے ہے فر کسرائی وخاقانی

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰، صفحہ نمبر ۳۱۹، طبع لاہور)

اسماعیل میرٹھی المتوفی ۱۹۱۷ء

علیک السلام اے شفیع البرایا ...... اولوالعزم تجھ سا نہ آئے نہ آیا
علیک السلام اے امین الٰہی ...... کہا جو خدا نے وہ تو نے سنایا
علیک السلام اے رفیع المدارج ...... کسی نے نہیں تیرے رتبے کو پایا
علیک السلام اے ستودہ خصائل ...... فدا خلق پر تیرے اپنا پرایا
علیک السلام اے جمیل الشمائل ...... جواد و رؤف و کریم السجایا
علیک السلام اے امان دو عالم ...... ترا دامن لطف ہے سب پہ چھایا
علیک السلام اے جمال معانی ...... نہ تھا تیرے جسم مطہر کا سایہ
علیک السلام اے محب غریباں ...... ترے حلم نے بار امت اٹھایا
علیک السلام اے ترا نور اقدس ...... ہے سلطان اور جملہ عالم رعایا
علیک السلام اے تجھے ذات حق نے ...... جو اول بنایا تو آخر دکھایا
علیک السلام اے شہنشاہ وحدت ...... کہ توحید کا تو نے سکہ بٹھایا
علیک السلام اے طبیب نہانی ...... دلوں میں جو تھے روگ سب کو مٹایا

السلام اے شفائے مجسم ...... عجب تو نے صحت کا نسخہ پلایا
السلام اے سوار سبک رو ...... کسی نے تری گرد رہ کو نہ پایا
السلام اے رسالت پناہی ...... خدا کا ہمیں تو نے رستہ دکھایا
السلام اے ہدایت کے مرکز ...... تجھے حق نے انسان کامل بنایا
درود و سلام وصلوٰۃ و تحیت
یہ لایا ہے حامد تحف اور ہدایا

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰، صفحہ نمبر ۳۹۰ طبع لاہور)

عبدالباری آسی (المدنی) لکھنوی المتوفی ۱۹۳۹ء

وہی ہیں طاہر وہی مطہر وہی ہیں شافع وہی پیمبر
وہ سب سے افضل وہ سب سے بالا وہ سب کے رہبر وہ سب سے برتر
تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
شفیق سب کے ادیب سب کے انیس سب کے خلیل سب کے
رفیق سب کے حبیب سب کے رئیس سب کے کفیل سب کے
تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
مہ منور ہیں وہ عرب کے نہ ابر ان پر نہ کوئی ہالا
جہاں کے حق میں سبب طرب کے بہ لطف برتر بہ خلق اعلا
تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
حکیم امت رحیم صورت کریم سیرت عظیم ہیبت
شریف طینت قسیم جنت دلیل ملت رفیع رفعت
تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
شہیر عالم بہ خوش کلامی عرب کے والی عجم کے حامی
جہاں کے مولا جہاں میں نامی بہ دل مکرم بہ جاں گرامی

تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
ملا نہ اب یہ ملے گا درجہ ہوا ہے ایسا نہ کوئی ہوگا
اسی سے ظاہر ہے ان کا رتبہ کہ خود ثنا گو ہے حق تعالیٰ
تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
وہ ساتھ شمع ہدیٰ جلائے تو بت ہوئے خیرہ سر جھکائے
چراغ ملت کے یوں جلائے کہ ذرے دنیا کے جگمگائے
تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
کہاں تک آسی یہ ہرزہ کوشی کہاں تک آخر یہ سخت جوشی
کہاں تک اتنی سخن فروشی یہ کہہ کے ہوا مائل خموشی

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰، صفحہ نمبر ۳۹۱، طبع لاہور)

بہزاد لکھنوی المتوفی ۱۹۵۵ء

آنکھ فدائے روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قلب نثار کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خوشبوئے کونین سے بہتر پھولوں سے برتر کلیوں سے بڑھکر
خوشبوئے گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
دنیا میری ذکر مدینہ، دین مرا دیں شہ بطحا
ایماں مرا روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
چشم ونظر کا ذکر ہی کیا ہے ذکر ہی کیا ہے فکر ہی کیا ہے
کہتا ہے، دل چل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
روح ہے لرزاں دل ہے پریشاں آنکھ ہے تر چہرہ افسردہ
لائی صبا پھر بوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
رنج والم کب ہیں میرے شایاں کیوں نہ رہوں بہزاد میں شاداں

بن کے گدائے کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰، صفحہ نمبر ۳۹۲، طبع لاہور)

حسرت موہانی المتوفی ۱۹۵۱ء

مظہر شان کبریا صلی علی محمد (ﷺ) ...... آئینہ خدا نما صلی علی محمد (ﷺ)

موجب ناز عارفاں، باعث فخر صادقاں ...... سرور و خیر انبیاء صلی علی محمد (ﷺ)

مرکز عشق دل کشا، مصدر حسن جاں فزا ...... صورت و سیرت خدا صلی علی محمد (ﷺ)

مونس دل شکستگاں، پشت پناہ خستگاں ...... شافع عرصہ جزا صلی علی محمد (ﷺ)

حسرت اگر رکھے ہے تو بخشش حق کی آرزو ...... ورد زباں رہے سدا صلی علی محمد (ﷺ)

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰، صفحہ نمبر ۳۹۳، طبع لاہور)

بیدم شاہ وارثی المتوفی ۱۹۳۳ء

آئی نسیم کوئے محمد ﷺ ...... کھنچنے لگا دل سوئے محمد ﷺ

کعبہ ہمارا کوئے محمد ﷺ ...... مصحف ایماں روئے محمد ﷺ

لے کے مراد دل آئیے، مرجائیے، مٹ جائیے ...... پہنچیں تو ہم تا کوئے محمد ﷺ

طوبیٰ کی جانب تکنے والو، آنکھیں کھولو، ہوش سنبھالو ...... دیکھو قد دلجوئے محمد ﷺ

نام اسی کا باب کرم ہے، دیکھو یہی محراب حرم ہے ...... دیکھیے خم ابروئے محمد ﷺ

بھینی بھینی خوشبو مہکی، بیدم دل کی دنیا مہکی ...... کھل گئے جب گیسوئے محمد ﷺ

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰، طبع لاہور)

مقلد اور غیر مقلد وہابیوں کے سلام ماہر القادری (مقلد وہابی)

المتوفی ۱۹۷۸ء

سلام اس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی ...... سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے سمجھائے ...... سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

سلام اسپر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں ...... سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

سلام اسپر کہ دشمن کو حیات جاوداں دے دی ...... سلام اسپر ابوسفیان کو جس نے اماں دے دی

سلام اسپر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں ...... سلام اس پر ہوا مجروح جو بازار طائف میں

سلام اس پر وطن کے لوگ جس کو تنگ کرتے تھے ...... سلام اس پر کہ گھر والے بھی جس سے جنگ کرتے تھے

سلام اس پر کہ جس گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا ...... سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

سلام اس پر جو سچائی کی خاطر دکھ اٹھاتا تھا ...... سلام اس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰، صفحہ نمبر ۳۱۵، طبع لاہور)

مولوی ثناء اللہ امرتسری

سلام اس نور رب العالمین پر ☆ سب اس کی آل و اصحاب دین پر

(ترک اسلام صفحہ نمبر ۸۶ مصنفہ مولوی ثناء اللہ امرتسری)

سلام اس پر جو مصطفیٰ ہو کے آیا ☆ وہ بندوں میں بندہ بڑا ہو کے آیا

(شمع توحید، مصنفہ مولوی ثناء اللہ امرتسری)

اور اصحاب محمد پر سلام ☆ ہو میری جانب سے ہر دم صبح و شام

(نور توحید، مصنفہ مولوی ثناء اللہ امرتسری)

مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے پیرومرشد سید احمد

السلام ای نور رب العالمین ☆ السلام اے محیط روح الامین

السلام ای صدر بدر دوجہاں ☆ السلام ای فیض بخش انس و جاں

السلام ای بادشاہ مرسلاں ☆ السلام اے قبلہ صاحبدلاں

السلام ای نائبؐ پروردگار ☆ السلام ای قاسم جنات و نار

السلام اے مصطفےٰ ای مجتبیٰ ☆ السلام ای مقتدیٰ ابتداء

السلام اے سید عالی نسب ☆ السلام ای معدن علم و ادب

در پذیر ای شاہ دین زین مستہام

صد درود و صد نیاز و صد سلام

السلام ای فرش تو عرش عظیم ...... السلام ای مسکنت خلد و نعیم
السلام ای شاہد رب جلیل ...... السلام ای قاصد تو جبریل
السلام ای آفتاب اصطفا ...... السلام ای منبع صدق و صفا
السلام ای ماحی کفر و فساد ...... السلام ای سرور خیر العباد
السلام ای ناظم اقلیم دین ...... السلام ای وارث خلد بریں
السلام ای سرور باغ سروری ...... السلام ای عزت پیغمبری
السلام ای پیشوای متقین ...... السلام ای مرشد دنیا و دیں
السلام ای عالم علم خدا ...... السلام ای شافع روز جزا

(مخزن احمدی از سید محمد علی صفحہ نمبر ۱۰۴، طبع آگرہ ۱۲۹۹ھ)

آغا شورش کاشمیری (مقلد وہابی) المتوفی ۱۹۷۵ء

ہم پہ ہو تیری رحمت جم جم صلی اللہ علیک وسلم
تیرے ثنا خواں عالم عالم صلی اللہ علیک وسلم
ہم ہیں تیرے نام کے لیوا اے دھرتی کے پانی دیوا
یہ دھرتی ہے! برہم برہم صلی اللہ علیک وسلم
تیری رسالت عالم عالم، تیری نبوت خاتم خاتم
تیری جلالت پرچم پرچم صلی اللہ علیک وسلم
دیکھ تیری امت کی نبضیں ڈوب چکی ہیں ڈوب رہی ہیں
دھیرے دھیرے مدھم مدھم صلی اللہ علیک وسلم
دیکھ صدف سے موتی ٹپکے، دیکھ حیا کے ساغر چھلکے
سب کی آنکھیں پُرنم پُرنم صلی اللہ علیک وسلم
قریہ قریہ بستی بستی دیکھ مجھے میں دیکھ رہا ہوں

نوحہ نوحہ بستی بستی ماتم ماتم صلی اللہ علیک وسلم

اے آقا اے سب کے آقا ارض و سما ہیں زخمی زخمی

ان زخموں پر مرہم مرہم صلی اللہ علیک وسلم

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰، صفحہ نمبر ۴۱۳، طبع لاہور)

مولوی حکیم علی محمد صمصام (غیر مقلد وہابی)

سلام آکھاں

الحمدللہ میں آپے جا کے سرور توں سلام آکھاں

رخ انور دل اطہر مطہر توں سلام آکھا

ہوا کدے لے جائیگی سنیہا درد منداں دا

میں حاضر ہو کے خود اپنے پیغمبر توں سلام آکھاں

سلام آکھاں جنہوں سرکار نے فلکیں بلایا سی

شفیع المذنبین دنیا دے جوہر توں سلام آکھاں

سلام آکھاں جو آدم نالوں پہلاں رحمتاں بنیاں

تے آدم دی نسل ساری توں بہتر توں سلام آکھاں

سلام آکھاں جو انگلی نال چندوں کر گیا ٹکڑے

میں اس خوش رو تے خوش خو تے خوشتر توں سلام آکھاں

سلام آکھاں جیہدی امت زمانے تھیں نرالی ہے

اوہ سب نبیاں دے افضل توں تے بہتر توں سلام آکھاں

جیہدے پنجے تھیں نہراں پنج مولا نے چلائیاں سن

میں اس رحمت تے برکت توں مہتر توں سلام آکھاں

جو ماراں کھا کے دشمن تھیں ہدایت دی دعا منگدا

میں اس الفت دے پہلے بہادر نوں سلام آکھاں

کفاراں نے جنہوں مجبور کر کے کڈھ دتا مکیوں
میں اس مظلوم گھر چھڈ گئے مہاجر نوں سلام آکھاں

اے دن جس نے معافی کفر نوں بخشی
میں اس دریائے رحمت دے شناور نوں سلام آکھا

کوئی جاوے کسے پاسے ایہہ اپنی دل پسندی اے
مگر صمصام میں تے اپنے رہبر نوں سلام آکھاں

(گلشن صمصام صفحہ نمبر ۱۲۰ طبع فیصل آباد)

قادری صاحب کے "سلام" پر اعتراض کا جواب

زیر بحث سلام کو قادری صاحب نے عشق رسول میں سرشار ہو کر لکھا ہے اور محب کو محبوب کی ہر شے سے محبت ہوتی ہے۔ بلکہ وہ اس ہر شے سے پیار کرتا ہے۔ جس کی نسبت محبوب کی طرف ہو۔ سلام لکھتے لکھتے جب دیار محبوب پر سلام عرض کرنے کی باری آئی تو اس قدر محویت کا عالم طاری ہوا کہ مفصل طور پر مدینۃ الرسول کی ہر شے پر سلام عرض کر دیا۔

امیر حمزہ نے اپنے مطلب کے اشعار تو لکھ دیئے مگر وہاں یہ اشعار بھی تو موجود ہیں

۱۔ زائر طیبہ روضے پہ جا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا
میرے غم کا فسانہ سنا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا

۲۔ جب پہنچ جائے تیرا سفینہ، جب نظر آئے میٹھا مدینہ
با ادب اپنے سر کو جھکا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا

۳۔ جب کہ آ جائے نظر پیارا مکہ، چوم لینا نظر سے تو کعبہ
ہو سکے گر تو ہر جا پہ جا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا

۴۔ آمنہ کے دلارے کو پہلے، بعد شیخین کو بھی تو کہہ لے
پھر بقیع مبارک میں جا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا

۵۔ تو نمازوں کا پابند بن جا، اور سرکار کی سنتوں کا
انقلاب اپنے اندر بپا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا

(مغیلان مدینہ صفحہ نمبر ۱۹۱، ۱۹۲، طبع کراچی)

قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام پذیر ہونے کے مقامات، خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منازل و جائے سکونت جہاں سے نبوت کے چشمے جاری ہوئے اور بکثرت فیضان رسالت جہان میں پھیلے اور وہ مکانات جہاں رسالت کے فیوض و برکات مشتمل ہیں اور وہ زمین مقدس جو سید عالم کے جسم مقدس سے مس ہو کر سرفراز ہوئی ہے ان تمام میدانوں کی تعظیم و توقیر کی جائے وہاں کے خوشبوؤں کی ہوا لی جائے ان کے مکان، دیواروں کو چوما جائے۔ اس کے بعد قاضی علیہ الرحمۃ نے ۸، عربی اشعار نقل کیے ہیں۔ ہم ان کا فقط ترجمہ لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

۱...... اے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ اقدس کی ہر وہ چیز جو ان سے منسوب ہے جن کے باعث لوگوں نے ہدایت پائی اور معجزات کے ساتھ مخصوص ہیں۔

۲...... میرے پاس تمہارے لئے سوزش عشق اور ایسا شوق ہے جس میں چنگاریاں روشن ہیں۔

۳...... خدا کی قسم میں اپنی آنکھوں کو تمہارے ان دیواروں اور میدانوں سے بھر لوں گا۔

۴...... میں ان مقامات کو کثرت سے بوسہ دے کر اور لپٹ کر اپنی سیاہ داڑھی گرد آلود کر لوں گا۔

۵...... اگر مجھے موانع میرے دشمن نہ ہوتے تو میں ہمیشہ ان کی زیارت کرتا اگرچہ میرے رخسار گرد آلود ہو جائیں۔

۶...... لیکن میں جلد ان گھروں اور ان گھروں کے رہنے والوں پر صلوٰۃ و سلام کے بکثرت تحفے پیش کروں گا۔

۷......جو مشک سے زیادہ خوشبو کی لپٹیں مارتی ہوگی جسے صبح و شام ڈھانپ لیں گی

۸......ان کو پاکیزہ اور زیادتی سلام و برکات سے مخصوص کرتی ہیں۔

(الشفاء از قاضی عیاض مالکی اندلسی صفحہ نمبر ۷۶ تا ۸۷، جلد ۲ طبع لاہور)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منبر شریف کے اس مقام پہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے۔ وہاں حضرت ابن عمر اپنے ہاتھ رکھتے پھر ان اپنے چہرے پر ملتے۔

(الشفاء از قاضی عیاض مالکی اندلسی صفحہ نمبر ۷۳، جلد ۲ طبع لاہور بحوالہ الوسیلہ از ابن تیمیہ صفحہ نمبر ۱۳۲ طبع لاہور ۱۹۸۲ء)

محمد بن اسماعیل (۱۱۸۲ھ) نجد شہر کے متعلق لکھتے ہیں:

"سلام علی نجد و من حل بالنجد"۔ (محمد بن عبد الوہاب از مسعود عالم ندوی صفحہ نمبر ۱۲۷ طبع لائلپور)

اگر نجد اور اس کے باسیوں پر مجمل طور پر سلام عرض کرنا جائز ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ نجد میں کتے، گدھے، روٹیاں، بوٹیاں، لکڑیاں، بکریاں، کھڑکیاں اونٹ اور گھوڑے نہیں ہیں اگر نجد میں نہیں تو دلیل دو، اگر ہیں تو پھر مجمل طور پر جو سلام پیش کیا گیا ہے وہ ان میں شامل ہیں یا نہیں؟ یقیناً شامل ہیں تو پھر قادری صاحب کے سلام پر اعتراض کیسا۔

حجاز میں نجدیوں کی طرف سے مسٹر گاندھی ہندو مشرک پر سلام

سلام الجمیل یا گاندھی

و ہذا الشہر من عندی

(القرآۃ الاعدایا الجزء الثانی صفحہ نمبر ۲۳۵ بحوالہ مقیاس الصلوٰۃ صفحہ نمبر ۲۰۶ طبع لائلپور)

امیر حمزہ اور اس کے حواری قرآن و سنت کی روشنی میں مشرک پر سلام پیش کرنا ثابت کریں۔

کیا یہ کام؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین کرام، آئمہ مجتہدین اور علماء اسلام نے کیا ہے؟

جبکہ رب کعبہ ارشاد فرماتا ہے: "انما المشرکون نجس"۔ (التوبہ آیت نمبر ۲۸)

"یعنی بے شک مشرک پلید ہیں"۔

لیجے!......امیر حمزہ

ہم آخر میں فرقہ وہابیہ نجدیہ کے مشہور شاعر مولوی حکیم محمد علی صمصام کی ایک نعت لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں، جس میں انہوں نے مدینہ منورہ کی بھیڑوں، بکریوں، کھجوروں، تنوروں وغیرہ کا ذکر کیا ہے اگر نعت میں ان کا ذکر کرنا درست ہے تو پھر ان چیزوں کی سلامی کیلئے دعا کرنا ناجائز کیونکر ہوگا۔

ٹھنڈیاں چھاواں مدینے دیاں

اللہ مانن نوں ہن دل کردائے ٹھنڈیاں ٹھنڈیاں چھاواں مدینے دیاں
دوری دور حضور سرور لواں ذرا کجھ کھاں تتاواں مدینے دیاں
دل لگدا نہیں پاکستان اندر میری جان مدینے دی جان اندر
واہدا ہو جائے میرے ایمان اندر جاں زیارتاں پاواں مدینے دیاں
دسے گنبد جاں ہریا ہریا دل جاگ پوے مریا مریا
تن من ہو جائے ٹھریا ٹھریا جدوں لگن ہواواں مدینے دیاں
جلدوں داخلی ہووے مدینے دی اگ بجھ جائے سڑ دے سینے دی
نالے حسد تے بغض تے کینے دی ایہہ تاثیراں پاواں مدینے دیاں
جدوں مسجد نبوی دے وچ وڑجاں، گویا جہاز محمدی تے چڑھ جاں
سارے فکر تکا دے ملک جاون جدوں لے لاں لاواں مدینے دیاں
وچ روضہ پاک محمد دا، ساتوں پیارا ساک محمد دا
اج سامنے ہو کے درود پڑھاں، ایسے خاطر چاواں مدینے دیاں
کی میں دساں مدینے دا کی سوہنا گھر گھر سوہنا جی جی سوہنا
دل کھچدیاں وانگ معشوقاں دے بھیڈاں بکریاں گاواں مدینے دیاں
پکے سوہنے جھنڈ کھجوراں دے، عرباں دیاں پیاریاں حوراں دے
رکتیسریاں نان تنوراں دے، کئی کئی نعمتاں کھاواں مدینے دیاں

دیکھاں کھوئی باغ نجاراں دی ، جتھے دوپہر کٹے سرکاراں دی
کدے سلع دا ٹکڑا سجاویندے کی کی تھاواں وکھاواں مدینے دیاں
پھر بقیع جتھے رحمت دا نور ورہے جتھے صحاباں دے پوراں دے پورے
جتھے عاصی بھی لین سرور پئے ، بخشش دیاں تھاواں مدینے دیاں
دو رکعتاں مسیت قبا دیکھاں کدے کھوہ عثمان دا جا دیکھاں
کدے اُحد دے جا شہداء دیکھاں کی کی زیارتاں پواں مدینے دیاں
کیڈی دھرتی پاک وفا والی ، ایہہ زمین ہے خاک شفا والی
صمصام ہے اکھیاں دے وچہ پالاں ، کی تاثیراں پاواں مدینے دیاں

(گلشن صمصام صفحہ نمبر ۱۵۶، ۱۵۷، طبع فیصل آباد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل...... اور امیر حمزہ کیلئے لمحہ فکریہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سنت کی بے حد اتباع کرنے والے تھے، حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں اترے تھے وہاں اُترتے اور جہاں آپ نے نماز پڑھی تھی وہاں نماز پڑھتے تھے اور حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے اُترے تھے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ان کو پانی دیا کرتے تھے۔ تاکہ وہ خشک نہ ہو جائے۔ اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار مدت تک قائم رہیں۔ (تاریخ فقہ از علامہ شیخ محمد خضری بک صفحہ نمبر ۷۵ طبع کراچی، بار دوم ۱۹۶۲ء)

امیر حمزہ ...... الیاس قادری کی "دعوت اسلامی" کا میلادی کارکن ، سر پر سبز پگڑی باندھے طیبہ جا پہنچتا ہے۔ ویسے وہاں یہ بھی واقعہ ہو سکتا ہے کہ یہ وہاں پہنچے اور روضے کے گنبد کا رنگ سبز کی بجائے سرخ ہو جائے ، تو پھر پوری جماعت جس کے لاکھوں کارکنوں کے سروں پر گنبد کے رنگ کی وجہ سے سبز پگڑیاں ہیں ان کا رنگ بدلنا پڑ جائے ...... الخ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۱۲)

جواب

ہم نہ سبز گنبد کی وجہ سے اور نہ ہی اپنا زہد و تقویٰ جتلانے کی غرض سے سبز پگڑی

باندھتے ہیں بلکہ سنت مستحب سمجھ کر اس کا استعمال کرتے ہیں۔

مستحب کی تعریف

مولوی اشرف علی تھانوی (مقلد وہابی) لکھتے ہیں: مستحب وہ فعل ہے جس کو نبی کریم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا، لیکن ہمیشہ اور اکثر نہیں بلکہ کبھی کبھی اور اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور نہ کرنے والے پر کسی قسم کا گناہ نہیں۔

(بہشتی زیور صفحہ نمبر ۸۳۸ گیارہواں حصہ، ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد وہابی کا فتویٰ

《سوال》...... مستحب پر دوام (ہمیشگی) کرنے سے مستحب، مستحب رہے گا یا نہیں، مثلاً صحیح مسلم و جامع ترمذی میں رسول اللہ ﷺ کا عمامہ باندھنا اور جبہ رومی صوف یا طلسان وغیرہ منقول ہے۔ تو یہ ایک یا دو تین مرتبہ استعمال کرنے سے مستحب ہے۔ اب جو علماء عمامہ یا جبہ وغیرہ پر دوام کرتے ہیں یہ دوام عند المحدثین کیسا ہے؟

《جواب》...... مستحب کی تعریف میں جو عدم دوام داخل ہے۔ یہ دوام بہ نسبت آنحضرت ﷺ کے ہے۔ امت کی نسبت سے نہیں۔ کیونکہ فعل کی تقسیم آنحضرت ﷺ کے فعل سے ہوتی ہے۔ امت اگر مستحب کے اوپر ہمیشگی کرے تو وہ مستحب ہی رہے گا۔ اور فاعل (کام کرنے والے کو) ثواب ملے گا۔

(فتاویٰ ثنائیہ صفحہ نمبر ۲۰۷ جلد اول مطبوعہ بمبئی (انڈیا) ۱۳۷۲ھ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دستار مبارک آنحضرت ﷺ اکثر اوقات سفید بودگاہے سیاہ و احیاناً سبز۔ الخ

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس (فارسی) صفحہ نمبر ۳ طبع دہلی ۱۹۱۱ء)

"آنحضرت ﷺ کی دستار مبارک اکثر اوقات سفید کبھی کبھی سیاہ اور شاذ و نادر سبز ہوتی تھی"۔

سبز عمامہ باندھنا حدیث مرفوع سے ثابت ہے

حدیث مرفوع کی تعریف

مولوی منیر احمد سلفی (غیر مقلد وہابی) لکھتا ہے:

مرفوع...... جو حدیث رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہو، خواہ وہ آپ کا فرمان ہو، یا آپ کا اسوہ عمل ہو یا آپ (ﷺ) کے سامنے وہ کام کیا گیا ہو اور آپ (ﷺ) نے سکوت اختیار فرمایا ہو۔ (تقدیم تذکرۃ الحفاظ (اردو) صفحہ نمبر ۲۳ طبع لاہور ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء)

حدیث مبارکہ

"حدثنا ابوبکر قال حدثنا سليمان بن حرب قال حدثنا جرير بن حازم عن يعلى بن حكيم عن سليمان بن ابى عبدالله، قال: ادركت المهاجرين الاولين يعتمون بعمائم كرابيس سود و بيض و حمر و خضر"۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ نمبر ۲۳۱ جلد ۸ طبع کراچی ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء)

ترجمہ: "سلیمان بن ابی عبداللہ فرماتے ہیں: میں نے مہاجرین اولین کو سوتی کپڑے سیاہ اور سفید اور سرخ اور سبز عمامے باندھتے پایا"۔

راویان حدیث

(۱)...... سلیمان بن حرب مصری

مکہ کے قاضی ہیں۔ بصریوں کے جلیل القدر اور صاحب علم لوگوں میں سے ہیں۔ ابوحاتم نے ان کے بارے میں کہا کہ یہ آئمہ میں سے تھے۔ دس ہزار احادیث ان سے مروی ہیں۔ ۱۹ سال حماد بن یزید کی خدمت میں رہے۔ ۲۲۴ھ میں انتقال فرمایا، ثقہ امام حافظ ہیں۔

(اسماء الرجال (مشکوٰۃ) صفحہ نمبر ۳۲۸ جلد ۳ طبع لاہور و تقریب التہذیب صفحہ نمبر ۳۸۲ جلد اول طبع کراچی)

(۲)...... جریر بن حازم

آپ بصرہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث اور عظیم المرتبت عالم ہیں۔ امام

احمد فرماتے ہیں جریر بن حازم حدیث کے عالم اور متبع سنت تھے ثقہ ہیں۔

﴿تذکرۃ الحفاظ ۱۹۹ جلد اول طبع لاہور ☆ تقریب التہذیب صفحہ نمبر ۱۵۸ جلد اول طبع کراچی﴾

(۳)......یعلیٰ بن حکیم

ثقفی مکی ہیں۔ حافظ ابن حجر نے ان کو ثقہ لکھا ہے۔

(تقریب التہذیب صفحہ نمبر ۳۳۰ جلد ۲ طبع کراچی)

(۴)......سلیمان بن ابی عبداللہ

مشہور تابعی ہیں اور انہوں نے صحابہ مہاجرین کا زمانہ پایا۔ یہ سعد بن ابی وقاص اور ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں، مقبول ہیں۔

﴿تقریب التہذیب صفحہ نمبر ۳۸۸ جلد اول طبع کراچی ☆ اسماء الرجال مشکوٰۃ﴾

مصنف ابن ابی شیبہ کا علمی مقام

حافظ ابن کثیر دمشقی (متوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں: اس جیسی کتاب نہ پہلے لکھی گئی اور نہ بعد میں لکھی گئی۔ (البدایہ والنہایہ، تذکرہ مصنف ابن ابی شیبہ)

یہ ایک بہت بڑی کتاب ہے جس میں فتاویٰ تابعین، اقوال صحابہ اور احادیث نبویہ کو بطرز محدثین بالاسانید جمع کر دیا ہے۔ (کشف الظنون جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۷ طبع دار الفکر ۱۴۰۲ھ)

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کا سبز عمامہ باندھنا

عمامہ آپ کا سفید ہوتا تھا، زعفرانی رنگ زیادہ پسند خاطر تھا، کبھی کبھی سبز بھی استعمال کرتے تھے۔ (تابعین از شاہ معین الدین ندوی صفحہ نمبر ۳۶۵ مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۷۳ء)

فرامین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۱)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری اقتداء (پیروی) کی بس وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری سنت سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں (یعنی میرے طریقہ پر نہیں)

۲)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ بندے کو سنت پر عمل کرنے

جنت میں داخل فرمائے گا۔ (الشفاء صفحہ نمبر ۱۸۰،۱۷۷ جلد ۲ طبع لاہور)

۳)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۲۱۸ جلد ۳ (مترجم) طبع لاہور)

۴)۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: اس شخص کو آگ نہیں لگے گی جس نے مجھ کو دیکھا یا مجھ کو دیکھنے والے کو دیکھا۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۲۱۷ جلد ۳ (مترجم) طبع لاہور)

(ف) یہاں سے مراد صحابہ کرام و تابعین ہیں۔

لہٰذا...... ! سبز عمامہ باندھنے والوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا، ان پر طنز و مزاح کرنا، سراسر جہالت و گمراہی اور بے دینی ہے۔ خدا کا خوف کرو...... توبہ کرو...... ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

امیر حمزہ...... درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

کیا ہم نعت کے خلاف ہیں؟

ہم نے یہ جو تفصیل سے گفتگو کی، ہمیں معلوم ہے کہ یار لوگ کہیں گے کہ ان کی کیا بات ہے یہ تو نعت شریف کے منکر ہیں۔ حالانکہ ہم نعت کو نعت ہی نہیں سمجھتے جس میں حضرت محمد ﷺ کو رب بنا دیا گیا ہے (بزعم خود) اللہ کے اختیار سونپ دیئے گئے ہوں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ کے رسول کو اللہ سے ملا دیا جائے۔ یہ اللہ کے رسول کی نعت ہے یا اللہ کے رسول پر بہتان ہے؟ الخ...... اللہ کے بندو! نعتوں کا کون منکر ہے؟ جب کفار نے اللہ کے رسول کی شان میں گستاخیاں کیں تو سیدنا حسان رضی اللہ عنہ نے نعت پڑھی، آج جو شیطان رشدی، اللہ کے رسول کے خلاف بکواس کر رہا ہے۔ مزہ تو تب ہے کہ اس کا مدلل جواب انگریزی کی نعتوں میں دو...... میرے بھائیو! جب تم غیر مسلموں کو اس طریقہ پر اسلام کی دعوت دو گے تو وہ کہیں گے ہمارے پاس پہلے ہی یہ چیز موجود ہے، بلکہ تم سے بڑھ کر...... اس کے بعد درج ذیل حدیث نقل کی ہے۔

حضرت معوذ بن عفراء کی بیٹی ربیع رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی ﷺ ہمارے ہاں اس وقت

تشریف لائے جب میں نکاح کے بعد اپنے شوہر کے ہاں آئی تھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بچھونے پر بیٹھ گئے۔ جیسا کہ تم بیٹھے ہو۔ چنانچہ ہماری لڑکیاں دف بجانے لگیں۔ اور میرے باپ دادا (انصاری مجاہدین) کی خوبیاں بیان کرنے لگیں۔ جو غزوہ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ اس دوران اچانک ایک لڑکی نے کہا:

"وفینا نبی یعلم مافی غد"۔

ترجمہ: "ہم میں ایسا نبی موجود ہے جو کل کی باتوں کو جانتا ہے"۔

اس پر آپ نے فرمایا: "دعی ھذا و قولی بالذی کنت تقولین"

(شاہراہِ بہشت صفحہ نمبر ۱۱۵ تا ۱۱۷ اخلاصہ)

جواب

امیر حمزہ کا اہلسنت پر سراسر بہتان عظیم ہے کہ یہ لوگ نعت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل جلالہٗ سے ملا دیتے ہیں۔ ہم اوراق گزشتہ میں صریح وضاحت کر چکے ہیں کہ ہم علمائے اہلسنت میں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے نعت گوئی کا ملکہ عطا فرمایا ہے اور جن کی وجہ سے جماعت کا تشخص ہے کی نعت گوئی کو صحیح و درست مانتے ہیں۔ رہا ایرے غیرے نعت گو شاعر تو ہم ان کی نسبت اپنی برأت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور صوفیائے کرام کے اشعار کا تعلق چونکہ کیفیات، واردات اور مشاہدات سے ہوتا ہے اور نہ ہی ہم ان کی لغت سے واقف ہیں۔ اس لئے ان کے کلام کے متعلق اپنی خاموشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اسی میں انسان کی بھلائی کا راز مضمر ہے۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ

خدا خدا اور رسول رسول

وہ خالق اور یہ مخلوق ہیں

وہ مسجود ہے اور یہ ساجد ہیں

وہ قدیم ہے اور یہ حادث ہیں

وہ معبود ہے اور یہ عابد ہیں

وہ اللہ ہے اور یہ بندے ہیں

نیز ہم نے باب اوّل میں اپنے عقائد ونظریات کی وضاحت کردی ہے۔ دوبارہ

صانع عالم جل مجدہٗ واجب الوجود ازلی ابدی ہے۔ اس کا کوئی مثل نہ ذات میں نہ صفات میں۔ تمام کمالات ممکنات اس کی عظمت ذاتی کے ظل وپر تو ہیں۔

وجوب وجود، استحقاق عبادت، خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی وجزوی اس کی ذات مقدس سے مختص ہیں۔

دشمن کے اعتراضات کا جواب، نظم یا نثر میں دیا جاتا ہے، فقط نظم میں ہونا کوئی ضروری نہیں شیطان رُشدی کا جواب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اسی دور میں جب اس نے یہ ہنگامہ برپا کیا، شائع ہوگیا تھا، اگر امّی کو نظر نہ آئے تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔

عربی کتاب...... آیات سماویہ فی الرد علی کتاب آیات شیطانیہ

مصنف...... الدکتور شمس الدین الفاسی (لندن)

اردو نام...... شیطان رشدی اور اس کی خرافات کا تنقیدی جائزہ

مترجم...... ڈاکٹر محمد مبارک ملک پروفیسر شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی لاہور

طباعت اوّل...... ۱۷ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء

ناشر...... مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

علاوہ ازیں علمائے اہلسنت نے سلمان رشدی کے رد میں درج ذیل مقالات تحریر فرمائے جو کہ ''تحفظ عقائد اہلسنت'' مرتبہ مولانا ظہیر الدین قادری، میں چھپ چکے ہیں

۱...... ملعون رشدی کے شیطانی نظریات۔ از مولانا ظہیر الدین قادری

۲...... مردود رشدی نے انبیاء کی عظمت وعصمت کو نشانہ بنایا۔ ایضاً

۳...... مرتد سلمان رشدی کا قرآن مجید پر حملہ ایضاً

۴......مرتد سلمان رشدی کی امہات المومنین کی شان میں گستاخیاں ایضاً

۵......بددین سلمان رشدی کی صحابہ کرام کی شان میں گستاخیاں ایضاً

۶......ملعون سلمان رشدی تختہ دار پر ایضاً

۷......ملائکہ مقربین کی ذات مقدسہ پر ملعون رشدی کا حملہ ایضاً

۸......سلمان رشدی کون ہے؟ از مولانا شہاب الدین

۹......مرتد اعظم سلمان رشدیاز علامہ قمر الزمان اعظمی

۱۰......شیطان آیات کا شیطانی مصنف از ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی

۱۱......ملعون رشدی کے باطل نظریات کا جواب از مولانا محمد اسلم بستوی

۱۲......ملعون رشدی کی معراج مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید از مولانا احمد قادری بھیروی

(تحفظ عقائد اہلسنت صفحہ نمبر ۲۴۷ تا ۲۵۷ طبع لاہور ۱۴۳۲ھ)

اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

امیر حمزہ صاحب غور فرمائیں کہ کیا مندرجہ ذیل وہابیہ نجدیہ کے عقائد پڑھ کر یا سن کر کوئی غیر مسلم، یہودی اور عیسائی وغیرہ مسلمان ہو جائے گا۔ نہیں نہیں! بلکہ وہ برملا کہے گا، کہ پیغمبر اسلام سے زیادہ خوبیاں تو ہمارے پیغمبر میں موجود ہیں۔

وہابیہ نجدیہ کے عقائد

عقیدہ نمبر ۱......اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور اس سے نہ ڈرو۔

(تقویۃ الایمان از مولوی اسماعیل دہلوی صفحہ نمبر ۱۰)

عقیدہ نمبر ۲......ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کاموں میں اسی کو پکاریں، اور کسی سے ہم کو کیا کام، جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا ہے۔ تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا کیا ذکر۔ (تقویۃ الایمان از مولوی اسماعیل دہلوی صفحہ نمبر ۱۰)

عقیدہ نمبر ۳......اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے

سب رعب میں آ کر بے حواس ہو جاتے ہیں۔ (تقویۃ الایمان از مولوی اسماعیل دہلوی صفحہ نمبر ۱۶)

عقیدہ نمبر ۴...... اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی ولی جن اور فرشتے، جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔ (ایضاً صفحہ نمبر ۱۶)

عقیدہ نمبر ۵...... جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں۔ (ایضاً صفحہ نمبر ۴۲)

عقیدہ نمبر ۶...... رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (ایضاً صفحہ نمبر ۴۲)

عقیدہ نمبر ۷...... جو لوگ شریعت کا علم رکھتے ہیں حدود اللہ اور اوامر ونواہی پر ان کی نگاہ ہے ایسے علماء میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے یہ لکھا ہو کہ محض زیارت قبر مکرم یا کسی اور قبر کیلئے رخت سفر باندھنا جائز ہے بلکہ جید علمائے کرام نے ایسے سفر کو حرام قرار دیا ہے۔ جس کا سفر ہی مبنی بر گناہ ہو وہ نماز میں قصر کیسے کر سکتا ہے۔

(الجواب الباہرہ فی زوار المقابر از ابن تیمیہ صفحہ نمبر ۷۵ طبع فیصل آباد)

اہلسنت وجماعت کا مذہب

۱۔ اہلسنت کے نزدیک اللہ کے سوا کسی کو نہ ماننا، یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ صرف اللہ پر ایمان لانا چاہیے اور کسی پر ایمان لانا ضروری نہیں، کفر خالص ہے، دیکھیے تمام امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ جب تک اللہ، ملائکہ، آسمانی کتابوں، اللہ کے تمام رسولوں، یوم آخرت اور خیر وشر کے منجانب اللہ مقدر ہونے اور مر جانے کے بعد اٹھنے پر ایمان نہ لایا جائے اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا۔

۲۔ ہر سنی مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے تمام کاموں میں متصرف حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں، رسولوں اور اس کے مقرب بندوں سے ہمارا کوئی کام ہی نہ ہو۔ کتاب وسنت میں بے شمار نصوص وارد ہیں جن کا مفاد یہ ہے کہ ہمیں اپنے کاموں میں محبوبانِ خدا کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ "۔ الخ" اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے

معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں"۔ (کنزالایمان) دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ"۔ "اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے دریافت کرلو"۔ دیکھیے ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندوں سے ہمارا کام وابستہ کردیا ہے یا نہیں؟ اس عبارت میں جو تمام ماسوی اللہ کو چوہڑا چمار سے تعبیر کیا گیا ہے اہلسنت کے نزدیک یہ مقربان بارگاہ ایزدی کی شان میں بدترین گستاخی ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

۳۔ اہلسنت کے نزدیک انبیاء کرام یا ملائکہ مقربین پر خوف وخشیت الٰہی کا طاری ہونا تو حق ہے مگر انہیں بے حواس کہنا ان کی شان میں بے باکی اور گستاخی ہے۔

۴۔ ہم اہلسنت کے نزدیک حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی مثل ونظیر کے پیدا کرنے سے قدرت ومشیت ایزدی کا متعلق ہونا محال عقلی ہے کیونکہ حضور علیہ السلام پیدائش میں تمام انبیاء سے حقیقتاً اول ہیں اور ایک حیثیت سے تمام انبیاء سے آخر اور خاتم النبیین ہیں ظاہر ہے کہ جس طرح اول حقیقی ہیں تعدد محال بالذات ہے اسی طرح خاتم النبیین میں بھی تعدد ممتنع لذاتہ ہے اور اسی بنا پر قدرت ومشیت خداوندی کا ناقص ہونا لازم نہیں آتا بلکہ اس امر محال کا قبیح ومذموم ہونا ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس بات کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ومشیت اس کے متعلق ہوسکے۔

۵۔ اہلسنت کا مذہب ہے، کہ ملک واختیار بالاستقلال تو خداوندی ہے اور ملک و اختیاری وذاتی کسی فرد کیلئے ثابت نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا اختیار اور اس کی عطا کی ہوئی ملک عام انسانوں کیلئے دلائل شرعیہ سے ثابت ہے اور یہ ایک ایسی روشن اور بدیہی بات ہے کہ جس کے تسلیم کرنے میں کوئی مخبوط الحواس بھی تامل نہیں کرسکتا، چہ جائیکہ سمجھدار آدمی اس کا انکار کرے۔ حضور علیہ السلام کے حق میں علی الاطلاق یہ کہہ دینا کہ وہ کسی چیز کے مالک ومختار نہیں شان اقدس میں صریح توہین ہے۔ اور ان تمام نصوص شرعیہ اور ادلہ قطعیہ کے قطعاً خلاف ہے، جن سے حضور ﷺ کیلئے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ملک اور اختیار ثابت ہوتا ہے۔

۶۔ اہلسنت کا مسلک یہ ہے کہ مقربین بارگاہِ ایزدی عبودیت کے اس بلند مقام پر فائز ہوتے ہیں کہ ان کی ذواتِ قدسیہ مظہرِ صفاتِ ربانی ہوجاتے ہیں۔ اور بمقتضائے حدیث قدسی وبی یسمع وبی یبصر ان کا دیکھنا، سننا، چلنا، پھرنا، ارادہ و مشیت سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ وہ میدانِ تسلیم و رضا کے مرد ہوتے ہیں، ان کا چاہنا اللہ کا چاہنا اور ان کا ارادہ اللہ کا ارادہ ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں حضور سید المقربین نبی کریم ﷺ کے حق میں یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، عظمت شانِ رسالت کے منافی ہے بلکہ مقامِ نبوت کی توہین و تنقیص ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ صفاتِ الٰہیہ کا مظہرِ اتم ہیں اور ان کی مشیت، مشیتِ ایزدی کا ظہور ہے۔ تو اس کا پورا نہ ہونا معاذ اللہ مشیتِ خداوندی کی ناکامی ہوگی، یہی توہینِ نبوت اور کفرِ خالص ہے اور کمالاتِ انبیاء علیہم السلام کی تنقیص، اسی لئے کفر ہے کہ کمالاتِ نبوت قطعاً صفاتِ الٰہیہ کا ظہور ہوتے ہیں۔ (الحق المبین صفحہ نمبر ۶۱ تا ۶۲، از علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خیر الوریٰ امام رُسل مظہرِ اتم

(اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۱ طبع کراچی)

<u>ترجمہ:</u> ”آپ بہترین مخلوق، امام الانبیاء اور مظہرِ کامل ہیں“۔

حضرت شاہ عبدالرحیم والد گرامی مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۵۶ھ) فرماتے ہیں: ”اور رحمت کاملہ نازل ہو اس ذاتِ پاک پر جو اللہ تعالیٰ کے مظہرِ اتم و اکمل ہیں“......الخ (انفاس رحیمیہ بحوالہ تسکین الخواطر صفحہ نمبر ۲۹، از علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، مقامِ ولایت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں...

اس کے بعد تمہیں مخلوق سے مزید دور کر دیا جائے گا۔ تمہارے باطن میں صرف اللہ رہ جائے گا پھر تمہارا یقین قوی ہوگا، سینہ کھل جائے گا، دل منور ہو جائے گا اور جب ان کیفیتوں کے ساتھ تم خدا تعالیٰ کا بہت زیادہ قرب پالو گے تو تمہیں خدائی اسرار اور امانت کی حفاظت کے باعث بارگاہِ خداوندی میں تمہیں مزید عزت ملے گی، پھر تمہیں یہ

جتا دیا جائے گا کہ بزرگی اور کرامات کے باعث تمہارا خاص حصہ تمہیں کب سے
خداوند تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے اپنے احکام کی ہدایت کرنے والوں میں سے پیشوا
جنہوں نے ہماری آیتوں پر یقین کیا اور صبر سے کام لیا، پھر فرمایا: جو لوگ ہمارے
میں ریاضت اور محنت سے کام لیتے ہیں ہم انہیں اپنی راہ کی ہدایت کرتے ہیں۔ ایک اور
جگہ فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں تعلیم دیتا ہے۔

جب تم اس مقام پر پہنچ جاؤ گے تو تمہیں ظاہرا اجازت دے کر کائنات عالم میں
تصرف کرنے کی قوت عطا ہوگی، اس میں کسی شک وشبہ کا تصور نہیں، آفتاب کی طرح
روشن دلیل، دلآویز کلام جو سب لذائذ سے زیادہ لذیذ ہو، بلاشک وشبہ سچا الہام جو
نفسانی خطروں اور شیطانی وسوسوں سے پاک ہو، تمہیں عطا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے
اپنی بعض کتابوں میں فرمایا کہ بنی آدم! میں جس چیز کو "ہونے" کا حکم دیتا ہوں وہ
ہو جاتی ہے۔ جب تم میرے فرمانبردار و تابع بن جاؤ گے تو تمہیں بھی ایسا ہی بنا دوں گا
کہ تم بھی جس شئے کو کہو گے "ہو جا" ہو جائیگی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے اکثر انبیاء
اولیاء اور خاص بندوں کو اس نعمت سے نوازا۔

(فتوح الغیب از سیدنا عبدالقادر جیلانی صفحہ نمبر ۳۳، ۳۴ طبع لاہور)

۷۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کی زیارت (یعنی قبر مکرم کی زیارت) علماء دین کے
نزدیک بالاتفاق قولاً فعلاً بہترین سنن اور مؤکد ترین مستحبات میں سے ہے۔ قاضی
عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر کی زیارت ایک متفق
علیہ سنت اور مرغوب فضیلت ہے۔

﴿جذب القلوب الی دیار المحبوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۲۲۳ طبع کراچی﴾

﴿الشفاء صفحہ نمبر ۱۰۶ جلد ۲ از قاضی عیاض مالکی اندلسی، طبع لاہور﴾

لہذا دور دراز سے روضہ مبارکہ کی زیارت کیلئے سفر کرنا جائز ہے اور اس کو
معصیت سے تعبیر کرنے والے خود بدعتی، ضال اور مضل ہیں۔ جس حدیث مبارکہ سے
ممانعت ثابت کی جاتی ہے اس کا تعلق مساجد ثلاثہ (مسجد بیت الحرام، مسجد بیت المقدس

نبوی) سے ہے، نہ قبور انبیاء و اولیاء سے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل

جب امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ملک شام کو فتح کیا اور بیت المقدس کے باشندوں سے صلح کر لی اور کعب احبار آ کر مشرف باسلام ہوئے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ان کے اسلام لانے سے بے حد مسرت ہوئی۔ واپسی کے وقت ان سے فرمایا کہ اے کعب اگر چاہو تو ہمارے ساتھ مدینہ منورہ چلو اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی (قبر) کی زیارت کر لو۔ کعب احبار نے کہا بہت خوب! اے امیر المومنین، میں ایسا ہی کروں گا۔ مدینہ منورہ میں آنے کے بعد سب سے پہلا کام جو امیر المومنین نے کیا وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مکرم پر حاضر ہو کر) سلام تھا۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب از شیخ عبد الحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۲۳۱ طبع کراچی)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا عمل

ابن عساکر، ابوداؤد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ اے بلال رضی اللہ عنہ! یہ کیا ظلم ہے کہ کبھی ہماری زیارت کو نہیں آئے۔ اسی وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنی سواری کے ذریعہ مدینہ منورہ کے قصد سے روانہ ہو گئے۔ جب قبر شریف پر پہنچے تو اشکبار ہو کر عاجزی کے ساتھ روئے...... الخ (جذب القلوب الی دیار المحبوب از شیخ عبد الحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۲۰۰ طبع کراچی)

ثانی عمر حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا عمل

قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: کہ حضرت عمر بن عبد العزیز صرف (روضہ مبارک پر) سلام عرض کرانے کیلئے مستقلاً شام سے قاصد بھیجا کرتے تھے۔

(الشفاء صفحہ نمبر ۱۰۹ جلد ۲ طبع لاہور مترجم)

ابن تیمیہ کے پجاریوں سے ایک سوال

کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فعل حرام کا ارتکاب کیا تھا اور اسلام میں اس کی سزا کیا ہے؟

فرقہ وہابیہ کی حدیث دانی اور حدیث مسلم کا جواب

فرقہ وہابیہ فقاہت سے بالکل کورا ہے اور خالق کائنات نے ان کو یہ نعمت عطا ہی نہیں فرمائی اس لئے ان کو فرقہ قالیہ وہابیہ کہنا بجا ہوگا۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں:

اور غیر مقلد لوگ کہ فی زمانناد عویٰ حدیث دانی وعمل بالحدیث کرتے ہیں۔ حاشا وکلا کہ حقانیت سے بہرہ نہیں رکھتے تو اہلحدیث کے زمرے میں کب شامل ہو سکتے ہیں بلکہ ایسے لوگ دین کے راہزن ہیں ان کے اختلاط سے احتیاط کرنا چاہیے۔

(شمائم امدادیہ صفحہ نمبر ۷۸ طبع پاکستان)

حضرت مجدد الف ثانی (متوفی ۱۰۳۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو لوگ اکابرین دین کو اصحاب رائے کہتے ہیں، اگر مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ نصوص شرعیہ کو نظر انداز کر کے اپنی رائے کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے تو (افتراء اور بہتان کے علاوہ) یہ بھی لازم آتا ہے کہ اہل اسلام کا سواد اعظم گمراہ اور مبتدع ہو بلکہ جرگۂ اسلام سے خارج ہو۔ کوئی جاہل یا زندیق ہی اس قسم کا عقیدہ رکھ سکتا ہے جو دین کے ایک بڑے حصہ کو برباد کرنا چاہے۔ یہ لوگ (یعنی غیر مقلد) چند حدیثیں یاد کر کے سمجھتے ہیں کہ دین کے تمام احکام انہیں میں منحصر ہیں، جو ان کو معلوم نہیں وہ گویا موجود ہی نہیں۔ ان تعصب پرستوں کے تعصب پر، اور ان کی نظر کوتاہ پر افسوس صد افسوس، بانی فقہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور تسلیم ہے کہ فقہ کے تین حصے امام اعظم کیلئے مخصوص ہیں اور ایک چوتھائی میں امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم وغیرہ جملہ آئمہ وغیرہ شریک۔

۔ (علمائے ہند کا شاندار ماضی حصہ اول صفحہ نمبر ۱۴۷ طبع کراچی ۱۹۹۱ء)

حدیث مسلم کا جواب

حضرت معوذ بن عفراء کی بیٹی ربیع رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں اس وقت تشریف لائے جب میں نکاح کے بعد اپنے شوہر کے ہاں آئی تھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بچھونے پر بیٹھ گئے۔ جیسا کہ تم بیٹھے ہو۔ چنانچہ ہماری لڑکیاں دف بجانے لگیں۔ اور میرے باپ دادا (انصاری مجاہدین) کی خوبیاں بیان کرنے لگیں۔ جو غزوہ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ اس دوران اچانک ایک لڑکی نے کہا:

"وفینا نبی یعلم ما فی غد"۔

ترجمہ: "ہم میں ایسا نبی موجود ہے جو کل کی باتوں کو جانتا ہے"۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دعی ھذا و قولی بالذی کنت تقولین" (اے بچی) اسے رہنے دو اور اسی طرح کہہ جس طرح کہہ رہی تھی۔

مفتی احمد یار خاں نعیمی حنفی گجراتی صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

اولاً تو غور کرنا چاہیئے کہ یہ مصرعہ خود ان بچیوں نے تو بنایا ہی نہیں تھا، کیونکہ بچیوں کو شعر بنانا نہیں آتا تھا۔ اور نہ کسی کافر مشرک نے بنایا، کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی نہیں مانتے تھے۔ لامحالہ یہ کسی صحابی کا شعر ہے۔ بتاؤ وہ شعر بنانے والے صحابی معاذ اللہ! مشرک ہیں یا نہیں؟ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ تو اس شعر بنانے والے کو برا کہا نہ شعر کی مذمت کی بلکہ ان کو گانے سے روکا۔ کیوں روکا، چار وجہ سے، اولاً تو یہ کہ اگر کوئی ہمارے سامنے ہماری تعریف کرے تو بطور انکسار کہتے ہیں، ارے میاں یہ باتیں چھوڑ دو، وہی باتیں کرو، یہاں بھی انکسار فرمایا۔ دوم یہ کہ کھیل کود، گانے بجانے کے درمیان نعت کے اشعار پڑھنے کی ممانعت فرمائی اس لئے ادب چاہیئے۔ تیسرے یہ کہ غیب کی نسبت اپنی طرف کرنے کو ناپسند فرمایا۔ چوتھے یہ کہ مرثیہ کے درمیان نعت ہونا ناپسند فرمایا، جیسا کہ نعت خواں حضرات کرتے ہیں کہ نعت و مرثیہ کو ملا ملا کر پڑھتے ہیں۔ (جاء الحق صفحہ نمبر ۱۲۱، ۱۲۲ طبع لاہور)

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

منع فرمایا علم غیب کی نسبت اپنی طرف کرنے کو، کیونکہ علم غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور رسول وہی غیب جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بتائے بطور کرامت، یا یہ ناپسند کہ آپ کا ذکر دف بجانے میں یا مقتولین کے مرثیہ کے درمیان کیا جاوے کہ آپ کا درجہ اس سے اعلیٰ ہے۔ (مرقات صفحہ نمبر ۲۱۰ جلد ۶ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

شارحین نے کہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس کو منع کرنا اس لئے ہے کہ اس میں علم غیب کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے، لہٰذا آپ کو ناپسند آئی اور بعض نے فرمایا کہ آپ کا ذکر شریف کھیل کود میں مناسب نہیں۔ (اشعۃ اللمعات، صفحہ نمبر ۱۱۷، جلد ۳ طبع ملتان)

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آپ کا فرمانا کہ اس کو ترک کر دو اور جو کچھ پہلے کہتی تھی وہی کہو، اس کی وجہ یہ تھی کہ نبوت کی شہادت تھی اور راگ کھیل ہے اور شہادت نبوت کھیل نہیں تو اس کو ایسی چیز سے ملانا نہ چاہیے ...... الخ (احیاء علوم الدین صفحہ نمبر ۲۷۵ جلد ۲ طبع لاہور)

امام احمد رضا بریلوی حنفی (متوفی ۱۹۲۱ء) رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

ممکن ہے کہ لہو ولعب کے وقت اپنی نعت اور وہ بھی زنانے گانے اور دف بجانے میں پسند نہ فرمائی۔ لہٰذا ارشاد ہوا اسے رہنے دو اور وہی پہلے گیت گاؤ، ارشاد الساری، لمعات و مرقاۃ وغیرہا میں اس احتمال کی تصریح ہے۔ (الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۱۹۹ طبع لاہور)

امیر حمزہ صاحب!

ذرا اس حدیث کو بھی پڑھیے اور وہابیت سے توبہ کیجیے۔

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ جب (غزوہ حنین میں) مشرکین بھاگ گئے۔ مالک ابن عوف (کہ اس لڑائی میں سردار کفار ہوازن تھے) بھاگ کر طائف میں پناہ گزین ہوئے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ ایمان لا کر حاضر ہو تو ہم اس کے اہل

واپس دے دیں گے۔ یہ خبر مالک بن عوف کو پہنچی۔ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے
جب کہ حضور ﷺ مقام جعرانہ سے نہضت فرما چکے تھے۔ امام الانبیاء ﷺ نے ان کے
اہل و مال انہیں واپس دیئے اور ۱۰۰ اونٹ بھی عطا کئے۔ فقال مالک بن عوف رضی اللہ
عنہ یخاطب رسول اللہ ﷺ من قصیدۃ۔

ما ان سمعت ولا رأیت بمثلہ

فی الناس کلھم کمثل محمد

اوفی و اعطی للجزیل اذا اجتدی

واذا تشاء یخبرك عما فی غد

یعنی میں نے تمام جہانوں کے لوگوں میں محمد ﷺ کی مثل نہ کوئی دیکھا، نہ سنا۔
سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے زیادہ فزوں تر سائل کو نفع کثیر عطا بخشنے
والے اور جب تو چاہے تجھے آئندہ کی خبریں بتا دیں۔ ۱؎

﴿مختصر سیرت الرسول از عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب صفحہ نمبر ۳۶۸ طبع لاہور ۱۳۹۹ھ﴾

﴿سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ نمبر ۳۰۷ ناشر مکتبہ فاروقیہ ملتان ۱۳۹۷ھ﴾

﴿سیرت رسول پاک بروایت ابن اسحاق تابعی صفحہ نمبر ۶۸۶ طبع لاہور ۱۴۲۱ھ﴾

۱؎ امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یعنی نبوت وہ چیز ہے، جو نبی کے
ساتھ خاص ہے اور نبی اس کے سبب اوروں سے ممتاز ہے اور وہ کئی قسم کے خاصے ہیں
جن سے نبی مختص ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ جو امور اللہ جل جلالہ کی ذات و صفات اور ملائکہ و
آخرت سے متعلق ہیں نبی ان کے حقائق ۲؎ کا ایسا علم رکھتا ہے اوروں کے علم زیادت
معلومات و فزونی تحقیق و انکشاف میں ان سے نسبت نہیں رکھتے۔ دوم یہ کہ نبی کیلئے اس
کی ذات میں ایک ایسا وصف ہوتا ہے جس سے افعال خلاف عادت (جنہیں معجزہ کہتے
ہیں) انصرام پاتے ہیں جس طرح ہمارے لئے ایک صفت ہوتی ہے، جس سے وہ ملائکہ
کو دیکھتا ہے جس طرح انکھیارے کے پاس ایک صفت ہے جس کے باعث وہ اندھے
سے ممتاز ہے۔ چہارم یہ کہ "ان لہ صفۃ بھا یدرك ما سیکون فی الغیب" نبی

کیلئے ایک صفت ہوتی ہے جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیتا ہے۔ (شرح مواہب از علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ حضور ﷺ یوں دعا مانگا کرتے تھے۔ "اللھم ارنا الاشیاء کما ھی"۔ (کشف المحجوب صفحہ نمبر ۲۵۲ ☆ مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۹۹ جلد ۲)

مشکوۃ شریف کی ایک حدیث اور اس کا جواب

ایک مرتبہ آپ ﷺ وضو فرما رہے تھے۔ صحابہ کرام نے وضو کا بچا ہوا پانی جسموں پر ملنا شروع کر دیا۔ امام الانبیاء نے پوچھا، کونسی چیز تمہیں اس پر ابھار رہی ہے؟ انہوں نے کہا، اللہ اور اس کے رسول کی محبت، تو آپ ﷺ نے فرمایا، جسے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے یا اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کریں، تو وہ جب بھی بولے سچی بات کرے امانت میں خیانت نہ کرے اور ہمسائیوں سے اچھا سلوک کرے۔ (شاہراہِ بہشت صفحہ نمبر ۱۱۸) (مشکوۃ صفحہ نمبر ۴۲۴ کتاب الادب باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

اس حدیث مبارکہ سے یہ اخذ کرنا کہ رحمت عالم ﷺ نے صحابہ کرام کے اس فعل یعنی آپ کے وضو سے بچے ہوئے پانی کو جسموں پر ملنے کے فعل کو ناپسند کیا، کم فہمی کے علاوہ کچھ نہیں بلکہ آپ نے صحابہ کرام کے اس فعل کو پسند فرماتے ہوئے دیگر تین نیک امور کی طرف توجہ دلائی۔ جن میں مخلوق کے ساتھ نیک برتاؤ کا حکم فرمایا اس لئے صاحب مشکوۃ نے اس حدیث کو "باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق" میں نقل کیا ہے ہمارے اس دعویٰ کی درج ذیل احادیث مؤید ہیں۔

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) نبی اکرم ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے، تو وضو کا پانی آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے وضو فرمایا (اور جب آپ وضو فرما چکے تو) لوگ آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی لے کر اس کو (اپنے چہرے اور آنکھوں پر) ملنے لگے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی دو رکعتیں اور عصر کی دو رکعتیں پڑھیں۔ اور آپ کے سامنے سترہ (گڑا ہوا تھا) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے ایک قدح منگایا جس میں پانی تھا

پہلے آپ نے دونوں ہاتھ اور اپنا منہ اسی میں دھویا اور اس میں کلی کی پھر دونوں (ابوموسیٰ اور بلال) سے کہا یہ پانی کچھ پی لو اور کچھ اپنے چہروں پر اور اپنے سینوں پر ڈال لو۔

حضرت علی بن عبداللہ، یعقوب بن ابراہیم بن سعد، ابراہیم بن سعد، صالح ابن شہاب کہتے ہیں، مجھ سے محمود بن ربیع نے بیان کیا کہ محمود بن ربیع وہ شخص ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ان کے منہ میں بچپن کی حالت میں کلی کی تھی انہی کے کنویں سے (پانی لے کر) عروہ نے (اس حدیث کی) مسور وغیرہ سے روایت کی ہے اور یہ دونوں روایتیں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرماتے تو آپ کے وضو سے بچے ہوئے پانی پر صحابہ کرام ٹوٹ پڑتے۔

(بخاری صفحہ نمبر ۱۲۰ جلد اول (مترجم) طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

حضرت عون بن ابی جحیفہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ سرخ چمڑی قبہ میں تھے اور میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ کے وضو کا پانی لیا اور دوسرے لوگ بھی پانی لینے میں سبقت کر رہے تھے جس کو اس میں سے مل جاتا تو اس کو اپنے منہ پر مل لیتا اور جس کو نہ ملتا تو وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری سے لیتا۔ (بخاری صفحہ نمبر ۳۴۳ جلد ۳ (مترجم) طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

حضرت طلق بن علی یمامی کا بیان ہے کہ ہم اپنے وطن سے رسول اللہ ﷺ کی طرف نکلے۔ حاضر خدمت ہو کر ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور عرض کیا کہ ہمارے وطن میں ہمارا ایک گرجا ہے، پھر ہم نے آپ سے درخواست کی کہ آپ اپنے وضو کا بچا ہوا پانی عنایت فرمائیں آپ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کر کے بقیہ آپ نے ایک کلی ہمارے چھاگل میں ڈالی اور روانگی کی اجازت دے کر فرمایا کہ جب تم اپنے وطن میں پہنچ جاؤ تو اپنے گرجا کو توڑ ڈالو اور اس کی جگہ اس پانی کو چھڑک دو اور گرجا کی جگہ مسجد بنا لو۔ ہم نے عرض کیا کہ شہر مدینہ منورہ سے بہت دور ہے، گرمی سخت ہے، یہ پانی خشک ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں اور پانی ڈال لینا، برکت زیادہ ہو جائے گی۔

﴿نسائی صفحہ نمبر ۳۴۳ جلد ۳ (مترجم) طبع لاہور ۱۹۷۷ء ☆ مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۶۹ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

ماہ ذیقعدہ ٦ ہجری میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں تھے، تو بدیل ابن ورقا خزاعی کے بعد عروہ بن مسعود جو اسوقت تک ایمان نہ لائے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے کیلئے حاضر خدمت اقدس ہوئے، وہ واپس جا کر قریش سے یوں کہنے لگے۔

اے میری قوم، اللہ کی قسم! البتہ بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں اور قیصر و کسریٰ و نجاشی کے ہاں گیا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں نے کبھی بھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ جس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں۔ جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے جب کھنکار پھینک دیا ہے تو وہ اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرا ہے۔ جسے انہوں نے اپنے منہ اور جسم پر مل لیا ہے۔ جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل کیلئے دوڑتے ہیں۔ اور جب وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کیلئے باہم جھگڑنے کی نوبت پہنچنے لگتی ہے۔ اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو اصحاب ان کے سامنے اپنی آوازیں دھیمی کر دیتے ہیں۔ اور از روئے تعظیم ان کی طرف تیز نگاہیں نہیں کرتے۔ انہوں نے تم پر ایک نیک امر پیش کیا ہے اسے قبول کر لو۔ (صحیح بخاری، کتاب الشروط صفحہ نمبر ۳۷۹ جلد اول طبع لاہور ۱۹۶۱ء)

محبت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کی علامات

محبت رسول کا دار و مدار فقط اتباع پر ہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ اور بھی علامات کا ہونا اشد ضروری ہے جن کے بغیر دعویٰ محبت باطل ہوگا۔

قاضی عیاض مالکی اندلسی فرماتے ہیں: اس بات کو خوب جان لو کہ جو شخص کسی کی محبت کا دم بھرتا ہے۔ وہ اس کو اختیار کر لیتا ہے اور اسی کی موافقت کرتا ہے۔ ورنہ وہ اس کی محبت میں صادق نہیں جس کی محبت کا وہ دعویٰ کرتا ہے۔ لہذا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں وہ سچا ہے جس پر اس کی علامتیں ظاہر ہوں۔

پہلی علامت

یہ ہے کہ آپ کی پیروی کرے اور آپ کی سنت کا عامل ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال و

[قرآ]ن کا اتباع کرے۔ آپ کے حکم کو بجالائے اور نواہی سے اجتناب کرے، عسرت، [یسر]ت وکربت یعنی ہرحال میں آپ کے آداب سے موعظت ونصیحت حاصل کرے۔

[اس ع]لامت کی حجت ودلیل یہ آیت کریمہ ہے۔

"قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"۔

(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۱)

ترجمہ: "اے محبوب! تم فرمادو، اگر تم، اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار [ہو ج]اؤ"۔

دوسری علامت

یہ ہے کہ جس کو آپ نے مشروع فرمایا اور اس پر عمل کی ترغیب وتنبیہ فرمائی اس کو [اپن]ی خواہشات پر ترجیح دو۔ رب کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

"وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ"......الخ

(سورۃ الحشر آیت نمبر ۹)

اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنالیا...... یہ لوگ دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں، اگر انہیں شدید محتاجی ہو، اور [ب]ندوں کو خدا کی رضامندی کے حاصل کرنے میں ناراض کردیتے ہیں۔

تیسری علامت

یہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کا ذکر جمیل بکثرت کرے اس لئے کہ جو شخص جس چیز کو محبوب رکھتا ہے اس کا ذکر بکثرت کیا کرتا ہے۔

چوتھی علامت

یہ ہے کہ آپ کے لقاء ودیدار کا زیادہ شوق رکھتا ہے۔ کیونکہ ہر محب اپنے محبوب

کے دیدار کی تمنا رکھتا ہے۔ اشاعرہ نے ایک حدیث بیان کی ہے کہ جب حضور ﷺ مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو وہاں کے لوگ یہ رجز پڑھتے تھے۔

"غدا نلقی الاحبة + محمد و صحبه"

ترجمہ: "ہم کل پیاروں سے ملیں گے یعنی آپ حضور اور آپ کے صحابہ سے"۔

پانچویں علامت

یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ آپ کا ذکر جمیل کرے اور ذکر کے وقت انتہائی عجز و انکساری کا اظہار کرے۔ ابن اسحاق تجیبی جب نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتے تو انتہائی عاجزی و فروتنی سے کرتے اور ان کے بال کھڑے ہو جاتے اور رونے لگتے۔ یہی حال اکثر تابعین رحمہم اللہ کا تھا۔

چھیویں علامت

یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی محبت کی وجہ سے کسی سے محبت رکھے اور اسی علاقہ کے سبب و وجہ سے آپ کے اہل بیت اور آپ کے صحابہ (مہاجرین و انصار) سے محبت رکھے اور جو ان سے عداوت رکھے ان سے عداوت رکھے اور جو ان سے بغض و فساد رکھے ان سے بغض رکھے۔ جو شخص جس سے محبت رکھتا ہے وہ اس کو محبوب جانتا ہے جن سے ان کا محبوب محبت کرے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہے۔ بے شک وہ مجھ سے محبت رکھنے کی وجہ سے رکھتا ہے اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بھی اس کو محبوب رکھتا ہے اور جو شخص ان دونوں سے بغض و عداوت رکھتا ہے، بلاشبہ وہ مجھ سے بغض و عداوت رکھتا ہے اور جو مجھ سے بغض و عداوت رکھتا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ بھی اس کو مبغوض رکھتا ہے۔

اور فرمایا، اللہ اللہ فی اصحابی: ہوشیار خبردار میرے صحابہ کے بارے میں، میرے بعد ان کو اپنی اغراض کا نشانہ نہ بنانا۔ جو ان سے محبت رکھتا ہے وہ مجھ سے محبت رکھنے کی بنا پر ہے اور جو ان سے دشمنی رکھتا ہے۔ وہ مجھ سے دشمنی رکھنے کی بنا پر ہے جس نے ان کو

تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی یقیناً اس نے اللہ کو تکلیف دی، جس نے اللہ کو تکلیف دی، بہت جلد اللہ تعالیٰ اس کو اپنی پکڑ میں لے گا۔

ساتویں علامت

یہ ہے کہ اس چیز سے دشمنی رکھے جس سے اللہ اور اس کے رسول نے دشمنی رکھی اور اس سے عداوت رکھے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عداوت رکھی اور اس شخص سے کنارہ کشی کرے جو آپ کی سنت کا مخالف ہو اور دین میں نئے نئے عقائد و نظریات کا اختراع کرے۔ (جیسے کہ اوراق گزشتہ میں آپ وہابیہ کے عقائد و نظریات کا مطالعہ کر چکے ہیں)۔

آٹھویں علامت

یہ ہے کہ آپ کے لائے ہوئے قرآن سے محبت رکھے کیونکہ آپ نے اس سے ہدایت فرمائی اور اسی کے مطابق آپ کے اخلاق کریمہ تھے۔ قرآن سے محبت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کی تلاوت کرے، اس پر عمل کرے اور اس کو خوب سمجھے اور اس کے طریقہ کو پسند کرے اور اس کی حدود سے تجاوز نہ کرے۔

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ سے محبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن سے محبت کرے اور قرآن سے محبت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے اور آپ سے محبت کرنے کی پہچان یہ ہے کہ آپ کی سنت سے محبت کرے اور آپ کی سنت سے محبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آخرت سے محبت کرے اور آخرت سے محبت کی علامت یہ ہے کہ دنیا سے بغض رکھے اور دنیا کا بغض یہ ہے کہ قوت لایموت اور توشہ آخرت کے سوا کچھ جمع نہ کرے، تاکہ آخرت میں فلاح سے ہمکنار ہو۔

نویں علامت

یہ ہے کہ آپ کی امت کے ساتھ شفقت و مہربانی سے پیش آئے اور ان کو اچھی بات بتائے اور ان کے نقصانات کو دور کرے، جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں پر رؤف اور رحیم تھے۔

دسویں علامت

یہ ہے کہ اس مدعی دنیا میں زاہد ہو اور فقر کا خوگر ہو کر فقراء سے ترجیحی سلوک کرے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے مجھ سے محبت رکھے گا اس کی طرف فقر اس رو سے زیادہ دوڑ کر آئے گا۔ جیسے کہ پہاڑ کی بلندی کی طرف سے پہاڑ سے نیچے کو آتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے ایک شخص نے کہا! یارسول اللہ، میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، غور کر کیا کہہ رہا ہے؟ عرض کیا ''واللہ! میں آپ سے محبت کرتا ہوں، اس طرح تین مرتبہ کہا، آپ ﷺ نے فرمایا، اگر مجھ سے محبت کرتے ہو تو فقر کیلئے سامان (صبر) کی تیاری کرو''۔

(الشفاء صفحہ نمبر ۳۲ تا ۳۸ (تلخیصاً) جلد ۲ طبع لاہور)

لہٰذا......! جو شخص ان صفات سے متصف ہوگا تو وہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں کامل ہوگا اور جو شخص ان میں سے بعض امور کی مخالفت کرے گا، اس کی محبت اتنی ہی ناقص ہوگی اور وہ محبت کے نام سے خارج نہ ہوگا۔ اس کی دلیل حضور ﷺ کا اس شخص کے بارے میں فرمانا ہے کہ جس کو شراب پینے پر حد جاری کی گئی اور اس وقت بعض لوگوں نے اس پر لعنت کی تھی اور کہا تھا تعجب ہے اس کو ایسی حالت میں لایا گیا۔ تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو، کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

﴿الشفاء صفحہ نمبر ۳۴ جلد ۲ طبع لاہور ☆ کیمیائے سعادت از امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ طبع لاہور﴾

امیر حمزہ

''نسائی شریف'' کے حوالے سے لکھتے ہیں: کہ بعض لوگوں نے آپ ﷺ کی تعریف میں مبالغہ آرائی کی تو آپ نے فرمایا، مجھے یہ بالکل پسند نہیں کہ تم مجھے اس مقام سے جو مجھے اللہ نے عنایت فرمایا ہے بڑھاؤ۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۱۸)

حدیث کا جواب حدیث سے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! میری تعریف میں اس قدر مبالغہ نہ کرنا جتنا عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں نصاریٰ نے کیا (یعنی مجھے خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہنا) میں تو خدا کا بندہ ہوں میرے متعلق یہی کہنا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۲۰۰ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۰ء)

اس حدیث سے واضح ہوا کہ مبالغہ سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عیسائیوں کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا کہنا مراد ہے اور ہمارا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہرگز عقیدہ نہیں۔ جیسا کہ ہم ہر سال محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کر کے عیسائیوں کے عقیدہ کی جڑیں کاٹتے ہیں کہ جو ہستی پیدا ہوئی ہے وہ خالق نہیں اور نہ ہی خدا تعالیٰ کی اولاد کیونکہ ذات باری تعالیٰ اولاد سے مبرا ہے۔ قارئین کرام قرآن کریم کی سورۃ اخلاص کا مطالعہ کریں۔

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ

۱)۔ نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کیلئے وحی بھیجی ہو۔

۲)۔ انبیاء سب بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت۔

۳)۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں۔

﴿بہار شریعت صفحہ نمبر ۱۸ تا ۲۲ جلد اول طبع لاہور﴾

۴)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین حیثیتیں ہیں اول ظاہر باعتبار صورت بشر، دوم ملکی، سوم وہ مرتبہ جس کو خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

﴿عقائد اہلسنت وجماعت صفحہ نمبر ۷ از مولانا حشمت علی خاں رحمۃ اللہ علیہ طبع کانپور﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جملہ اولین وآخرین سے زیادہ بزرگ ہوں اور یہ میں فخریہ نہیں کہتا۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۲۰ جلد ۳ (مترجم) طبع لاہور)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت آدم علیہ السلام کی ساری

اولاد سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم و معزز ہوں اور یہ فخر کے طور پر نہیں کہتا (یعنی تحدیث نعمت کے طور پر کہہ رہا ہوں)۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک بار حضرت جبرئیل علیہ السلام ہماری بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! میں نے زمین کے گوشے گوشے کو چھان مارا لیکن آپ سے افضل کسی کو نہیں دیکھا اور بنی ہاشم سے بہتر کسی قبیلے کو نہ پایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ شب معراج میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب براق پیش کیا گیا اور آپ نے اس پر سوار ہونے کا عزم فرمایا تو براق خوشی سے اچھلنے لگا۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے براق! تو نبی آخر الزماں ﷺ کی بارگاہ میں کیسی حرکتیں کر رہا ہے؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ جو تیری پیٹھ پر سوار ہونے لگے ہیں، بارگاہ خداوندی میں ان سے بڑھ کر معزز و مکرم اور کوئی نہیں ہے، براق یہ سن کر مارے شرم کے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ (کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۱۵۳ جلد اول طبع لاہور ۲۰۰۰ء)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی فَضَّلَ مُحَمَّدًا ﷺ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اَهْلِ السَّمَاءِ ...... وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِمُحَمَّدٍ ﷺ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ فَاَرْسَلَهٗ اِلَی الْجِنِّ وَالْاِنْسِ"۔

﴿مشکوٰۃ (عربی اردو) باب فضائل سید المرسلین تیسری فصل صفحہ نمبر ۱۲۳ جلد ۳ طبع لاہور﴾

ترجمہ: "ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو تمام انبیاء اور آسمان کے رہنے والوں پر فضیلت بخشی...... الخ اور اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے حق میں فرمایا اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سب لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا"۔

حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور یہ فخر نہیں ہے۔ میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور کوئی فخر نہیں ہے۔ آدم اور ان کے علاوہ سب نبی میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ اور میں پہلا

مل جس سے قبر پھٹے گی اور میں کوئی فخر کی بات نہیں کر رہا۔

﴿مشکوٰۃ (مترجم) صفحہ نمبر ۱۲۰ جلد ۳ طبع لاہور﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، میں تمام انبیاء و رسلین کا قائد ہوں اور یہ بات فخر سے نہیں کہہ رہا...... الخ

﴿مشکوٰۃ (مترجم) صفحہ نمبر ۱۲۱ جلد ۳ طبع لاہور﴾

ایک اہم مسئلہ اور اس کی وضاحت

حدیث نمبر ۱

قبیلہ جہنیہ کی ایک خاتون سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں ایک یہودی آیا اور کہنے لگا کہ آپ اللہ کیلئے شریک ٹھہراتے ہیں اور شرک کرتے ہیں اور یوں کہتے ہو کہ جو کچھ اللہ نے چاہا اور جو کچھ تم چاہو اور تم یہ کہتے ہو، کعبہ کی قسم (اس حکم کو تبدیل فرماتے ہوئے) حضور سرورِ کونین نے ارشاد فرمایا کہ جب تم قسم کھانے کا ارادہ کرو تو یوں کہا کرو، ورب الکعبۃ (کعبہ کے رب کی قسم) اور اگر کوئی کہنا چاہے ماشاء اللہ اس کے بعد ثم شئت کہا کرو۔ (نسائی صفحہ نمبر ۲۹ جلد ۳ (مترجم) طبع لاہور ۱۹۹۱ء)

حدیث نمبر ۲

عن حذیفة عن النبی ﷺ قال لاتقولوا ماشاء اللہ وشاء فلان و لکن قولوا ماشاء اللہ ثم شاء فلان رواہ احمد و ابوداؤد۔

﴿مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۰۸ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

حدیث نمبر ۳

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لاتقولن احد کم ماشاء اللہ وشاء فلان ولکن ماشاء اللہ ثم شاء فلان"۔

﴿کتاب الشفاء از قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) صفحہ نمبر ۳۹ جلد اول﴾

کوئی یہ نہ کہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے اور فلاں چاہے بلکہ یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ پھر فلاں چاہے۔ (یعنی واؤ عاطفہ کی جگہ ثم ہونا چاہیے)

ان احادیث مبارکہ میں سرور دو عالم ﷺ نے مسلمانوں کو یہ ادب سکھایا ہے کہ یوں نہ کہو اللہ اور فلاں چاہے گا، بلکہ یوں کہو کہ: اللہ چاہے گا، پھر فلاں چاہے گا، کیونکہ واؤ عاطفہ کے ذریعے اشتراک پایا جاتا ہے۔ اور خدا کی مرضی کے ساتھ دوسرے کی مرضی کو مشترک نہ کہا جائے۔ بلکہ دوسرے کی مرضی کو علیحدہ بیان کیا جائے یعنی یوں کہہ سکتا ہے۔ کہ اللہ چاہے اگر پھر اس کا رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا۔

قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بارگاہ خداوندی کا ادب سکھایا ہے کہ مشیت ایزدی کو دوسروں کی مشیت پر مقدم رکھا کریں۔ ہاں دوسروں کی مشیت کو ثم کے ساتھ ملا سکتے ہیں۔ جو ترتیب اور تراخی کیلئے آتا ہے جبکہ واؤ عاطفہ اشتراک کیلئے موضوع ہے۔

﴿کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۵۱، ۵۲ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۰ء﴾

حدیث نمبر ۴

حضرت طفیل بن سنجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھیں خواب میں کچھ یہودی ملے انہوں نے ابنیت عزیز علیہ السلام ماننے کا اعتراض کیا انہوں نے کہا تم خالص کامل لوگ ہو اگر یوں نہ کہو کہ جو چاہے اللہ اور جو چاہیں محمد ﷺ، پھر کچھ نصاریٰ ملے ان سے بھی ابنیت مسیح کے جواب میں یہی سنا۔ حضور اکرم ﷺ سے خواب بیان کیا۔ حضور ﷺ نے خطبے میں بعد حمد وثناء الٰہی فرمایا تم لوگ ایک بات کہا کرتے تھے، مجھے تمہارا لحاظ روکتا تھا کہ تمہیں اس سے منع کردوں یوں نہ کہو جو چاہے اللہ اور جو چاہیں محمد۔ (اور نسائی کی روایت میں اس کے آگے یہ الفاظ موجود ہیں کہنے والا یوں کہے: جو چاہے اللہ پھر چاہو تم)۔ یہ حدیث سنن بیہقی طبقات ابن سعد اور طبرانی کبیر میں بھی موجود ہے۔ (مسند احمد بسند حسن صحیح)

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام میں یہ قول کہ اللہ و رسول اگر چاہیں تو

یہ کام ہو جائے گا۔ اور تم چاہو تو یوں ہوگا، کا عام رواج تھا اور حضور ﷺ اس پر مطلع تھے اور انکار نہ فرماتے تھے۔ (امام الوہابیہ مولوی محمد اسماعیل نے بھی ان الفاظ کو شرک سے تعبیر کیا ہے دیکھیے "تقویۃ الایمان" باب شرک فی العادۃ"

امیر حمزہ سے چند سوال

امیر حمزہ نے ان الفاظ کو شرک سے تعبیر کیا ہے، موصوف لکھتے ہیں:

"مسلمانو یاد رکھو! آج جو تم اللہ کے رسول ﷺ کی نعتوں میں جو غلو اختیار کر رہے ہو، اس سے قیامت کے روز اللہ کے رسول ﷺ بیزاری کا اظہار کریں گے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے مشرکانہ اور مبتدعانہ کاموں سے بیزاری کا اظہار کریں گے......الخ

سوال نمبر ا......کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (نعوذ باللہ) شرک کرتے تھے اور سید عالم ﷺ منع نہ فرماتے تھے؟

سوال نمبر ۲......حدیث طفیل رضی اللہ عنہ کے لفظ دیکھو کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا، اس لفظ کا خیال مجھے بھی گزرتا تھا مگر تمہارے لحاظ سے منع نہ کرتا تھا، تو معاذ اللہ نبی نے دانستہ شرک کو گوارہ کیا اور اس ممانعت پر اپنے یاروں کے لحاظ پاس کو غلبہ، جواب دیں؟

سوال نمبر ۳......ایک یہودی نے (خواب میں آکر) اعتراض کیا اس کے بعد حکم ممانعت ہوا تو کیا تمہارے نزدیک صحابہ کرام بلکہ سید عالم ﷺ کو بھی توحید اور اس پر استقامت کی تاکید ایک یہودی نے سکھائی؟ تفصیلی جواب دیں۔

حدیث "بل ماشاء اللہ وحدہٗ" کا جواب

صاحب مشکوٰۃ نے اس حدیث کو یوں نقل کیا:

"وفی روایۃ منقطعاً قال لا تقولوا ماشاء اللہ وشاء محمد ﷺ و قولوا ماشاء اللہ وحدہٗ"۔ (رواہ فی شرح السنۃ) (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۰۶ ناشر کتبہ امدادیہ ملتان)

امیر حمزہ کی نقل کردہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"بل ماشاء اللہ وحدہٗ"۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۱۹)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"دریں جا غایت بندگی وتواضع وتوحید است زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ور غیر خود را بہ مشیت اگرچہ بطریق تاخر وتبعیت باشد تجویز کردو اما درحق خود باں نیز راضی نشد بلکہ امر کرد باسناد مشیت بہ پروردگار تعالیٰ تنہائے بے توہم شرکت"۔

﴿اشعۃ اللمعات صفحہ نمبر ۵۳ جلد ۴ طبع ملتان﴾

یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضعاً اپنی مشیت کا ذکر کرنے کو منع فرمایا۔ اوروں کو ذکر مشیت کی اجازت دے دی۔ اگر شرکت ہوتو معاذ اللہ یہ ٹھہرے گی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ذات کریم کو شریک خدا کرنے سے منع فرمایا اور زید عمر کو شریک کردینا جائز رکھا

﴿نیز دیکھیئے حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۰۸ حاشیہ نمبر ۱﴾

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور توجیہ لطیف ودقیق کی طرف اشارہ کیا ہے: کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سردار موحدین ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مشیت اللہ جل جلالہٗ کی مشیت میں مستغرق وگم ہے۔ ﴿مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۰۹ حاشیہ نمبر ۱﴾

ہندوستان کے مشہور حنفی عالم مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی شرح میں لکھتے ہیں: عطف واؤ سے ہو خواہ ثم، خواہ کسی اور حرف سے، معطوف، معطوف علیہ میں مغایرت چاہتا ہے بلکہ ثم، بوجہ افادہ فصل وتراخی زیادہ مفید مغایرت ہے اور سید الموحدین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے کوئی مشیت جداگانہ اپنے رب عزوجل کی مشیت سے رکھی ہی نہیں۔ ان کی مشیت بعینہٖ خدا کی مشیت ہے۔ اور مشیت خدا بعینہٖ ان کی مشیت اور عطف کرکے کہے تو دوئی سمجھی جائے گی کہ اللہ کی مشیت اور ہے اور رسول کی مشیت اور، لہٰذا عطف کیلئے ارشاد نہ فرمایا، فقط مشیت اللہ وحدہٗ کا ذکر بتایا کہ اس میں خود ہی مشیت الرسول کا ذکر آجائے گا۔ ﴿الامن والعلی صفحہ نمبر ۲۲۵ طبع لاہور﴾

اور حدیث مشکوٰۃ جس کے الفاظ یہ ہیں: "وقولوا ماشاء اللہ وحدہٗ"، منقطع ہے۔ جیسا کہ صاحب مشکوٰۃ نے لکھا ہے: "وفی روایۃ منقطعاً قال لا تقولوا ماشاء اللہ

وما شاء محمد وقولوا ما شاء الله وحدهٗ"۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۰۹ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)
یہ کہاں کا انصاف ہے کہ مرفوعہ صحیحہ احادیث مبارکہ کو چھوڑ کر منقطع حدیث پر عمل کیا جائے۔

امیر حمزہ کی جہالت

سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۱۱۶،۱۱۵ کو اہلسنت کے خلاف پیش کرنا سراسر جہالت ہے۔ (شاہراہِ بہشت صفحہ نمبر ۱۲۰)
جبکہ ہم رسول اللہ ﷺ کو خدا کا بیٹا مانتے ہی نہیں، بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور تمام مخلوق سے افضل واکمل، کامل ومکمل اور خیر البشر ہیں۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حدیث بخاری اور اس کا جواب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو، جس طرح عیسیٰ ابن مریم کی تعریف میں عیسائیوں نے مبالغہ کیا تھا۔ پس میں اس کا بندہ ہوں لہٰذا مجھے اس کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ (شاہراہِ بہشت صفحہ نمبر ۱۲۰)

جواب

جبکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے بیٹے نہیں بلکہ آپ ﷺ خدا تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور تمام کائنات سے افضل واکمل ہیں۔ تو خواہ مخواہ اس حدیث مبارکہ کو اہلسنت وجماعت کے خلاف پیش کرنا کہاں کا انصاف ہے۔
امیر حمزہ لکھتے ہیں: اب جو کوئی اس نصیحت کے باوجود باز نہ آئے، اللہ کے رسول ﷺ کو مختار کل، حاضر وناظر، عالم الغیب، کہتا پھرے اور دیگر خدائی صفات آپ میں مانتا پھرے، میلاد مناتا پھرے۔ آپ کو اللہ کے نور میں سے نور کہہ کر غلو کرتا پھرے۔ تو اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق "پھر قیامت کے روز جو جواب میرے بھائی

عیسیٰ (علیہ السلام) دیں گے وہی جواب میں اپنی امت کے ان لوگوں کے بارے میں (کہ جو ایسے عقائد) جو ایسے بچن اختیار کریں۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۲۰،۱۲۱)

جواب

مندرجہ بالا عبارت میں جن عقائد و نظریات کی نسبت اہلسنت و جماعت کی طرف کی گئی ہے ہم ان کی وضاحت کرتے ہیں تاکہ امیر حمزہ پر حق روشن ہو جائے اور دوسروں پر بہتان تراشی سے باز آجائیں۔ اور بروز محشر کوئی عذر پیش نہ کر سکیں۔

ا۔ مسئلہ علم غیب

مشہور حنفی عالم مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"علم غیب بالذات اللہ عزوجل کیلئے خاص ہے۔ کفار اپنے معبودان باطل وغیرہم کیلئے مانتے تھے، لہٰذا مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ اور یوں کوئی حرج نہیں کہ اللہ کے بتائے سے امور غیب پر انہیں (انبیاء و اولیاء کو) اطلاع ہے۔ (عوام الناس کو پیش نظر رکھ کر کراہت کا قول کیا ہے)۔ ﴿الامن والعلی صفحہ نمبر ۲۰۳ طبع لاہور﴾

پنجاب کے مشہور عالم پیر طریقت حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب، حسب نصوص قرآنیہ اور علم ماکان و ما یکون از روئے احادیث نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من جانب اللہ عطاء ہوا ہے۔ علم غیب کل اور بالذات علی سبیل الاستمرار خاصہ خدائی ہے اور علم غیب علی قدر الاعلام والاعطاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء ہوا، اور آپ کو عالم الغیب بہ علم وعطائی و وہبی کہا جا سکتا ہے۔

﴿تجلیات مہر انور صفحہ نمبر ۱۸۸ از شاہ حسین گردیزی طبع کراچی ۱۹۹۲ء﴾

بہ نسبت علوم اولین و آخرین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اعلیٰ و اکمل ہے۔ اور آخر عمر شریف تک ملکوت السماوی و ارضی و تمام مخلوقات و جملہ اسمائے حسنہ و آیات کبریٰ و امور آخرت و شرائط ساعت و احوال سعد و اشقیاء و علم ماکان و ما یکون پر آپ کا علم محیط ہو چکا ہے۔ تمام علوم بشریہ و ملکیہ سے آپ کا علم اشمل و اکمل ہے۔ جمیع جزئیات خمسہ کا علم جس میں

خاص وقت قیامت کا بھی علم شامل نہ ہے۔ آپ کو حاصل تھا۔ علم الٰہی اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علم میں امورِ ذیل فارق ہیں:

١)۔ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی اور اس کے رسول کا علم مستفاد، اسے بالواسطہ یا بالعرض عطائی اور وہبی کہتے ہیں:

٢)۔ اللہ تعالیٰ کا علم واجب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ممکن۔

٣)۔ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی، سرمدی اور ابدی حقیقی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم حادث۔

٤)۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم متناہی ہے۔

٥)۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر مخلوق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مخلوق ہے۔

٦)۔ اللہ تعالیٰ کا علم کسی کے زیرِ قدرت نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدور۔

٧)۔ اللہ تعالیٰ کا علم ممتنع التغیر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ممکن التبدل۔

٨)۔ اللہ تعالیٰ کا علم واجب البقاء اور حضور علیہ السلام کا علم جائز الفناء۔

٩)۔ تمام مخلوقات کے علم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں وہ نسبت ہے جو قطرے کو سمندر سے ہے۔ یعنی تمام مخلوقات کا علم بمنزلہ قطرہ ہے۔ اور ان کے مقابلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بمنزلہ سمندر ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ ایسی بھی نہیں جیسے قطرے کو سمندر سے ہوتی ہے۔

١٠)۔ حضور علیہ السلام کے علم کلی کا یہ مطلب نہیں کہ خدا کا کل علم آپ کو حاصل ہے بلکہ مخلوق کا کل علم آپ کو عطا کیا گیا ہے۔ اور اس کی تکمیل نزولِ قرآن کے ضمن میں تدریجاً ہوئی۔

١١)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بات جاننے کیلئے توجہ کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ توجہ کا محتاج نہیں۔

مسئلہ حاضر و ناظر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں، جسمانیت اور بشریت کے ساتھ نہیں، بلکہ بایں طور

کہ عالم کا ذرہ ذرہ روحانیت ونورانیت نبی ﷺ کی جلوہ گاہ ہے اور روحانیت ونورانیت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے قرب اور بعد مکان یکساں ہے۔ کیونکہ عالم خلق زمان ومکان کی قیود سے مقید ہے لیکن عالم امر ان قیود سے پاک ہے۔ لہٰذا ایک وقت متعدد مقامات پر رسول اللہ ﷺ کا تشریف فرما ہونا اور ایک ہی وقت میں دور دراز مقامات کثیرہ اور امکنہ متعددہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اہل اللہ کا دیکھنا اور کھلم کھلا بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونا دلائل کی روشنی میں ایسا واضح امر ہے کہ جس کا انکار کوئی مسلمان نہیں کرسکتا۔

مسئلہ نور وبشر

قرآن کریم وحدیث میں رسول اللہ ﷺ کیلئے لفظ نور بھی وارد ہے۔ اور لفظ بشر بھی مثلاً قرآن مجید ہے: ”قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ“ (سورۃ المائدہ آیت نمبر۱۵) یہاں نور سے مراد حضور ﷺ ہیں۔ نیز قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا“ (پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر۹۳) آپ کہہ دیجئے، میرا رب پاک ہے میں بشر رسول ہی ہوں۔

لہٰذا قرآن وحدیث پر ایمان رکھنے کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان رسول اللہ ﷺ کو نور بھی مانے اور بشر بھی تسلیم کرے۔

لیکن رسول اللہ ﷺ کو ایسا بشر نہ مانے جس میں بشریت کا کوئی عیب ہو کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقی معنی میں محمد ﷺ ہیں اور اس لفظ کے معنی ہیں ”بے عیب“ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں یہ بھی ضروری ہے کہ آپ کو ایسا نور تسلیم کرے کہ بے عیب بشریت اس کے منافی نہ ہو۔

کیا حضور ﷺ کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے؟

اگر کسی ناواقف شخص کا یہ اعتقاد ہے تو اسے توبہ کرنا فرض ہے۔ اس لئے کہ ایسا ناپاک عقیدہ خالص کفر وشرک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے، بلکہ اس حدیث (من نورہ) کے معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتی تجلی فرمائی جو حسن الوہیت کا ظہور

اول بھی بغیر اس کے ذاتِ خداوندی نورِ محمدی کا مادہ یا حصہ اور جز قرار پائے۔ یہ کیفیت متشابہات میں سے ہے، جس کا سمجھنا ہمارے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن وحدیث کے دیگر متشابہات کا سمجھنا۔

مولانا احمد رضا بریلوی (م ۱۹۲۱ء) رحمۃ اللہ علیہ ''من نورہ'' کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عین ذاتِ الٰہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ، ذاتِ الٰہی، ذاتِ رسالت کیلئے مادہ ہے، جیسے انسان مٹی سے پیدا ہوا۔ یا عیاذاً باللہ، ذاتِ الٰہی کا کوئی حصہ یا کل ذاتِ نبی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہونے یا کسی شئے میں حلول فرمانے سے پاک ومنزہ ہے۔ ﴿صلوۃ الصفائی نور المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ نمبر ۳۷﴾

پروفیسر مولانا نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

اور یہ جو مشہور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اس سے یہ مراد نہیں، کہ نورِ الٰہی، نورِ محمدی کیلئے مادہ ہے، بلکہ اس میں اضافت تشریفی ہے جیسا کہ کعبہ کو بیت اللہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کہا جاتا ہے، چونکہ نورِ محمد تمام نبیوں کے نور سے پہلے پیدا ہوا اور اس وقت مشغول عنایت ربانیہ تھا اس لئے کہا گیا کہ وہ اللہ کے نور سے ہیں۔ ﴿نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ نمبر ۹ ۷ از مولانا نور بخش توکلی طبع لاہور ۱۳۱۷ھ﴾

علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ اس حدیث میں نورہ کی اضافت بیانیہ ہے اور نور سے مراد ذات ہے (زرقانی جلد اول) حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک یعنی ذاتِ مقدسہ کو اپنے نور یعنی ذاتِ مقدس سے پیدا فرمایا اس کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کی ذات حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات کا مادہ ہے۔ (نعوذ باللہ) حضور کا نور اللہ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے۔ (تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا)۔
﴿رسالہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ نمبر ۹﴾

مولانا عبد الحی حنفی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''قال الزرقانی فی شرح المواھب عند شرح قولہ من نورہ اضافۃ

تشریف و اشعار بانه خلق عجیب وان له شانا له مناسبه ما الی الحضرۃ الربوبیة علی حد قوله تعالیٰ و نفخ فی من روحه وهی بیانة ای من نور هو ذاته لا بمعنی انه مادة خلق نوره بل بمعنی تعلق الارادة به بلا واسطة شئی فی وجوده انتهیٰ"۔ ﴿الآثار المرفوعہ صفحہ نمبر ۹ طبع گوجرانوالہ﴾

یاد رہے کہ حضور ﷺ کی بشریت کا انکار کرنا کفر ہے اور آپ کی نورانیت کا منکر گمراہ ہے۔ ﴿فتاویٰ رضویہ وغیرہ﴾

مسئلہ محفل میلاد

اس محفل کا انعقاد افضل ترین مندوبات اور اعلیٰ ترین مستحسنات سے ہے۔ ۱۲ ربیع الاوّل کو غرباء و مساکین میں خیرات کرنا، دوستوں اور عزیزوں کی دعوت کرنا، قرآن خوانی کرنا، محفل نعت خوانی منعقد کرنا اور رات کو چراغاں کرنا، ان تمام افعال سے رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کی خوشی کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لئے ان افعال محمودہ کا کرنے والا رحمتِ خداوندی سے سرشار ہوگا۔ البتہ احکام شرعیہ ہر وقت پیش نظر رہیں۔ اور منکرات سے حتی المقدور بچنے کی کوشش کریں۔ اور ان امور کو ناجائز کہنے والوں کے پاس ممانعت کی کوئی شرعی دلیل نہیں اور یہ کہنا کہ صحابہ کرام نے نہ کبھی اس طور سے میلاد کیا، ممانعت کی دلیل نہیں بن سکتی، کہ کسی جائز امر کو کسی کا نہ کرنا اس کو ناجائز نہیں کر سکتا۔

تقریباً ۱۰۰۰ برس سے مسلمانانِ عالم محافل میلاد النبی ﷺ منعقد کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور بڑے بڑے علماء اسلام مثلاً محدث ابن جوزی، علامہ قسطلانی، علامہ ابن حجر مکی، ملا علی قاری حنفی مکی، علامہ جلال الدین سیوطی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ عبدالرحیم دہلوی، مولانا عبدالحیٔ لکھنوی حنفی، مولانا سید دیدار علی شاہ محدث الوری لاہوری، مولانا محمد عالم آسی امرتسری اور مولانا احمد رضا حنفی بریلوی وغیرہم رحمہم اللہ نے اس کے مستحب و مستحسن ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

مسئلہ مختار کل وقاسم خزائن الٰہیہ

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضور ﷺ کو تمام کائنات عالم کا مالک و مختار اور قاسم خزائن الٰہیہ کا منصب عطا فرمایا ہے۔ اور آپ کی حاکمیت وقاسمیت اللہ تعالیٰ کی مشیت، رضا اور اذن کے تحت ہے اور آپ کے یہ تمام کمالات حادث ہیں۔ حضور ﷺ جس کو جس قدر چاہیں عطا فرمائیں اور جس کیلئے چاہیں احکام شرعیہ میں تخفیف فرمائیں، احادیث نبویہ میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔

حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے قاسم خزائن الٰہیہ ماننا ان مسائل مہمہ سے ہے کہ جن کا تعلق عظمت نبوت و رسالت سے ہے۔ اس عقیدہ کو شرک کہنے والے اتنی بات بھی نہیں سمجھ سکتے کہ اذن الٰہی اور عطائے خداوندی کے ساتھ شرک کا تصور ہی جمع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے خزائن نعمت اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمانے، اور ان میں اپنی حکمتوں کے مطابق تصرف کا اذن دینے پر قادر ہے اور ہر مقدور ممکن ہے اور امر ممکن کا اعتقاد کسی حال میں شرک نہیں ہو سکتا۔ شرک جب ہو گا ان امور میں محال ذاتی کا اعتقاد ہو، جیسا کہ عطاء الوہیت ممتنع اور محال بالذات ہے۔ لیکن نعمتوں کے تقسیم کرنے کا اذن دینا تو محال نہیں بلکہ امر واقع ہے۔

حضور ﷺ سے اختیارات کی نفی جن دلائل سے لوگ ثابت کرنے کی سعی مذموم کرتے ہیں، انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان سب کا مفاد یہ ہے کہ حکم خداوندی کے خلاف اور مشیت الٰہیہ کے منافی حضور ﷺ کیلئے قطعاً کوئی حکم یا اختیار نہیں ہے۔ اور عطائے الٰہی سے کل اختیارات حضور علیہ السلام کیلئے حاصل و ثابت ہیں۔

اہلسنت و جماعت کے اس قدر واضح اور شفاف عقائد و نظریات کے ہوتے ہوئے انہیں مشرک و کافر کہنا سراسر دین میں زیادتی ہے۔ اور ایسے افراد کو حضور پُر نور شافع یوم النشور ﷺ کا درج ذیل فرمان مبارک بار بار پڑھنا چاہیے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ایما امرء

قال لاخیہ کافر فقد باء بہا"۔ ﴿موطا امام محمد صفحہ نمبر ۳۲۲ طبع کراچی﴾

جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو وہ کفر اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

"کہ کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ کسی مسلمان کو کافر کہہ دے اگرچہ بہت بڑا گناہ کیا ہو"۔ ﴿موطا امام محمد صفحہ نمبر ۳۲۲ طبع کراچی﴾

ڈرو!..... محشر کے روز سے، جب زمین بدل دی جائے گی، خالق کائنات کے حضور پیش ہو کر کیا جواب دو گے، ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے، توبہ کیجئے، اور مسلک حق اہلسنت کو اپنایئے!

اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ صانع عالم جل جلالہ واجب الوجود، ازلی، ابدی ہے اس کا مثل نہ ذات میں ہے نہ صفات میں ہے۔ تمام کمالات ممکنات اس کی عظمت ذاتی کے ظل و پرتو ہیں۔ رب کائنات نے اپنے بندوں (انبیاء و اولیاء) کو اپنی بعض صفات کا مظہر بنایا ہے۔ اس لئے خداوند قدوس کی اس نعمت کا انکار کرنا گمراہی و بے دینی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ عظام کی نعتیں

خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

فصل الملیک ولی العباد ○ ورب العباد علی احمد

ترجمہ: "مالک الملک بادشاہ عالم، بندوں کا والی، اور پروردگار، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام و رحمت بھیجے"۔

فکیف الحیاۃ لفقد الحبیب ○ وزین المعاشر فی المشہد

ترجمہ: "اب کیسی زندگی، جو حبیب ہی بچھڑ گیا اور وہ نہ رہا جو زینت دہ یک عالم تھا"۔

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

واسلبه من اهل مكة بعدما ○ تداعوا الی امر من الغی فاسد

ترجمہ: ''اور اللہ نے اہل مکہ کو محروم کردیا حضور سے جب ان لوگوں نے گمراہی کے خیال فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی''۔

فامسی رسول اللہ قد عزز نصرہٗ ○ وامسیٰ عداہ من قتیل و شارد

ترجمہ: ''پس رسول اللہ کو اللہ کی نصرت نے غلبہ بخشا، اور ان کے دشمن قتل ہوئے اور شکست کھا کر بھاگ گئے''۔

خلیفہ ثالث حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

فیا عینی ابکی ولا تسامی ○ وحق البکاء علی السید

ترجمہ: ''تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک، اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آچکا''۔

خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

وکان لنا کالحصن من دون اہلہٖ ○ لہ معقل حرزٌ حریزٌ من الروی

ترجمہ: ''رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ تھے کہ ہر دشمن سے پناہ اور حفاظت حاصل ہوتی تھی''۔

وکنا بمراہ نری النور والھدیٰ ○ صباحاً مساءً راح فینا اغتدیٰ

ترجمہ: ''ہم جب ان کو دیکھتے تو سراپا نور و ہدایت کو دیکھتے، صبح بھی اور شام بھی جب وہ ہم میں چلتے پھرتے یا صبح کو گھر سے نکلتے''۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

متی یبد فی الداجی البھیم جبینہ ○ یلح مثل مصباح الدجی المتوقد

ترجمہ: ''اندھیری رات میں انکی پیشانی نظر آتی ہے۔ تو اسطرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ''۔

فمن کان اومن قد یکون کاحمد ○ نظام لحق اونکال لملحد

ترجمہ: ''احمد مجتبیٰ جیسا کون تھا اور کون ہوگا۔ حق کا نظام قائم کرنے والا اور ملحدوں کو

سراپا عبرت بنا دینے والا"۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

واحسن منک لم ترقط عینی ○ واجمل منک لم تلد النساء

ترجمہ: "اے اللہ کے محبوب! کسی آنکھ نے آج تک تجھ سے زیادہ حسین نہ دیکھا ہے نہ دیکھے گی۔ آپ جیسا حسین و جمیل کسی ماں نہ جنا ہی نہیں"۔

خلقت مبرا من کل عیب ○ کانک قد خلقت کما تشاء

ترجمہ: "تجھے ہر عیب سے پاک اور مبرا پیدا کیا گیا۔ گویا آپ کو خود آپ کی منشاء کے مطابق پیدا کیا گیا ہے"۔

ھجوت محمداً براً وفاً ○ رسول اللہ شیمۃ الوفاءُ

ترجمہ: "اے رسول خدا کے دشمن تو نے برائی کی ہے کس کی احمد کی وہ جو اللہ کے رسول ہیں جس کی خصلت میں وفا شعاری ہے"۔

﴿شمائم الطیم ساہیوال نعتیہ انتخاب نمبر﴾

حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہ

ما ان سمعت ولا رایت بمثلہ ○ فی الناس کلھم کمثل محمد

اوفی واعطی للجزیل اذا اجتدیٰ ○ واذا تشاء یخبرک عما فی غدٍ

ترجمہ: "یعنی میں نے تمام جہانوں کے لوگوں میں محمد ﷺ کی مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا، سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے فزوں تر سائل کو نفع کثیر بخشنے والے اور جب تو چاہے تجھے آئندہ کی خبر بتا دیں"۔

﴿مختصر سیرت رسول از عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب صفحہ نمبر ۳۶۸ طبع لاہور ۱۳۹۹ھ﴾

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

ان نلت یا روح الصبا یوما الی ارض الحرم

بلغ سلامی روضۃ فیھا النبی المحترم

ترجمہ: "جو گزر ہوائے صبا تیرا کسی دن دیار حجاز میں، تو میرا اسلام نیاز کہنا حریم بندہ

نواز میں"۔

من وجهه شمس الضحى من خده بدر الدجى
من ذاته نور الهدى من كفه بحر الهمم

ترجمہ: "وہی جن کے روئے منیر پر کسی مہر ومہ کا گمان ہے، تو ہم کا اک یم بیکراں ہے کرم کے دست دراز میں"۔

قرآنه برهاننا نسخا لاديان مضت
اذ جاء نا احكامه كل الصحف صار العدم

ترجمہ: "ہوئے منسخ عہد کہن کے دیں وہ جولائے قرآن مبیں و دلیل روشن و آخریں کہ ہے دین حق کے جواز میں"۔

اكبادنا مجروحة من سيف هجر المصطفىٰ
طوبى لاهل بلدة فيها النبى المحتشم

ترجمہ: "کہ ہے ساکنان حرم جہاں شہِ دو جہاں کا قیام ہے، بڑا دل فگار ہوں میں جہاں غم ہجر سینہ گداز ہے"۔

يا مصطفىٰ يا مجتبىٰ ارحم على عصياننا
مجبورة اعمالنا طمعا و ذنبا والظلم

ترجمہ: "کرم اے شہ والا حشم کہ ہیں آج منتظر کرم، وہ اسیر غم کہ شکستہ پر ہیں گنہ کے دامن آز میں"۔

يا رحمة للعالمين انت شفيع المذنبين
اكرم لنا يوم الحزين فضلا و جودا والكرم

ترجمہ: "سر حشر آپ کے ہاتھ ہے مرے حشر و نشر کی آبرو، کہ کلید رحمت دو جہاں ہے نبی کے دست مجاز میں"۔

يا رحمة للعالمين ادرك لزين العابدين
محبوس ايدى الظالمين فى الموكب والمزدحم

ترجمہ: "للہ زین العابدین پہ بھی نگہ لطف حضور ہو کہ ستم نصیب رہین غم ہے بعد ولی قید دراز میں"۔ (ششماہی العلیم ساہیوال العقیدہ انتخاب نمبر)

امام ابوحنیفہ کوفی تابعی (م ۱۵۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ

یاسید السادات جئتک قاصداً ○ ارجو رضاک واحتمی بحماک

ترجمہ: "اے سرداروں کے سردار! میں آپ کے حضور آیا ہوں، آپ کی خوشنودی کا امیدوار آپ کی پناہ کا طلبگار"۔

واللہ یا خیر الخلائق ان لی ...... قلبا مشوقاً لایروم سواک

ترجمہ: "اللہ کی قسم اے بہترین خلائق! میرا دل صرف، آپ کی محبت سے لبریز ہے وہ آپ کے سوا کسی کا طالب نہیں"۔

انت الذی لولاک ماخلق امرء ...... کلا ولا خلق الوری لولاک

ترجمہ: "اگر آپ نہ ہوتے تو پھر کوئی شخص ہرگز پیدا نہ کیا جاتا، اور اگر آپ مقصود نہ ہوتے تو یہ مخلوقات پیدا نہ ہوتیں"۔

انت الذی لما توسل ادم ...... من زلۃ بک فاز وھو اباک

ترجمہ: "آپ وہ ہیں کہ حضرت آدم نے آپ کا توسل اختیار کیا، اپنی لغزش پر تو کامیاب ہوئے حالانکہ وہ آپ کے جد بزرگوار ہیں"۔

وبک الخلیل دعا فعادت نارہ ...... بردا وقد خمدت بنور سناک

ترجمہ: "اور آپ ہی کے وسیلے سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے دعا کی تو، ان کی آگ سرد ہو گئی، وہ آگ آپ کے نور کی برکت سے بجھ گئی"۔

ودعاک ایوب لضر مسہ ...... فازیل عنہ الضر حین دعاک

ترجمہ: "اور حضرت ایوب نے اپنی بیماری میں آپ کے وسیلے سے دعا کی، تو ان کی دعا مقبول ہوئی اور بیماری دور ہو گئی"۔

وبک المسیح اتی بشیراً مخبراً ...... بصفات حسنک مادحا لعلاک

ترجمہ: "اور آپ ہی کے ظہور کی خوشخبری لے کر حضرت مسیح آئے، انہوں نے

آپ کے حسن وجمال کی مدح وثنا کی اور آپ کے رتبہ بلندی کی خبر دی"۔

وكذالك موسى لم يزل متوسلا ...... بك في القيامة محتمى بحماك

ترجمہ: "اور اسی طرح حضرت موسیٰ بھی آپ کا وسیلہ اختیار کیے رہے، اور قیامت میں بھی آپ ہی کی حمایت کے طالب رہیں گے"۔ (شمامۃ العنبر ساہیوال نعتیہ انتخاب نمبر)

امیر حمزہ! بتائیں کیا یہ تمام صحابہ کرام اور تابعین غالی تھے، سوچ سمجھ کر جواب دیں۔

فرقہ وہابیہ قالیہ نجدیہ کی نعتیں

امیر حمزہ کیلئے لمحہ فکریہ!

ا۔ واہ سبحان اللہ رب عالم ایسا کرم کمایا

اتھے رہبر اوتھے رہبر شافی مددگار بنایا

(اکرام محمدی از مولوی عبدالستار وہابی صفحہ نمبر ۱۶ طبع لاہور)

کیا آپ کے مذہب میں رسول اللہ ﷺ کو مددگار ماننا شرک نہیں؟

کیا مولوی عبدالستار مشرک تھے یا مسلمان؟

۲۔ جیوں کر عزت شان نبی نوں ناہیں حد بیاناں!

باہجھ خدا کوئی ہور نہ جانے وچہ زمین آسماناں

(اکرام محمدی از مولوی عبدالستار وہابی صفحہ نمبر ۱۶ طبع لاہور)

مولوی اسماعیل دہلوی کہتا ہے: سو وہ بڑے بھائی ہوئے اور ہم چھوٹے، سو ان کی بڑے بھائی جیسی عزت کرنی چاہیے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۳۳ ملخصًا)

۳۔ جو دل حب نبی دیوں خالی سب دردیاں توں خالی

موتوں اول حاضر ویکھن شکل جہنم والی!

(اکرام محمدی از مولوی عبدالستار وہابی صفحہ نمبر ۷ طبع لاہور)

مولوی غلام خان مقلد وہابی کی مرنے کے بعد اسی لئے شکل نہ دکھائی گئی۔ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی رقمطراز ہے:

''مولانا غلام اللہ خاں کی میت حسن ابدال ہسپتال کے راستے بعد دوپہر لائی گئی ......راستے میں جگہ جگہ لوگوں کی بڑی تعداد سڑک کے دور دور تک موجود تھی۔ انہوں نے مولانا کی میت کا آخری دیدار کرنے کی کوشش کی لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی'' ۔الخ

(روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۲۹ مئی ۱۹۸۰ء)

۴۔ زرداراں سرداراں اُپر حاکم دو ہیں جہانیں
خود مسکین سدا دے سوہنا شملے والا

(اکرام محمدی از مولوی عبدالستار وہابی صفحہ نمبر ۲۱ طبع لاہور)

اس شعر میں مولوی عبدالستار رسول اللہ ﷺ کو دونوں جہانوں کا حاکم تسلیم کر رہے ہیں۔ جو کہ فرقہ وہابیہ کے نزدیک شرک ہے۔

۵۔ بخشی سرور عالم تائیں عالم دی سرداری
وقت حیاتی بعد مماتی حکم برابر جاری

(اکرام محمدی از مولوی عبدالستار وہابی صفحہ نمبر ۲۱ طبع لاہور)

مولوی اسماعیل دہلوی کہتا ہے جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں اور اس شعر میں مولوی صاحب رسول اللہ ﷺ کیلئے دونوں جہان کی سرداری تسلیم کر رہے ہیں۔ بتائیں کون جھوٹا کون سچا؟

۶۔ وچہ کتاب اپنی دے حضرت گنج بخش فرمایا
اسماعیلیاں تھیں ہک زاہد زہد کمال کمایا

(اکرام محمدی از مولوی عبدالستار وہابی صفحہ نمبر ۱۱ طبع لاہور)

اس شعر میں مولوی عبدالستار نے حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت داتا گنج بخش کے نام سے یاد کیا ہے۔ تو کیا مولوی صاحب مشرک تھے یا مسلمان، سوچ سمجھ کر جواب دیں۔

۷۔ ہو یا سی جس روز تولد پاک رسول غفاری
گولی آن مبارک میتوں دتی خبر پیاری

میں ہتھ نال اشارہ کیتا بخشیا گولی تینوں
سرد ہوئے سب دوزخ قہروں ہر ہر سوار دیہاڑے
سرصدقہ سردار نبی دا اسدن اگ نہ ساڑے

(اکرام محمدی از مولوی عبدالستار وہابی صفحہ نمبر ۲۵۸ طبع لاہور)

جب ابولہب جیسے کافر کو رحمت عالم کی پیدائش کی خوشی منانے پر اجر مل سکتا ہے۔ تو ایک مسلمان موحد اس سے کیونکر محروم رہ سکتا ہے۔

۸۔ براق جو چالاک لے کے چڑھ گیا افلاک تے
قاب قوسین دا درجہ میرے بدر منیر دا

(گلشن صصام از مولوی علی محمد صصام وہابی صفحہ نمبر ۹۰ طبع فیصل آباد)

امیر حمزہ بتائیں، مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے شعر

کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد (ﷺ)

اور مولوی عبدالستار کے شعر کے دوسرے مصرعہ میں کیا فرق ہے قاب قوسین عرش پر ہی تو وقوع میں آیا۔

۹۔ اوہن جوڑے فلکاں تے چڑھ جان والا
میں نبیاں دی اوستوں رسائی وار دیواں

﴿گلشن صصام از مولوی علی محمد صصام وہابی صفحہ نمبر ۹۷ طبع فیصل آباد﴾

امیر حمزہ بتلائیں کس حدیث مبارکہ سے سرور عالم ﷺ کا ہمراہ نعلین شریف، افلاک پر جانا ثابت ہے؟

۱۰۔ اللہ بھل بھلیکے میرے گھر بھی آوے
او سالار تے شاہکار مدینے دا

﴿گلشن صصام از مولوی علی محمد صصام وہابی صفحہ نمبر ۹۸ طبع فیصل آباد﴾

جبکہ مولوی اسماعیل دہلوی لکھتا ہے (یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا) یعنی میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۳۲)

تو پھر شعر کے پہلے مصرعہ کا کیا مفہوم ہے۔

اللہ بھل بھلیکے میرے گھر بھی آوے

کیا بقول آپ کے یہ مبالغہ آرائی نہیں ہے؟

۱۱۔ وہی ہے سید وہی ہے شافع وہی ہے رحمت جہاں کی خاطر
حمید گر کنجہائے کا مالک ادھر محمد تسلیم بھی ہے
وہی مزمل وہی مدثر وہی محمد وہی مطہر
ولا تخط کا بھی مخاطب جہان میں سب سے علیم بھی ہے

کیا علیم رب العزت کی صفت نہیں، تو پھر مخلوق کی طرف اس کی نسبت کرنا بقول آپ کے شرک ہے، تو مولوی صمصام صاحب مشرک ہوئے یا نہیں، جبکہ آپ نے خود لکھا ہے:

''اور دیگر خدائی صفات آپ میں مانتا پھرے''

(وہ عیسائیوں کی طرح مشرک ہے)۔ ﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۲۱﴾

۱۲۔ جے ستی فلاح مولا تھیں منگدے ہو
تاں کلمہ پڑھو پھر کیوں سنگدے ہو
محمد سوا بخشوا کوئی نہیں سکدا

﴿گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام وہابی صفحہ نمبر ۷ مطبع فیصل آباد﴾

جبکہ اسماعیل دہلوی کہتا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

﴿تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۲۲﴾

۱۳۔ سلام آکھاں جو آدم نالوں پہلاں رحمتاں بنیاں
تے آدم دی نسل ساری توں بہتر نوں سلام آکھاں

امیر حمزہ: الفاظ کی شرح کریں اور بتلائیں کہ ان رحمتوں سے کیا مراد ہے؟

جو آدم نالوں پہلاں رحمتاں بنیاں

۱۴۔ دے پندراں میلاں تو ہرا روضہ تے ٹھہر جاواں

اکھاں بھی نظر بھی دل بھی جگر بھی روح بھی سینہ بھی

﴿گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام وہابی صفحہ نمبر ۱۵۶ طبع فیصل آباد﴾

میرا جی کردا میرا دل بھگر دا
ساوا گنبد اکھیاں دے وچ پھر دا

﴿گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام وہابی صفحہ نمبر ۱۶۷ طبع فیصل آباد﴾

عبداللہ بن محمد عبدالوہاب نجدی لکھتا ہے:
آج کل انبیاء وصالحین کی قبور اور ان پر جو گنبد اور قبے بنائے گئے ہیں وہ بھی بطور ایک بت کے ہیں۔ ﴿دوسرا رسالہ مصنفہ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی صفحہ نمبر ۲ طبع امرتسر ۱۹۲۷ء﴾

(نعوذ باللہ) جب تمہارے نزدیک گنبد خضراء بت ہے تو بت کو دیکھ کر آنکھوں میں ٹھنڈک پیدا ہونے کیا مطلب؟ اور یہ کیسی منافقت!

۱۵۔ مولوصمصام غیر مقلد وہابی ''مدینے دیاں گلیاں'' کے عنوان سے ایک نعت لکھتے ہیں جس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

جگ دے شہراں دے بازار وڈے
تے انار کلیاں سارے شہراں دیاں
تو ہاڈے کوڑے دی لپ تو وارشاں
سونے ریڈیم ، ہیریاں تھیں بھلیو
جتھے عالم فاضل پیر آون
شاہ گدا امیر فقیر آون
آکے آکے تہانوں چم دے نے
خوش نصیبو تے قسمت ویو دلیو

﴿گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام وہابی صفحہ نمبر ۱۶۵ طبع فیصل آباد﴾

مدینہ منورہ کی گلیوں کو چومنا کس حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔
اور مدینہ منورہ کی گلیوں کے چومنے والوں کیلئے شرعی حکم کیا ہے؟

۱۶۔ مولوی صمصام اپنی ایک نظم "ایک آرزو" میں لکھتا ہے۔

اللہ مدت گزری آسکدیاں نوں ○ ہن جوگی سانگ بنان نوں جی کرے

تیرے گھر دے دیوالے نچ نچ کے ○ مجرا دکھلان نوں جی کرے

﴿گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام وہابی صفحہ نمبر ۱۶۷، ۱۶۸ طبع فیصل آباد﴾

تیرے گھر دے دیوالے نچ نچ کے ○ مجرے دیاں موجاں مار لیاں

خانہ کعبہ کے ارد گرد ناچ کرنا اور مجرا کرنا کس حدیث صحیح مرفوعہ سے ثابت ہے یا خلفائے راشدین، صحابہ کرام اور تابعین وغیرہم سے ثابت ہے؟ (ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین)

نیز خانہ کعبہ میں ناچنے اور مجرا کرنے والوں کیلئے شرعی حکم کیا ہے؟

۱۷۔ مولوی صمصام اپنی نعت بعنوان "مدینے دیاں گلیاں" میں لکھتے ہیں:

ایہہ لجا او کمہاراں دا تا لے ماوئی بدکاراں دا......!

ایہہ دار الشفا بیماراں دا، اچھیاں ہوں اسے گلیاں پھلیاں

﴿کلیات صمصام صفحہ نمبر ۷ طبع فیصل آباد﴾

کیا تمہارے عقیدہ کے مطابق یہ شرکیہ شعر نہیں اگر نہیں تو کیوں؟

اگر شرکیہ ہیں تو مولوی صمصام مسلمان ہے یا مشرک؟

۱۸۔ او بولدا ونگا سرور تلخی نہ لیاندے

خلق عظیم صفت احمد مختار دی

﴿کلیات صمصام صفحہ نمبر ۵ طبع فیصل آباد﴾

مولوی اسماعیل دہلوی لکھتا ہے کہ جن کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۲۲)

مولوی اسماعیل دہلوی کے اس فتویٰ کے مطابق مولوی صمصام پر شرعی حکم نافذ کریں۔

۱۹۔ مولوی حافظ محمد بن مولوی بارک اللہ (غیر مقلد وہابی) لکھتا ہے:

تُوں رب غفور شکور رحیماں بخش ظلوم جہولاں
بحرمت خاص حبیب محمد، حرمت کل رسولاں
ہمیں کعبے حج کرائیں زیارت روضے پاک نبی دی
ایہہ عرض قبول بحرمت نبیاں حرمت کل ولیاں دی

﴿احوال الآخرت صفحہ نمبر ۳۰ طبع لاہور﴾

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتا ہے:
جب کوئی کہے کہ خدایا بجاہ نبی، یا بحق نبی یا بجاہ عبادک الصالحین یا بحق تیرے فلاں بندے کے میں چاہتا ہوں تو بدعت مذمومہ ہے۔ الخ

﴿دوسرا رسالہ از عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب صفحہ نمبر ۱ طبع امرتسر ۱۹۲۷ء﴾

امیر حمزہ! اس بیان کی روشنی میں مولوی حافظ محمد بن مولوی بارک اللہ پر بدعتی ہونے کا حکم صادر فرمائیں۔ دیکھتے ہیں اونٹ کس کروٹ بدلتا ہے۔

۲۰۔ ہے اوّل ہی پیدا ہوا ان کا نور
پہ ظاہر کیا گو کہ آخر ظہور

﴿مولوی اسماعیل دہلوی (نقوش رسول نمبر جلد دہم، صفحہ نمبر ۴۸۵﴾

امیر حمزہ! سے پُرزور التماس ہے کہ اس شعر کے پہلے مصرعہ کی تشریح کریں اور بتائیں کہ کیا اس مصرعہ سے حضور علیہ السلام کی نورانیت ثابت نہیں ہوتی۔

وہ انسان اکمل ہے سنتے ہو کون ○ ہوئے مفتخر جس سے یہ دونوں کون
نبی البریا ، رسول کریم ○ نبوت کے دریا کا دُرِ یتیم
حبیب خدا ، سید المرسلین ○ شفیع الوریٰ ، ہادیٔ راہ دیں

﴿مولوی اسماعیل دہلوی (نقوش رسول نمبر جلد دہم، صفحہ نمبر ۴۸۵﴾

مولوی اسماعیل دہلوی کے ان اشعار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت ثابت ہو رہی ہے۔

امیر حمزہ! بتائیں کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورنیت اور بشریت کا قائل ہو وہ راہ

ہدایت پر ہے یا گمراہ؟

مولوی ڈپٹی نذیر احمد

یہی ماویٰ ہے اور یہی مامن ○ میرے دو ہاتھ آپ کا دامن
کون پرساں ہے مجھ سے ناقص کا ○ کس کو طوفاں میں پاس ہو خس کا

......

تم بچالو عذاب آتش سے ○ سخت عاجز ہوں نفس سرکش سے
از برائے خدا رسول جلیل ○ مجھ پہ طاری ہو حالت تبتیل!

......

رحم کیجئے کہ آپ رحمت ہیں ○ آپ پشت و پناہ امت ہیں

(نقوش رسول نمبر جلد دہم، صفحہ نمبر ۳۸۹)

لیجئے! امیر حمزہ...... فرقہ وہابیہ کے شعراء کے اشعار کی نشاندہی کرنا ہمارا کام تھا، اب فتویٰ نویسی...... آپ کا منصب ہے۔

اور مفتی کا کام ہے کہ اپنے اور پرائے کی پاسداری بالائے طاق رکھتے ہوئے، کتاب وسنت کی روشنی میں...... جواب تحریر کرے۔

باب ہفتم

جشن عید میلادالنبی ﷺ

اور...... متحدہ عرب امارات کے چیف جسٹس کا...... فتویٰ......

ہمارے نزدیک حضور پرنور سید عالم ﷺ کے یوم پیدائش پر مسرت وانبساط کا اظہار کرنا، دکانوں اور مکانوں کو حتی المقدور سجانا، صاف ستھرے کپڑے پہننا، غرباء و مساکین کو کھانا کھلانا، رشتہ داروں اور دوستوں کو تحائف بھیجنا، محافل ذکر و فکر اور محافل میلاد منعقد کرنا، جن میں آپ کی ولادت باسعادت کے واقعات و معجزات اور آپ کی سیرت طیبہ بیان کرنا اور آپ کی ذات بابرکات پر کثرت سے درود پڑھنا تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں آپ کی محبت اور سنت نبوی پر عمل کرنے کا جذبہ بیدار ہو مستحب و مستحسن امور ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے رب العزت جل شانہٗ اور اس کے محبوب ﷺ کی رضا و خوشنودی حاصل ہوگی۔ اور اس دن کو لغوی معنوں میں "لفظ عید" سے تعبیر کرنا صحیح و درست ہے۔ یاد رہے کہ شرعی عیدین کے احکام اس عید پر نافذ نہیں ہوں گے۔

امام راغب (حسین بن محمد) اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) فرماتے ہیں......

(عید کے لغوی معنی) ہر وہ دن جس میں کوئی شادمانی حاصل ہو اس پر عید کا لفظ بولا جانے لگا ہے۔ (مفردات القرآن صفحہ نمبر ۳۶ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

صاحب قاموس امام مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ) لکھتے ہیں۔

جمعہ امت محمدیہ کی عید ہے جو ہر ہفتہ ہوتی ہے۔ (سفر سعادت صفحہ نمبر ۸۲ طبع لاہور)

کتاب اللہ سے ایک مثال

"رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا"۔

(سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۱۴)

ترجمہ: "اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید

ہو"۔(ترجمہ کنز الایمان صفحہ نمبر ۲۰۲ طبع تاج کمپنی لاہور)

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

(آیت مذکورہ میں) عید سے شادمانی (خوشی) کا دن مراد ہے۔

(مفردات القرآن صفحہ نمبر ۳۶۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مومنوں کیلئے پانچ عیدیں ہیں۔

۱۔ مومن پر دن گزرے اور اس کے گناہ نہ لکھے جائیں۔ وہ اس کیلئے عید کا دن ہے۔

۲۔ دنیا سے ایمان اور شہادت کے ساتھ اور شیطان کے مکر وفریب سے محفوظ روانہ ہو، وہ بھی اس کیلئے عید کا دن ہے۔

۳۔ پل صراط سے گزرنے اور قیامت کے ڈر سے دشمنوں کے ساتھ ہاتھ اور زبان سے مامون ہے وہ دن اس کیلئے عید ہے۔

۴۔ جنت میں داخل ہو اور جہنم سے مامون ہو وہ دن اس کیلئے عید ہے۔

۵۔ جس میں رب کائنات کا دیدار کرے وہ دن اس کیلئے عید ہے۔

(درۃ الناصحین ص صفحہ نمبر ۲۶۳ زمانہ تالیف ۱۲۲۴ھ)

نیز مولوی عبدالقادر روپڑی غیر مقلد کی زیر نگرانی نکلنے والے رسالہ "ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث" لاہور ۱۹۶۳ء میں بھی یہ حدیث منقول ہے۔

"عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي جُمُعَةٍ مِنَ الْجُمَعِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيْدًا فَاغْتَسِلُوْا "......الخ

﴿ابن ماجہ صفحہ نمبر ۷۷ طبع کراچی، پاکستان﴾

﴿شرح سفر السعادت صفحہ نمبر ۱۸۸ طبع سکھر ۱۹۷۸ء، رواہ ابی ہریرۃ﴾

﴿مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب التنظیف والتبکیر تیسری فصل صفحہ نمبر ۱۲۳ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

یہ شیخ عثمان بن حسن بن احمد شاکر الخویدی الرومی، محدث، مفسر، واعظ کی تصنیف ہے (معجم المؤلفین صفحہ نمبر ۲۵۳ جلد ۶ طبع بیروت

اس حدیث مبارکہ میں لغوی طور پر لفظ عید کا استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ عیدین کے احکام جمعہ کے دن پر نافذ نہیں ہوتے۔

خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا......

''وکل یوم لا یعصی اللہ فیہ فھو عید''۔

(نہج البلاغہ صفحہ نمبر ۹۳۲ ارشاد نمبر ۴۲۸ طبع لاہور)

ترجمہ: ''یعنی ہر وہ دن جس میں بندہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے وہ اس کیلئے عید ہے''۔ (غنیۃ الطالبین از سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۳۱۰ طبع لاہور ۱۳۹۲ھ)

پروفیسر ابوبکر غزنوی بن مولوی محمد داؤد غزنوی (غیر مقلد) لکھتے ہیں......

عید وہ ہے جو بار بار آئے، قرآن مجید میں لفظ عید مسرت (خوشی) کے معنوں میں استعمال ہوا ہے: ''اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا''۔

(ر: نامہ کوہستان لاہور یکم شوال ۱۳۸۴ھ)

ڈاکٹر محمد میاں صدیقی لکھتے ہیں:

عیدا: عید خوشی کا دن، عید جو بار بار لوٹ کر آئے...... الخ

(قرآن مجید کا عربی اردو لغت صفحہ نمبر ۱۴۱ طبع راولپنڈی)

معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا نزول ہو، اس دن کو عید بنانا، خوشی منانا، عبادت خداوندی کرنا، اور شکر الٰہی کا بجالانا، اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ افراد قدسیہ اور صالحین وکاملین کا طریقہ ہے۔ اور اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ سید عالم ﷺ کی اس جہان رنگ وبو میں تشریف آوری خدا تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ ہے۔ اس لئے حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ کے دن عید منانا یعنی خوشی ومسرت کا اظہار کرنا، میلاد شریف اور سیرت نبوی کا وعظ کرنا اور لوگوں کا اس میں شریک ہونا، شکر الٰہی کا بجالانا اور حدود شرعیہ میں رہتے ہوئے اظہار فرح وسرور کرنا مستحسن ومحمود فعل ہے اور مقربان الٰہی کا طریقہ ہے، اور یہ کہنا کہ صحابہ کرام نے کبھی اس طور سے میلاد خوانی کی نہ جلوس نکالا، ممانعت کیلئے دلیل نہیں بن سکتی، کہ کسی جائز کام کو کسی کا نہ کرنا اس کو ناجائز نہیں کرسکتا۔

تقریباً گیارہ سو (۱۱۰۰) سال سے مسلمانانِ عالم اس دن (یعنی ولادت باسعادت کے یوم) خوشی ومسرت کا اظہار کرتے چلے آرہے ہیں۔ شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فواد قاہرہ (مصر) رقمطراز ہیں:

امام ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ شیخ نووی (امام ابوزکریا محی الدین بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے کا نیا مگر بہترین اختراع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کا جشن منانے کا عمل ہے۔ جس میں اس مبارک خوشی کی مناسبت سے صدقہ وخیرات، محفلوں کی زیبائش وآرائش، اور اظہار مسرت کیا جاتا ہے۔ یہ مبارک تقریبات فقراء سے حسن سلوک کے علاوہ امتیوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدہ ومحبت اور اہل محفل کے دل میں آپ کی فضیلت وعظمت کی پختگی اور آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے کے قلبی شکر وامتنان کا احساس دلاتی ہے۔

امام سخاوی (م ۹۰۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کا رواج تین صدی بعد ہوا ہے (یعنی آج سے ۱۱۰۰ سال پہلے) اس کے بعد سے تمام ممالک وامصار میں مسلمانانِ عالم عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے چلے آرہے ہیں وہ ان دنوں میں خیرات وصدقات کرتے ہیں اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس منعقد کرتے ہیں جن کی برکتوں سے ان پر حق تعالیٰ کا عام فضل وکرم ہوتا ہے۔

علامہ محدث عبدالرحمٰن (متوفی ۵۹۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس سے سال بھر امن وعافیت رہتی ہے۔ یہ مبارک عمل ہر نیک مقصود میں فوری کامیابی کی بشارت کا موجب ہے۔

سلاطین اسلام میں سے اس طریقہ کو رائج کرنے والے سب سے پہلے شاہ اربل سلطان مظفر ابوسعید تھے۔ جن کی فرمائش پر حافظ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر ایک کتاب "التنویر فی مولد البشیر والنذیر" تالیف کی تھی۔ اس پر شاہ نے خوش ہو کر مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ہزار دینار انعام عطا فرمایا تھا۔ اسی سلطان نے سب سے پہلے جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد فرمایا تھا۔ وہ ہر سال ماہ ربیع الاول میں یہ جشن انتہائی اہتمام

کے ساتھ بہت اعلیٰ پیمانے پر منایا کرتا تھا وہ طبعاً نہایت سخی جواں مرد، شیر دل، فیاض طبع، نہایت زیرک و دانا اور منصف مزاج تھا۔

سلطان ابو محمد موسیٰ شاہ تلسمان بھی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم جشن منایا کرتا تھا، جیسا کہ ان کے زمانہ میں اور ان سے قبل مغرب اقصیٰ و اندلس کے سلاطین بھی منایا کرتے تھے۔

ہمارے زمانہ میں بھی مسلمانان عالم اپنے اپنے شہروں میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ مصر کے علاقہ میں یہ محفلیں مسلسل منعقد کی جاتی ہیں۔ خاص کر شہر قاہرہ میں اس روز ظہر کے بعد ایک پیادہ جلوس کمشنر آفس کے سامنے سے گزرتا ہوا عباسیہ میدان کی طرف روانہ ہوتا ہے، جو پولیس کے حفاظتی دستوں کے ساتھ سڑکوں سے گزرتا ہے۔ یہ جلوس مقامات غوریہ اشرافیہ، کوتلہ بازار اور حسینیہ گزرتا ہوا، عباسیہ میدان میں ختم ہوتا ہے...... اس دن تمام دفاتر میں تعطیل ہوتی ہے نیز بمقام مشہد حسینی کمشنر مصر کی موجودگی میں سیرۃ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بیان ہوتا ہے۔ الخ (تلخیص)۔

﴿محمد رسول اللہ، صفحہ نمبر ۳۲ تا ۳۵ طبع کراچی﴾

علامہ ابن حجر قسطلانی (م ۹۲۳ھ) شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آرہے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکانے اور دعوت طعام کرتے رہے ہیں اور ان راتوں میں انواع و اقسام کی خیرات کرتے رہے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مولد کریم کی قراءۃ کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں جن کی برکت سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ظاہر ہوتا ہے...... اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں نازل فرمائے جس نے ماہ میلاد مبارک کی ہر رات کو عید بنایا تا کہ یہ عید (خوشی) میلاد سخت ترین علت و مصیبت ہو جائے اس شخص پر جس کے دل میں مرض و عناد ہے۔ ﴿مواہب الدنیہ صفحہ نمبر ۲۷ جلد اول طبع مصر﴾

محدث ابن جوزی (متوفی ۵۹۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب میں کلام کو بہت کچھ طول دیا گیا ہے اور یہ عمل حسن ہمیشہ

سے حرمین شریفین یعنی مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مصر، یمن، شام، تمام عرب اور مشرق و مغرب کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے۔ اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلیں کیا کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں اور ماہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی خوشیاں مناتے ہیں ......الخ (المیلاد النبوی از محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۵۸ طبع لاہور)

نیز فرماتے ہیں: جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی میں حضور کی محبت کی وجہ سے اپنی قدرت اور طاقت کے مواقف خرچ کرتا ہے۔ قسم ہے میری عمر کی اس کی جزاء یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے جنات نعیم میں داخل کرے۔ (مواہب الدنیہ جلد اول)

علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

میلاد شریف دراصل ایک ایسی تقریب مسرت ہے جس میں لوگ جمع ہو کر بقدر سہولت قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سراپا نور کے سلسلہ میں جو خوشخبریاں احادیث و آثار میں آئی ہیں اور جو خوارق عادات اور نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں، بیان کی جاتی ہیں۔ پھر شرکاء محفل کے سامنے دستر خوان بچھایا جاتا ہے۔ اور وہ حسب طلب اور بقدر کفالت ماحضر تناول کرتے ہیں اور دعائے خیر کر کے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں منعقد کی جانے والی تقریب عید، بدعت حسنہ (ایک نیا کام ہے) جس کا اہتمام کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ اس لئے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم شان اور آپ کی ولادت باسعادت پر فرحت وانبساط کا اظہار پایا جاتا ہے۔ (حسن المقصد فی عمل المولد، صفحہ نمبر ۶۵ طبع سیالکوٹ)

نیز فرماتے ہیں: ہمارے لئے مستحب ہے کہ ہم میلاد شریف منعقد کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر اظہار شکر کریں۔ جس میں دعوتِ طعام ہو اور اس طرح کے دیگر امور خیر سرانجام دیئے جائیں اور خوشیاں منائی جائیں۔

(حسن المقصد فی عمل المولد، صفحہ نمبر ۶۵ طبع سیالکوٹ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

اور اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد مبارک

مہینے میں......الخ (اس کے بعد آپ نے علامہ قسطلانی علیہ الرحمہ کی عبارت نقل فرمائی جس کو ہم "مواہب لدنیہ" کے حوالے سے اوراق گزشتہ میں نقل کر آئے ہیں)۔

(ماثبت بالسنہ صفحہ نمبر ۷۹)

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمہ لکھتے ہیں......

ہمیشہ سے اہل اسلام ہر سال (ربیع الاول کے مہینے میں) محفل میلاد منعقد کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد خوانی کرتے ہیں جس کی برکت سے ان پر فضل خداوندی کی نازل ہوتی ہے......۔ (تلخیص)۔ (المورد الروی فی میلاد النبوی)

علامہ طاہر پٹنی حنفی علیہ الرحمہ

نے اپنی کتاب مجمع البحار کو جب ربیع الاول میں اخیر تک مکمل کر لیا تو خاتمہ پر یہ عبارت لکھی۔

ترجمہ: "خدا کے فضل و توفیق سے کتاب مجمع البحار کا آخر ثلث پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کی رات کو خوشی اور کامرانی کا مہینہ ہے اور انوار و رحمت کا سرچشمہ ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہر سال اس موقع پر اظہار مسرت کیا کریں"۔

(مجمع البحار جلد ۳)

حضرت مجدد الف ثانی (متوفی ۱۰۳۴ھ) علیہ الرحمہ لکھتے ہیں......

(مولود شریف) میں اچھی آواز کے ساتھ قرآن شریف، نعتیہ قصائد اور مناقب و فضائل پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے۔ (مکتوبات جلد ۲، مکتوب نمبر ۷۲، بنام خواجہ حسام الدین)

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں......

کہ میلاد صرف اس امر کا نام ہے کہ آیات قرآنیہ اور احادیث پڑھی جائیں اور ان کی تشریح کرتے ہوئے کچھ معجزات نبوی، حسب و نسب نبویہ اور حالات پیدائش معہ خوارق و نشانہائے آسمان بیان کیے جائیں جیسا کہ علامہ ابن حجر مکی نے اپنی کتاب "النعمۃ الکبریٰ علی العالم" میں بیان کیا ہے اس میلاد کا وجود عہد نبوت اور عہد صحابہ میں تھا۔ اگرچہ اس وقت اس مجلس کو میلاد نہیں کہتے تھے۔ پھر اسی سلسلہ بیان کو جاری رکھتے ہوئے

لکھتے ہیں۔ کہ خلاصہ یہ ہے کہ میلاد شریف مستحسن شرعی ہے۔ یا تو اس وجہ سے کہ اس کا وجود (خواہ کسی عنوان سے ہو) قرون ثلاثہ میں تھا اور یا اس وجہ سے کہ اس کا جواز سند شرعی میں درج ہے اور کسی نے اس کے مستحب ہونے سے انکار نہیں کیا۔ سوائے چند اشخاص کے جن کا سرکردہ تاج الدین مالکی ہے مگر اس کا قول معتبر نہیں ہے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۳۲ پر لکھتے ہیں کہ علمائے حرمین شریفین قیام بھی کرتے ہیں۔ الخ۔

﴿مجموعہ فتاویٰ صفحہ نمبر ۱۱ جلد ۲ طبع فرنگی محل (لکھنو)﴾

کرم ہی کرم

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی شاہ عبدالرحیم فاروقی قادری حنفی (متوفی ۱۱۳۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی.....

فرمایا کہ میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روز کھانا پکوایا کرتا تھا، میلاد پاک کی خوشی میں، ایک سال میں اتنا تنگدست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا مگر چنے بھنے ہوئے وہ میں نے لوگوں میں تقسیم کر دیئے تو کیا دیکھتا ہوں (یعنی خواب میں) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو وہ بھنے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں۔ اور آپ بہت شاد و بشاش ہیں۔

(الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین از مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۴۰ طبع لائل پور ۱۹۷۰ء)

حضرت امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابولہب جب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد خواب میں دیکھا کہ وہ بہت ہی برے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ مرنے کے بعد مجھے کوئی راحت نصیب نہ ہوئی، لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کر دی جاتی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اس وجہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے اور ثویبہ نے ابولہب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اسے آزاد کر دیا۔

(فتح الباری شرح بخاری صفحہ نمبر ۱۱۸ جلد ۹ از ابن حجر عسقلانی شافعی (م ۸۵۲ھ)

علامہ مجی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد بن احمد عجیلی (متوفی ۱۰۱۱ھ)

کی اپنی ایک تحریر دیکھی جس میں عبارت یہ ہے کہ شیخ صالح نجم الدین بن قیولی مصری نے مجھے بتایا کہ انہوں نے عید الفطر کے دن اونگھ کی حالت میں ۱۰۰۷ھ میں دیکھا کہ گویا نبی اکرم ﷺ اپنی قبر انور کی جگہ پر سامنے تشریف رکھتے ہیں اور آپ کے سارے جسم پاک سے نور نکل رہا ہے لیکن سینہ اقدس سے جو نور نکل رہا ہے وہ تو ایسی کیفیت کئے ہوئے ہے۔ جو جسمانی ہے اور اس کی مقدار اتنی تھی یہ کہ آپ نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کا حلقہ بنایا اور یہ نور اپنی جگہ سے پھیل کر سید محمد بجیلی تک جا پہنچتا ہے اور وہ محفل میلاد وہ اپنی مسجد میں اس وقت قائم کئے ہوئے تھے اور یہ نور ان کے سینہ میں لگاتار داخل ہوتا چلا جاتا ہے۔ (جامع کرامات اولیاء از علامہ نبہانی صفحہ نمبر ۹۸ ۷ طبع لاہور ۱۹۸۲ء)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۶ ۱ھ) نے فرمایا.....

قدیم طریقہ کے مطابق بارہ ربیع الاول کو میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور آنحضرت ﷺ کی نیاز (کچھ) تقسیم کی، اور آپ کے بال مبارک کی زیارت کرائی تلاوت قرآن پاک کے دوران ملاء الاعلیٰ کا ورود ہوا۔ (فرشتے نازل ہوئے) اور رسول اللہ ﷺ کی روح پر فتوح نے اس فقیر اور اس سے محبت کرنے والوں کی بہت التفات فرمائی اس وقت میں نے دیکھا کہ ملاء الاعلیٰ (فرشتوں کی ٹولی) ان کے ساتھ مسلمانوں کی جماعت نیازمندی اور عاجزی کی بنا پر بلند (عروج کر رہی ہے) ہو رہی ہے۔ (اوپر جا رہی ہے) اور اس کی کیفیت کی برکتیں اور رحمتیں نازل ہو رہی ہیں۔

(القول الجلی فی ذکر آثار الولی (مترجم اردو) صفحہ نمبر ۸۲ طبع لاہور ۱۴۲۰ھ)

فرقہ وہابیہ نجدیہ کے گھر کی تین اہم شہادتیں

ا۔ ابن تیمیہ لکھتا ہے۔ "واللہ قد یثیبھم علی ھذا المحبۃ والاجتھاد"۔

(اقتضاء الصراط، صفحہ نمبر ۲۹۴ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

یعنی حب رسول اور تعظیم نبی کے تحت جو لوگ میلاد مناتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس محبت اور کوشش وسعی کا ثواب دے گا۔

۲۔ شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتا ہے:

''وارضعته ﷺ ثوبية عتيقة ابی لهب، اعتقها حين بشرته بولادته ﷺ و قد رؤی ابو لهب بعد موته فی النوم فقيل له: ماحالك؟ فقال في النار، الا انه خفف عنی کل اثنين وامص من بين اصبعی هاتين ماء واشار برأس اصبعه: وان ذالك باعتاقی ثوبية عندما بشرتنی بولاد النبی ﷺ وبارضاعها له، قال ابن جوزی: فاذا کان هذا ابولهب الکافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی بفرحه ليلة مولد النبی ﷺ بن فما حال المسلم الموحد من امته ﷺ يسر بمولده؟''۔ (مختصر سیرۃ الرسول ﷺ طبع لاہور ۱۳۹۹ھ ص۱۳)

یعنی محدث ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شب میلاد کی خوشی کی وجہ سے جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے کہ اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے، حالانکہ ابولہب ایسا کافر ہے جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا، تو حضور ﷺ کے امتی مومن موحد کا کیا حال ہوگا جو حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی میں حضور کی محبت کی وجہ سے اپنی قدرت اور طاقت کے موافق خرچ کرتا ہے۔ (خلاصہ عربی عبارت)

﴿وہابیہ کا ترجمان ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور ۲۵ رجولائی ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے، ہم مولانا مدنی اور ان کے ادارے کو اس حسین مرقع (یعنی مختصر سیرت الرسول) کی اشاعت پر دلی مبارک پیش کرتے ہیں۔﴾

نواب صدیق حسن خان بھوپالی (غیر مقلد وہابی) لکھتا ہے......

جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے، وہ مسلمان نہیں۔ (الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ صفحہ نمبر ۱۲ طبع اول ۱۳۰۵ھ)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

''۱۲ ربیع الاول کو حضور ﷺ کی پیدائش ہوئی اور یہی تاریخ آپ کی وفات مبارک کی ہے۔ اس لئے اس دن خوشی منانا جائز نہیں''۔

حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ کی ولادت، ہم پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے، اور آپکی وفات ہمارے لئے سب سے بڑا اندوہ والم۔ مگر شریعت نے نعمتوں پر اظہار شکر کی ترغیب دلائی ہے اور مصائب پر صبر وسکون اور خاموشی کی تلقین کی ہے۔ شریعت نے ولادت کے موقع پر عقیقہ کرنے کا حکم دیا ہے، جس سے بچے کی پیدائش پر خوشی کا اظہار ہوتا ہے اور موت کے وقت جانور ذبح کرنے کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی ایسی کسی بات کا بلکہ نوحہ و جزع فزع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا قواعد شرعیہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس ماہ مقدس میں حضور ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں خوشی منانا وفات پر غم کرنے سے بہتر ہے۔

(حسن المقصد فی عمل المولد صفحہ نمبر ۲۰۶، ۲۵۰ طبع سیالکوٹ)

نیز علماء کرام حضرت محدث ابن جوزی، علامہ سخاوی علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ ابن حجر مکی، ملا علی قاری حنفی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ برہان الدین حلبی وغیرہ رحمہم اللہ نے وفات النبی ﷺ کی بجائے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قانون شرعی کی روشنی میں منانے کو ترجیح دی ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

میلاد ایک عیاش بادشاہ کی اختراع ہے۔

بقول مولانا عبدالحئی لکھنوی مرحوم وحسب تصریحات دیگر آئمہ عظام اس کی اصلیت عہد رسالت سے ثابت ہے ہاں مختلف زمانوں میں اہل حق کے ہاں بھی اس کی مختلف تفرشتیں ہوتی رہی ہیں جن سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ مجلس کسی طرح بھی باعث خیر و برکت نہیں۔ یا کم از کم درجہ اباحت تک بھی نہیں پہنچتی، ورنہ ایسے سخت گیر اور متشدد و مخالفین سے جب ان کی اپنی بدعات نو پیدا کردہ سے سوال کیا جائے تو چھٹی کا دودھ یاد آجائے۔

اس کے بعد ہم یہ بھی کہیں گے ”الحکمۃ ضالۃ المومن“ مومن کو ہر جگہ سے مفید

مطلب چیز حاصل کر لینا ضروری ہے۔ اس اصل پر حجاج بن یوسف کی کوشش سے قرآن شریف کے حرکات وسکنات اور دیگر اجزاء حاصل کئے گئے ہیں۔ اسی طرح آج کل ہم یورپ سے کئی مفید امور حاصل کئے جا رہے ہیں۔

(المیلاد فی القرآن صفحہ نمبر ۱۸،۱۹ از مولانا محمد عالم آسی طبع لاہور ۲۰۰۱ء)

اعتراض

رسول اللہ ﷺ کا مجلس میلاد کے انعقاد کو ترک کرنا اس کی حرمت اور ناجائز ہونے کی واضح دلیل ہے۔

جواب

اگر رسول اللہ ﷺ نے کسی شئے کو ترک فرمایا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں لیا جا سکتا کہ وہ فعل ناجائز یا حرام ہے۔ رب کائنات ارشاد فرماتا ہے......

"وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا"۔

(سورۃ الحشر آیت نمبر ۷)

ترجمہ: "اور جو کچھ رسول تمہیں دیں لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رُک جاؤ"۔

اس میں یہ تو نہیں فرمایا: "وَمَا تَرَكَهُ فَانْتَهُوْا عَنْهُ" جسے آپ نے ترک فرمایا اس سے رُک جاؤ"۔

رسول خدا ﷺ کا فرمان عالیشان ہے: جس کا میں تمہیں حکم دوں اسے اپنی طاقت کے مطابق بجالاؤ اور جس سے میں منع کروں اس سے بچو۔

آپ نے یہ تو نہیں فرمایا: جسے میں ترک کروں اس سے بچو۔

اسی طرح اسلاف کا کسی عمل کو ترک کرنا یعنی اسے بجا نہ لانا اس کے ممنوع ہونے پر دلالت نہیں کرتا

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

ہر وہ فعل و عمل جس کی سند شرع میں ہو بدعت نہیں ہوا کرتا اگرچہ اس پر کسی سلف نے عمل نہ کیا ہو۔ کیونکہ ان کا اس وقت بجا نہ لانا کسی عذر کی وجہ سے ہو سکتا ہے یا وہ اس سے افضل پر عمل پیرا ہوں۔

ترک کی مثالیں

کچھ ایسے اعمال ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا: (۱) مروجہ محفل میلاد۔ (۲) محفل شب معراج۔ (۳) شب بارات کے موقع پر شب بیداری۔ (۴) جنازہ کے ساتھ ذکر۔ (۵) گھر میں میت پر تلاوت قرآن۔ (۶) قبر کے پاس تلاوت قرآن۔

جو شخص ان کو یا ان کی ہم مثل اشیاء کو اسی دعویٰ کی بنا پر حرام کہے گا کہ حضور ﷺ نے انکو نہیں کیا اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان فٹ آئے گا۔ "آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ" (سورۃ یونس آیت نمبر ۵۹) کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو"۔ اس لئے جب تک کسی شئے کے بارے میں کوئی نہی وارد نہ ہو جو ان کے حرام یا مکروہ ہونے کا تقاضا کرے تو اصل اباحت ہی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

"وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ"۔ جس سے رب تعالیٰ خاموش ہے وہ معاف ہیں (یعنی انکی اجازت ہے)۔

(مسئلہ ترک از امام عبداللہ محمد بن الصدیق الغماری (مترجم) تلخیص طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

میلاد شریف کو مروجہ اہتمام کے ساتھ منعقد کرنے کی ابتداء (بادشاہوں میں) اربل کے حکمران سلطان مظفر نے کی......اس کا شمار عظیم المرتبت سلاطین اور فیاض امراء میں ہوتا ہے۔ اس نے کئی اور نیک کارنامے انجام دیئے اور یادگاریں قائم کیں۔ کوہ قاسیون کے دامن میں جامع مظفری تعمیر کرائی۔

ابن کثیر اس کے بارے میں لکھتے ہیں......

سلطان مظفر ربیع الاول کے مہینے میں میلاد شریف کا نہایت شان و شوکت اور تزک و احتشام سے اہتمام کرتا تھا اس سلسلے میں ایک عظیم الشان جشن منعقد کرتا تھا۔ وہ ایک ذکی القلب، دلیر، بہادر، زیرک، عالم اور عادل حکمران تھا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے...... اس کی وفات ۶۳۰ھ میں شہر عکہ میں ہوئی اس وقت اس نے فرنگیوں کا محاصرہ کر رکھا تھا مختصر یہ کہ انتہائی نیک سیرت اور پاک طینت آدمی تھا۔

(حسن المقصد فی عمل المولود صفحہ نمبر ۲۲، ۲۳ مترجم مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۲ء)

نیز عیاشی اور فضول خرچی یہ ہوتی ہے جس سے نہ دنیا کا فائدہ ہو نہ آخرت کا۔ اور کیا رعایا اس کے دور میں تنگ اور پریشان تھی کہ حقوق العباد ترک کرکے محفل میلاد پر ایک کثیر رقم خرچ کرتا تھا جب ایسا ثابت نہیں تو خواہ مخواہ ایک مسلمان پر بدظنی کرنا گناہ ہے۔ رب کائنات ارشاد فرماتا ہے: اے ایمان والو اکثر گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بدگمانی سے بچو، بدگمانی بدترین جھوٹ ہے۔

اور وہ فقط عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں ہر سال محفل منعقد کرتا تھا جس میں وقت کے علماء و مشائخ، سرکاری ملازمین اور ہزاروں دیگر افراد شمولیت کرتے تھے۔ پھر قرآن خوانی، نعت خوانی، درود شریف پڑھا جاتا تھا۔ پھر آپ کی سیرت، معجزات اور میلاد کا بیان ہوتا تھا۔ لوگوں کو گناہوں سے برگشتہ کرکے عبادت و اطاعت کی طرف راغب کرتے تھے۔ اس کے بعد حاضرین کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔ اور ان کو انعامات دیئے جاتے تھے۔ اور سخاوت کی فضیلت حدیث مبارکہ سے ثابت ہے سخی اللہ تعالیٰ کے قریب جنت کے قریب ہے۔ اور لوگوں کے قریب ہوتا ہے۔

(ترمذی ابواب البر والصلہ صفحہ نمبر ۹۱۶ جلد اول)

اس لئے شاہ اربل کو عیاش اور مسرف سلطان کہنا الزام تراشی کے سوا کچھ نہیں۔

شیخ احمد عبدالعزیز المبارک چیف جسٹس عدالت

شرعیہ متحدہ عرب امارت کا فیصلہ کن فتویٰ

حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر جمع ہونے کے بارے میں مجھ سے مسئلہ پوچھا گیا ہے۔ ان اجتماعات کے موقع پر مساجد میں آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ، واقعات و غزوات بیان کئے جاتے ہیں، اور اکثر حضور انور ﷺ کی تعریف میں قصیدے پڑھے جاتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے اجتماعات کو جن میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس پر خوشی اور مسرت کا اظہار ہوتا ہے، نیز ان کی مبارک زندگی اور غزوات کے واقعات سے عبرت حاصل کرنے کیلئے ان کو بیان کیا جاتا ہے۔ اور آپ کی سیرت واخلاق سے لوگوں کو رغبت دلانے کیلئے اور ہدایت حاصل کرنے کیلئے ان کا انعقاد عمل میں آتا ہے، ایک مباح (جائز) عمل قرار دیا گیا ہے۔ اگرچہ ("بعض کو" یہ مرغوب نہ ہو، کیونکہ اس تقریب نے لوگوں کے کردار بنانے اور جذبات (محبت رسول ﷺ) کے ابھارنے میں بڑا تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ اگر وہ تقریب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور صحابہ کے زمانے میں نہ منائی گئی ہو تو اس کو ناپسندیدہ بدعت قرار نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ بدعت یا تو قابل مذمت ہے یا مستحسن یا جائز۔ بخاری اور موطا میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تراویح کیلئے جمع کیا اور فرمایا "نعمت البدعۃ ہذہ" یہ بدعت اچھی ہے۔

فتح الباری میں اس کی شرح میں لکھا ہے کہ بدعت کی اصل یہ ہے کہ سابق میں اس کی مثال نہ ہو اور اگر اس کو سنت کے مقابل عمل قرار دیا جائے تو وہ قابل مذمت ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ اس عمل کو شرع میں اگر مستحسن قرار دیا جائے تو وہ اچھی ہے یعنی وہ بدعت حسنہ ہے اگر اس کو شرع میں عمل قرار دیا جائے تو بری ہے ورنہ مباح ہے اور احکام خمسہ میں ایک ہے۔ اور اسی میں ایک حدیث ہے کہ "بے شک سب سے اچھا کلام اللہ کی

کتاب ہے اور بہترین ہدایت حضور اکرم ﷺ کی ہدایت ہے اور کاموں میں برے کام وہ ہیں جو بعد میں نکالے گئے ہوں" کے ذیل میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ بدعت دو قسم کی ہے، ایک محمود (اچھی)، دوسری مذموم (بری) جو سنت کے موافق ہو وہ محمود ہے اور جو اس کے مخالف ہو وہ مذموم۔ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ ہی کا قول ہے جو بیہقی نے اپنے مناقب میں نقل کیا ہے کہ بدعتیں دو قسم کی ہیں، ایک جو کتاب وسنت، اثر اور اجماع کے خلاف ہو، وہ گمراہ بدعت ہے۔ جو خیر کیلئے نکالی اور ان کے خلاف نہ ہو وہ قابل قبول بدعت ہے۔ بعض علماء نے بدعت کو اعمال خمسہ میں شمار کیا ہے۔ وہ واضح ہے۔

الباجی منتقی میں فرماتے ہیں کہ "یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے صراحت ہے کہ انہوں نے رمضان کے قیام کو ایک امام کے تابع کیا اور مساجد میں اس کو قائم کیا، حالانکہ بدعت وہ ہے جس کی بدعت نکالنے والا ابتداء کرے اور اس سے قبل کسی نے ایسا نہ کیا تھا، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بدعت کو جاری کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی اتباع کی اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل صحت پر مبنی تھا۔

شہاب الدین قرافی نے کتاب الفروق میں لکھا ہے کہ بدعت احکام خمسہ میں شامل ہے، یہ قسمیں شرع کی قسمیں ہیں۔ واجب، حرام، مستحب، مکروہ اور مباح، انہوں نے اس کو طوالت سے فرق ثانی (۲۵۰) میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور یہ بات فتح الباری سے اوپر نقل کردہ تحریر کے مانند ہے۔

بعض مالکی فقہا نے آنحضرت ﷺ کی پیدائش کے دن روزہ رکھنے کو عید کی مشابہت میں مکروہ قرار دیا ہے۔ یعنی جیسے عید کے دن روزہ رکھنا درست نہیں، ویسا ہی ولادت باسعادت کے دن بھی روزہ رکھنا درست نہیں کیونکہ وہ دن عید کے مانند ہے۔ (مترجم) ان کی رائے میں اس دن خوشی اور فرحت کا اظہار شرع کے لحاظ سے درست ہے، اس پر اعتراض نہ کرنا چاہیے۔

مواہب جلیل علی مختصر خلیل میں عبداللہ محمد بن عبدالرحمن المعروف بہ خطاب مالکی (م ۹۵۴ھ) نے لکھا ہے کہ شیخ زروق شرح قرطبیہ میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی

پیدائش کے دن روزہ رکھنے کو ایسے لوگوں نے جو ان کے زمانے کے قریب تھے اور تقویٰ میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے۔ مکروہ قرار دیا ہے۔ چونکہ وہ مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید کا دن ہے چاہیئے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔ اور ہمارے شیخ قوری اس کثرت سے ذکر کیا کرتے اور اس کو اچھا سمجھتے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن عباد نے اپنے رسائل کبریٰ میں بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ کی پیدائش کا دن مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید ہے اور تقاریب میں سے ایک تقریب ہے اور وہ چیز جو فرحت وسرور کا باعث ہو آپ کی ولادت کے دن مباح اور جائز ہے، مثلاً روشنی کرنا اچھا لباس پہننا، جانوروں کی سواری کرنا، اس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔ ان امور کے بدعت ہونے کا حکم اس وقت ہے جبکہ کفر وظلمت اور خرافات وغیرہ ظاہر ہونے کا خوف ہو، اور یہ دعویٰ کرنا کہ عید میلاد اہل ایمان کی مشروع تقریبوں میں نہیں مناسب نہیں ہے۔ اور اس کو نیروز و مہرجان سے ملانا ایک ایسا امر ہے جو سلیم الطبع انسان کو منحرف کرنے کے برابر ہے عرصہ قبل میں ایک دفعہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن سمندر کے ساحل کی طرف جا نکلا، وہاں میں نے الحاج ابن عاشر کو ان کے ساتھیوں کے ساتھ پایا۔ وہاں ان میں سے بعض نے کھانے کیلئے مختلف قسم کی چیزیں نکالیں اور مجھے بھی اس میں بلایا، میں اس روز روزہ سے تھا، اس لئے میں نے کہا میں روزہ سے ہوں۔ ابن عاشر نے میری طرف ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور کہا اس کا کیا مطلب ہے۔ آج خوشی اور مسرت کا دن ہے اس میں روزہ رکھنا ایسا ہی ناپسندیدہ ہے جیسا کہ عید کے دن، میں نے ان کے کلام پر غور کیا اور میں نے اس کو حق پایا۔ گویا کہ میں سو رہا تھا پس انہوں نے بیدار کر دیا۔

حاشیہ کنون میں ابن عباد کے کلام ”تاج الفاکہانی کا یہ ادعا کہ حضور انور ﷺ کی ولادت کی تقریب منانا مذموم بدعت ہے“۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس پر ایک رسالہ بھی لکھ دیا۔ صحیح نہیں ہے۔ ان کے اس بیان پر زین العراقی اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتراض کیا ہے اور لکھا ہے کہ مالکی فقیہوں میں سے اکثر نے ابن عباد، ابن عاشر زروق اور کنون کا مسلک اختیار کیا ہے، ان میں قابل ذکر محمد الباقی نے حاشیہ زرقانی پر اور

الدسوقی نے حاشیہ شرح الکبیر مؤلفہ دردیر پر اور صاوی نے اپنے حاشیہ شرح صغیر پر اور علیش نے اپنی شرح خلیل پر اور برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت حلبیہ میں (اس کو) ہی بیان کیا ہے)۔

ابن حجر الہیتمی رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر سب متفق ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تقریب منانا اور اس میں جمع ہونا ایسی ہی ہے یعنی بدعت حسنہ ہے اسی وجہ سے امام ابوشامہ فرماتے ہیں، کیا ہی اچھا ہے وہ شخص جس نے ہمارے زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن صدقات دیے اچھے کام کرنے اور زینت اختیار کرنے اور مسرت کا اظہار کرنے کا طریقہ اپنایا اس میں غریبوں کی مدد کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اظہار بھی ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔

علامہ سخاوی نے فرمایا کہ "عید میلاد" کو اسلاف میں کسی تین قرن (یعنی یہ زمانہ رسالت مآب وصحابہ وتابعین) میں نہیں منایا۔ بلکہ اس کے بعد اس کا سلسلہ جاری ہوا۔ لیکن اس کے بعد سے برابر تمام ملکوں اور شہر میں اہل اسلام عید میلاد مناتے رہے ہیں۔ اس رات میں لوگ مختلف صدقات دیتے ہیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے واقعات سناتے ہیں جس کے برکات عامہ ان پر ظاہر ہوتے آتے ہیں۔ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ عید میلاد کی تقریب منانا سال بھر امان سے رکھتا ہے۔ اور بہت جلد مقصد کے حاصل ہونے اور اس میں کامیاب ہونے کی بشارت دیتا ہے۔ اسی طرح ابن حجر الہیتمی کے فوازل حدیثیہ میں اس کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا۔ انہوں نے اپنے مضمون میں جوابا کہا ہے کہ "عید میلاد کا اجتماع اگر خیر وشر پر مشتمل ہو تو اس کا چھوڑنا واجب ہے کیونکہ فساد کا روکنا اچھائیوں کے حاصل کرنے سے بہتر ہے۔ خیر یہ ہے کہ صدقہ دیا جائے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے اور برائی یہ ہے کہ عورتیں اور مرد باہم خلط ہو جائیں۔ لیکن اگر یہ تقریب اس برائی سے پاک ہے اور وہ صرف حضور کے ذکر درود وسلام اور اسی قسم کی باتوں پر مشتمل ہے تو وہ سنت ہے۔ پھر انہوں نے دو حدیثوں

استدلال کیا ہے جس میں سے ایک انہوں نے نوازل میں بیان کی ہے۔ کہ "جب اہل اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کیلئے بیٹھتی ہے تو ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں۔ اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے دربار میں ان کا ذکر کرتا ہے"۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے اور دوسری حدیث بھی اس کی مثل بیان کی ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ ان دونوں حدیثوں سے خیر کیلئے جمع ہونے اور بیٹھنے کی فضیلت ظاہر ہے۔

ہم نے حافظ ابن حجر کی کتاب "فتح الباری صفحہ نمبر ۱۲" سے اور انہوں نے امام شافعی سے اور ابو نعیم اور بیہقی کے طریق سے نقل کیا ہے اور ہم نے باجی سے اور انہوں نے زروق القرانی سے جو نقل کیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جو حدیث ہم نے نقل کی ہے اس پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ بدعت کا مدار اس کے ہونے والے اچھے اور برے امور پر منحصر ہے۔ اگر وہ اچھے ہیں، وہ پسندیدہ ہیں اور اگر وہ برے ہیں تو قابل مذمت۔

اور ایسا ہی مالکی فقہا اور شافعی فقہا مثلاً زین العراقی، علامہ سیوطی، ابن حجر الہیثمی، علامہ سخاوی پھر ابن جوزی، حنبلیوں میں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تقریب منانے اور اس پر جمع ہونے کو بہتر عمل قرار دیتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اس میں غلو کرتے ہیں اور اس کو نصرانیوں کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی تقریب سے مشابہہ قرار دیتے ہیں وہ قیاس مع الفارق کرتے ہیں (اور غلط مثال دیتے ہیں) کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا یوم (نعوذ باللہ) ان کے خدا ہونے یا خدا کا بیٹا ہونے یا تیسرا خدا ہونے کے لحاظ سے منایا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے"۔ بے شک کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے" اور" نصاریٰ نے کہا کہ عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے۔ اور کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے"۔ "اللہ تعالیٰ وہ جو کچھ کہتے ہیں اس سے اعلیٰ وارفع ہے"۔ لیکن مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی مناتے ہیں اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے ہونے سے آپ کیلئے شرف ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی شان میں فرماتا ہے۔ "پاک ہے وہ پروردگار جو اپنے بندے کو

رات کے تھوڑے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا"۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں ہے"۔ پس آپ ایسے بشر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بندگی اور رسالت سے مشرف کیا ہے اور آپ کو تمام انسانوں میں افضل بنایا اور آپ کو وہ سب کچھ عطا فرمایا جو کسی اور کو نہیں دیا گیا۔

جامع ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تمام لوگوں میں سب سے پہلے قیامت میں اٹھایا جاؤں گا۔ میں ان کا خطیب ہوں، جب وہ خاموش ہوں رہیں گے۔ میں ان کا شفیع ہوں جب وہ گرفتار ہوں گے، اور میں ان کو خوشخبری سنانے والا ہوں، جب وہ مایوس ہوں گے۔ بزرگی اور (جنت کی) کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور میں اللہ کے پاس تمام اولادِ آدم میں سب سے زیادہ بزرگ ہوں مگر مجھے اس پر فخر نہیں"۔

﴿مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۲۱ جلد ۳ مطبوعہ لاہور﴾

دوسری حدیث جس کو ابن اسحاق ﴿محمد بن اسحاق مشہور تابعی، ۱۵۰ھ میں بغداد میں انتقال فرمایا﴾ نے اپنی سیرت میں دو فرشتوں کے شق صدر کرنے کے واقعہ میں بیان کیا ہے کہ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ہے کہ ان کو وزن کرو ان کی امت کے دس آدمیوں میں سے۔ پس انہوں نے میرا وزن کیا اور میں ان سب سے زیادہ وزن میں ہوا۔ پھر کہا کہ سو کے ساتھ وزن کرو، میرا وزن کیا گیا اور میں ان سب سے وزنی ہوا۔ پھر کہا کہ ان کی امت کے ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کرو، میرا وزن کیا گیا اور میں ان میں سے بھی زیادہ وزن دار رہا۔ پھر انہیں فرشتوں نے کہا ان کو چھوڑ دو، اگر ان کا وزن ساری امت سے بھی کیا جائے تو وہی زیادہ نکلیں گے۔ سیرت ابن ہشام میں بھی ایسا ہی ہے پس بے شک وہ بشر ہیں مگر سارے انسانوں میں افضل ترین، اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام عالموں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے، تاکہ لوگوں کو اللہ کے حکم سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالیں اور حمد کے قابل پروردگار کے راستے کی طرف بلائیں۔

مساجد میں درس کیلئے جمع ہونا جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے مسلمانوں میں کوئی نئی بات نہیں اس پر سینکڑوں سال سے مالکی اور دیگر فقہاء نے عمل کیا ہے اور اس کے بارے میں کافی لکھا ہے۔ اور ہم نے اس کے بارے میں دلیلیں بیان کی ہیں، لہٰذا اس مسئلے میں اب کوئی اعتراض باقی نہیں رہا۔ خصوصاً جب کہ ہمارے شہروں (متحدہ عرب امارات) میں مسجدوں میں اجتماعات ہوتے ہیں، اور وہاں عورتوں کو داخلے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

اگرچہ بعض مقامات پر اس خوشی میں کھیل کود کے مظاہرے بھی ہوتے ہیں لیکن اگر اس میں حرام اور خلاف شرع امر نہ ہوں تو مباح ہیں۔ جیسا کہ حبشیوں نے مسجد نبوی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا ہے جس کی صحیح مسلم میں تصریح موجود ہے اگر ان کھیلوں میں حرام اور خلاف شرع حرکتیں مل جائیں تو وہ ناجائز اور حرام ہیں جیسا کہ ہمارے زمانے میں بعض مقامات پر ہوتا ہے، ایسا ہی ہیثمی نے ذکر کیا ہے۔

بہتر یہی ہے کہ ان اجتماعات کو مساجد تک ہی محدود رکھیں تا کہ منکرات کا دروازہ نہ کھلنے پائے۔ بعض جرائد و اخبارات نے لکھا ہے کہ (عرب ممالک) کے بعض ہوٹل اس موقع پر استحصال کرتے ہیں، اور ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی محفل منکرات کے ساتھ منانا مسلمانوں کی پیشانی پر کلنک کا داغ ہے اور اس میں عجیب و غریب خرافات رقص و سرود کی محفلیں منعقد کرنا یہ سب فساد پر مشتمل ہے۔ میں شدت کے ساتھ اس کو روکنے کی خواہش رکھتا ہوں، اور میں (تمام مسلمانوں سے) درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایسے عمل بند کر دیں اور ایسے لوگوں کا محاسبہ کریں جو کھلم کھلا منکرات پر عمل کر رہے ہیں اور ارض اسلام کے معاملات میں مکر سے کام لے رہے ہیں۔

(ملخصاً، ماہنامہ منار الاسلام جمادی الآخر ۱۴۰۱ھ، اپریل و مئی ۱۹۸۱ء) (روزنامہ جنگ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۱ء)

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر جلوس نکالنا

کسی عظیم المرتبت شخصیت کی آمد پر جلوس نکالنا حدیث مرفوع سے ثابت ہے۔

جس سے آنے والے کی تعظیم و توقیر اور اس سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار کرنا مقصود ہوتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔۔۔

جب انصار محبت شعار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کی خبر سنی تو روزانہ مدینہ منورہ کی چوٹیوں پر آتے اور آفتاب جمال باکمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے طلوع کے منتظر رہتے، جب سورج گرم ہو جاتا اور دھوپ سخت ہو جاتی تو گھروں کو لوٹ جاتے تھے۔ اچانک ایک یہودی نے جو اس مقام پر کھڑا تھا، ایک جماعت پر نظر پڑی اس نے جان لیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ تو قبیلہ انصار کو جو کہ اس کے قریب ہی تھے آواز دی کہ آرہے ہیں تمہارا مقصد و مقصود۔ تمام مسلمان اپنے اپنے ہتھیاروں سے لیس ہو کر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کیلئے نکل پڑے۔ انہوں نے "بالائے حرة" (کے مقام پر) ملاقات کی۔ مرحبا اہلاً وسہلاً کہتے ہوئے مبارک بادی و خوشی و مسرت کا اظہار کرنے لگے۔ ان کا ہر جوان بچہ، عورت و مرد اور چھوٹا بڑا کہنے لگا "جاء رسول اللہ و جاء نبی اللہ" اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور اللہ جل جلالہ کے نبی نے قدوم میمنت لزوم فرمایا: اور اپنی عادت کے مطابق خوشی و مسرت میں اچھلنے لگے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہجرت کے موقع پر بریدہ اسلمی اور ان کے قبیلہ کے ستر افراد نے اسلام قبول کیا۔ اس پر بریدہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت آپ کے ساتھ ایک جھنڈا ہونا چاہیے۔ اس کے بعد بریدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے سر سے عمامہ اُتار کر نیزے پر باندھ دیا اور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے آگے چلنے لگے۔

آمد مدینہ منورہ کے موقع پر قبیلہ بنو نجار کی بچیاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشی و شادمانی میں دف بجاتی اور گاتی ہوئی نکل آئیں۔

نحن جوار من بنی النجار

یا حبذا محمدا من جار

نیز قبائل انصار کی پردہ نشین عورتیں اپنے اپنے گھروں کی چھتوں، دروازوں اور گلیوں میں کھڑے ہو کر یہ تہنیت گانے لگیں۔

طلع البدر علینا ○ من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا ○ ما دعا للہ داع

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس زمانہ میں آٹھ یا نو سال کا تھا۔ آپ کی آمد سے در و دیوار ایسے منور و روشن ہو گئے جس طرح آفتاب طلوع کے وقت کرتا ہے۔

(مدارج النبوۃ حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۰۵، ۱۰۶ (اردو) طبع ۱۹۷۴ء کراچی)

حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

"فصعد الرجال والنساء فوق البیوت وتفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ"۔

(مسلم شریف جلد ۲ صفحہ نمبر ۴۱۹ طبع کراچی)

ترجمہ: "تو عورتیں اور مرد گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور غلام گلی کوچوں میں متفرق ہو گئے، نعرے لگاتے پھرتے تھے یا محمد یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ"۔ مفتی احمد اللہ شفق (غیر مقلد وہابی) لکھتے ہیں......

حدیث مرفوع: جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو، خواہ وہ آپکا فرمان ہو یا آپ کا اسوۂ عمل ہو یا آپکے سامنے وہ کام کیا گیا ہو اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سکوت فرمایا۔

(مقدمہ تذکرۃ الحفاظ (اردو) از علامہ ذہبی (م ۷۴۸ھ) صفحہ نمبر ۳۴ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

مولوی سلطان محمود آف جلالپور پیر والہ (شجاع آباد) غیر مقلد وہابی لکھتا ہے:

المرفوع: جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو۔ اس کی تین قسمیں ہیں

قولی...... جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہو۔

فعلی...... جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہو۔

تقریری...... وہ قول جو آپ کے سامنے کہا گیا ہو یا وہ فعل جو آپ کی موجودگی میں کیا گیا ہو اور آنحضرت ﷺ سے اس پر انکار منقول نہ ہو۔

(اصطلاحات المحدثین از مولوی سلطان محمود صفحہ نمبر ۶ طبع ملتان ۱۹۸۶ء)

حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

المرفوع: جو (رسول اللہ ﷺ) سے منقول ہوگا وہ صریحاً یا حکماً (آپ کا) قول یا فعل یا تقریر ہے، اسے حدیث مرفوع کہا جاتا ہے۔ (تقریر سے وہ قول و فعل مراد ہے جو کہ آپ کے سامنے ادا ہوا آپ نے منع نہ فرمایا)۔ (شرح النخبہ صفحہ نمبر ۳۲ طبع کراچی)

معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کی آمد پر خوشی اور محبت کے اظہار کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جلوس نکالنا اور آپ ﷺ کا صحابہ کرام کے اس فعل پر خاموشی اختیار فرمانا، اس بات کی واضح دلیل ہے، کہ قیامت تک جو مسلمان بھی کسی خوشی و مسرت یا کسی نعمت کے حصول کے موقع پر حدود شرعیہ کے اندر رہ کر جلوس نکالیں گے وہ جائز و مستحسن امر ہوگا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر اللہ جل جلالہ کی کون سی نعمت ہوگی جنکی اس جہاں آب و گل میں آمد کے موقع پر مسرت و شادمانی کیلئے جلوس نکالنا امر ممنوع قرار پائے گا۔

نیز اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا ہے......

رب العزت ارشاد فرماتا ہے......

ا۔ "وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ"۔ (سورۃ فتح آیت نمبر ۹)

ترجمہ: "اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو"۔

۲۔ "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ"۔

(آل عمران آیت نمبر ۱۶۴)

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان پر احسان ہوا کہ ان میں ان کا رسول بھیجا"۔

اس آیت مبارکہ میں آپ کی بعثت پر، اللہ تعالیٰ ہم پر احسان عظیم جتلا رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی اپنی نعمت پر احسان نہیں جتلایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ

تعالیٰ کی سب نعمتوں سے بڑی نعمت بلکہ ہر نعمت کے حصول کیلئے وسیلہ عظمیٰ ہیں۔

۳۔ "اَلَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا"۔ (سورہ ابراہیم آیت نمبر ۲۸)

ترجمہ: "وہ لوگ کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو کفر کرکے تبدیل کر ڈالا"۔

حضرت عطاء بن یسار تابعی (متوفی ۹۷ھ) تلمیذ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے تحت فرمایا: الذین سے مراد قریش اور نعمت سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(تفسیر در منثور صفحہ نمبر ۸۵ جلد ۴ طبع ایران از امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)

۴۔ "یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰہِ ثُمَّ یُنْکِرُوْنَھَا"۔ (سورہ نحل آیت نمبر ۸۳)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جاننے پہچاننے کے باوجود منکر ہو جاتے ہیں"۔

(ف) سدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: نعمت اللہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں یعنی کفار آپ کے معجزات دیکھ کر آپ کو نبی مانتے ہیں پھر عناداً انکار کرتے ہیں۔

(تفسیر در منثور صفحہ نمبر ۱۲۷ جلد ۴ طبع ایران از امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)

(ف) ان کا پورا نام یہ ہے: اسماعیل بن عبد الرحمٰن سدی (متوفی ۱۲۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

(تاریخ تفسیر صفحہ نمبر ۹۶ طبع لاہور از پروفیسر صارم)

نیز صاحب معانی القرآن معروف بہ تفسیر الزجاج از شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن سری (متوفی ۳۱۰ھ) نے بھی "نعمت اللہ" سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو ہی لیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا اَنَا رَحْمَۃٌ مُّھْدَاۃٌ

(رواہ الدارمی والبیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ کتاب الفتن باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصفاتہ تیسری فصل) (تذکرۃ الحفاظ از علامہ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) صفحہ نمبر ۱۲۶۱ جلد ۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک میں رحمت اور تحفہ ہوں"۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پاک ایک دوسری سند کے ساتھ زیاد بن یحییٰ کے واسطہ سے بھی ملی ہے۔ اس میں انہوں نے "یَا اَیُّھَا النَّاسُ" کا اضافہ کیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ از علامہ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) صفحہ نمبر ۷۷ جلد ۳)

ان آیات قرآنی اور حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی دی

ہوئی سب سے بڑی نعمت و رحمت ہیں۔

اور اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے

"وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ"۔ (سورۃ الضحیٰ آیت نمبر ۱۱)

ترجمہ: "اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو"۔

عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جلوس نکالنا فقط اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ حضرت سیدنا رسول اللہ ﷺ کا چرچا کرنا مقصود ہے۔ اور لوگوں کا اس میں شمولیت کر کے حضور پر نور ﷺ کے ساتھ اپنی محبت و عقیدت کا اظہار اور خداوند قدوس کے احسان کا شکریہ ادا کرنا ہے۔

اس لئے عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جلوس نکالنے کو شرک و بدعت ضلالہ سے تعبیر کرنا سراسر جہالت و بدبختی ہے۔ اور مسلمانوں کو دارین کی سعادتوں سے محروم کرنے کا باعث ہے۔

خانوادۂ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چشم و چراغ، شیخ الطریقت حضرت علامہ شاہ ابوالحسن زید فاروقی (م ۱۹۹۳ء/۱۴۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا جشن ولادت باسعادت کے متعلق۔

شرعی فیصلہ

سرور دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کا مبارک دن اللہ تعالیٰ کے کمالات کے اظہار کا عظیم دن ہے۔ مسلمانوں کو جو بھی سعادت دینی یا دنیوی ملی ہے وہ اس دن کے طفیل ہی ملی ہے۔ یہ مبارک دن تمام عالم اسلام کے واسطے مسرت و شادمانی و خوشی کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ"

﴿سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۴﴾

ترجمہ: "ایمان والوں پر اللہ نے احسان کیا کہ ان ہی میں کا رسول ان میں بھیجا"۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا"۔ ﴿سورۃ یونس آیت نمبر ۵۸﴾

ترجمہ: "اے حبیب کہہ دو اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ان کو چاہیے کہ خوشی منائیں"۔

رسول اللہ ﷺ سراپا اللہ کا فضل و رحمت ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت پر خوشی کے اظہار کا حکم دیا ہے، مسلمانوں کی خوش نصیبی ہے کہ وہ اس مبارک دن میں اپنی خوشی کا اظہار کریں۔

اظہار مسرت کے واسطے ہر اس طریقے کو کہ اس میں شرعی قباحت نہ ہو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ دنیوی کاموں کو تم خوب جانتے ہو۔ لہٰذا اس سلسلہ میں علماء سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں، اتنا خیال رہے کہ غیر شرعی کام ہرگز شامل نہ ہو، مثلاً طوائف کا ناچ، شراب پینی یا پلانی۔

ایسے مباح کاموں میں شرعی بدعت اور غیر بدعت کا اور ثواب و عذاب کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی بچے کو گھوڑے پر سوار کر کے گھماتا ہے کوئی دولہا کو سجی ہوئی موٹر میں پھراتا ہے، کوئی پھول نچھاور کرتا ہے، کوئی روپیہ لٹاتا ہے اور اس میں قباحت نہیں اگر اسراف کا پہلو نہ نکلے۔ ایسے مقام پر بدعت اور غیر بدعت کی بحث بیکار ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک انصاریہ لڑکی تھی۔ انہوں نے اس کا نکاح اس کے کسی رشتہ دار سے کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم نے کسی گانے والی کو ساتھ بھیجا؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں نہیں کہا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: انصار کی برادری غزل پسند کرتی ہے اگر تم لڑکی کے ساتھ کسی کو بھیج دیتیں کہ وہ "اتینا کم اتینا کم فحیانا و حیاکم" الخ پڑھتا ساتھ جاتا۔ (مشکوٰۃ)

یہ امر مباح تھا اور اہل مدینہ میں اس کا رواج تھا اور خوشی کے اظہار کا ایک طریقہ تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کو برقرار رکھا۔ ثواب و عذاب سے بحث نہیں فرمائی۔

سردار دو عالم ﷺ کی جشن ولادت کے موقع پر اتنا خیال ضرور ہے کہ مسرت شادمانی کی تقریب اس مبارک ذات کی ہے جس کے ذکر کو رب العزت نے رفعت دی ہے وہ فرماتا ہے: ''وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ''۔ ﴿سورۃ الم نشرح آیت نمبر ۴﴾

ترجمہ: ''اے حبیب تیرا ذکر اونچا کیا''۔

کیا انبیاء کیا فرشتے سب میں آپ کا نام بلند ہے۔ سب سے آپ کا ذکر ارفع ہے۔ اس مبارک جشن کے منتظمین کو چاہیے کہ اس رفعت ذکر کی جھلک ان کے کردار میں پائی جائے۔ کسی کی زبان پر درود شریف جاری ہے، کوئی اپنی آنکھوں سے عقیدت و محبت کے موتی برسائے۔

اے نیک بخت اللہ تعالیٰ تم کو توفیق دے کہ تم اس کے حبیب ﷺ کے اسم گرامی کو خوب رفعت دو۔ آپ کی ولادت باسعادت کا دل کھول کر چرچا کرو۔ اور اس بات کی کوشش کرو کہ اس مبارک دن کی خوشی میں ہماری حکومت بھی شریک ہو اور وہ اس دن کو تمام ہندوستان میں خوشی کا دن تسلیم کرکے چھٹی کا اعلان کردے۔ ابوالحسن زید فاروقی ۱۳ رفروری ۱۹۷۸ء

﴿مولانا محمد اسماعیل اور تقویۃ الایمان از علامہ ابوالحسن زید فاروقی صفحہ نمبر ۱۱۹، ۱۲۰ طبع لاہور﴾

بمقام امرتسر انڈیا میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کا اجراء مولوی محمد داؤد غزنوی وہابی اور مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری نے کیا

۱۹۳۷ء تک اس برصغیر میں مسلمان محسن انسانیت ﷺ کے یوم ولادت کی اہمیت سے بالکل غافل تھے۔ خال خال لوگ ۱۲ ربیع الاول وفات کے نام سے کچھ حلوہ، کھیر پر ختم شریف پڑھ کر بچوں یا غرباء میں تقسیم کر دیتے تھے۔ مولانا داؤد غزنوی مرحوم کے ایماء پر مجلس احرار اسلام کی ورکنگ کمیٹی سے ایک ایجنڈا جاری ہوا جس کا متن ''احیائے یوم ولادت سرور عالم'' تھا مجلس کے ایک شاعر ورکر جناب غلام نبی جانباز نے ایجنڈا تقسیم کیا اور مقررہ تاریخ پر مجلس احرار کے دفتر میں جو نیشنل بینک کے سامنے والی بلڈنگ کی اوپر والی منزل

میں تھا اجلاس منعقد ہوا۔ افتتاحی تقریر مولانا داؤد غزنوی کی تھی۔ انہوں نے اجلاس کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا "صاحبو! یوں تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہبری کیلئے کثیر تعداد میں پیغمبر مبعوث فرمائے۔ لیکن عرصہ دراز سے دو امتیں قابل ذکر چلی آرہی ہیں، مسیحی اور مسلم۔ مسیحی دنیا بھر میں اپنے نبی کا یوم ولادت بڑے تزک و اہتمام سے مناتے ہیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اسلامی دنیا محسن انسانیت کے جشن ولادت کا کوئی اہتمام نہیں کرتی۔ آج کا اجلاس اسی غرض سے بلایا گیا ہے۔ میں مولانا عبدالکریم صاحب مباہلہ سے عرض کرتا ہوں کہ وہ اس ضمن میں کوئی طریقہ تجویز فرمائیں اس پر مباہلہ صاحب نے ۱۲ ربیع الاول کے دن ایک جلوس کی تجویز پیش کی جس پر مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب نے فرمایا کہ اس سلسلے میں دو چار دن پہلے کچھ علاقوں میں سیرت پاک پر جلسے منعقد کیے جائیں تا کہ لوگ شامل جلوس ہونے پر آمادہ و تیار ہوں۔ شیخ حسام الدین نے فرمایا کہ اس کیلئے پوسٹر شائع کرنے اور لاؤڈ سپیکروں اور دریوں وغیرہ کیلئے ایک اچھی خاصی رقم درکار ہے ایک صاحب غالباً اصغر سیٹھ تھا، کہنے لگے چندہ وغیرہ مانگنے کو تیار نہیں، لوگ پہلے ہی ہم کو "ٹکڑ خور" کہتے ہیں۔ آخر چوہدری فضل حق کی تجویز پر ایک ایک روپے کی رسید کی ایک ایک صد کی کاپیاں بنوا کر خاص خاص ورکروں میں تقسیم کرنے کی تجویز منظور ہوئی۔ بینک کے چیک کے طریقے پر ان خوبصورت رسیدوں پر لکھا تھا برائے جشن عید میلاد النبی ﷺ۔ اجلاس کی کاروائی سے لاہور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کے دفتروں کو مطلع کیا گیا اور ایسا ہی عمل اختیار کرنے کو لکھا گیا، چنانچہ پورے پنجاب میں سیرت پاک پر جلسے ہوئے، بڑے بڑے علماء دین نے مسلمانوں کے دلوں کو حب رسول سے گرما دیا، مولانا داؤد غزنوی پھولے نہ سماتے تھے۔ بغل میں سینگل شدہ کلہاڑی ہاتھ میں رسید بک کی کاپی ادھر اُدھر دوڑے پھر رہے تھے۔ عید میلاد النبی (ﷺ) کا سب سے پہلا جلوس امرتسر انجمن پارک سے نکلا۔ آگے آگے ایک کار میں حفیظ جالندھری کا سلام لاؤڈ سپیکر میں گونج رہا تھا اس کے بعد ٹولیوں کی ٹولیاں ٹرکوں، گھوڑوں اور سائیکلوں پر نعرہ تکبیر

اور نعرۂ رسالت بلند کرتی جارہی تھیں۔ کفار ہیبت زدہ تھے۔

اللہ تعالیٰ مولانا داؤد غزنوی مرحوم کو ان کی اس سعی جمیل کا اجر عطا فرمائے۔

﴿روزنامہ جنگ لاہور، اتوار ۲۷ جمادی الاول ۱۴۰۳ھ، ۱۳ مارچ ۱۹۸۳ء﴾

امیر حمزہ سے ایک سوال

کیا درج ذیل محافل کا انعقاد اور جلوس کا نکالنا سنت ہے یا بدعت؟

اگر سنت ہے تو ثابت کرو، اگر بدعت ہے تو لب پہ مہر خاموشی کیوں؟

نیز جن علماء دیوبند اور غیر مقلدین" نے ۱۹۳۷ء میں جلوس میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اہتمام کیا تھا، وہ مسلمان تھے یا بدعتی؟

۱۔ ربوہ میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس نکالا گیا

لاہور ۱۱ جنوری (پ ر) تحریک طلباء اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ربوہ شہر میں قیام پاکستان کے بعد پہلی مرتبہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس نکالا گیا۔ جلوس کی قیادت تحریک کے مرکزی قائدین محمد عباس نجمی، شاہد محمود کاشمیری اور تحریک ختم نبوت کے قاری یامین گوہر، قاری اللہ یار ارشد، سید نجی سرور، میاں مشتاق اور جمیل رانجھانے کی۔ جلوس ربوہ کے مختلف بازاروں سے چکر لگاتا ہوا مسجد احرار ربوہ میں جاکر ختم ہوا۔ جلوس کے شرکاء شانِ رسالت زندہ باد، ختم نبوت زندہ باد، رہبر و رہنما مصطفےٰ، شہدائے ختم نبوت، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری زندہ باد، اور جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے جلوس کے دوران مختلف مقامات پر قائدین نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقاریر کیں۔

﴿روزنامہ جنگ لاہور، بدھ ۱۶ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ، ۱۳ جنوری ۱۹۸۲ء﴾

۲۔ ۱۲ ربیع الاول کو ربوہ میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس نکلے گا

پیپلز پارٹی نے قادیانیت نوازی کی انتہاء کردی۔ سید عطاء المحسن بخاری۔

کسوال (نامہ نگار) تحریک تحفظ ختم نبوت کے قائد اور مجلس احرار کے سیکرٹری جنرل سید عطاء الحسن بخاری نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت میں قادیانیوں کی سرپرستی بند نہ ہوئی تو ہم بغیر کسی مصلحت کے ملک گیر پیمانے پر راست اقدام پر مجبور ہوں گے۔ یہاں ایک پریس کانفرنس سے انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے اقوام متحدہ میں متعدد پاکستانی سفارتخانوں اور اندرون ملک نہایت حساس عہدہ پر قادیانیوں کو تعینات کر کے مرزائیت کا ریکارڈ قائم کر دیا ہے...... حسب سابق ۱۲ ربیع الاول کو ربوہ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان جلوس نکالا جائے گا، جو مسجد احرار ربوہ سے شروع ہو کر بخاری مسجد میں جا کر اختتام پذیر ہوگا۔ ﴿روزنامہ جنگ لاہور ۲۳ ستمبر ۱۹۸۹ء بروز ہفتہ﴾

ربوہ میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس نکالا گیا

لاہور ۱۱ جنوری تحریک طلباء اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ربوہ شہر میں قیام پاکستان کے بعد پہلی مرتبہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس نکالا گیا۔

﴿روزنامہ جنگ لاہور، بدھ ۱۶ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ ۱۳ جنوری ۱۹۸۲ء﴾

حسن البنا شہید کی ڈائری سے، ایک ایمان افروز واقعہ

یہ کتاب جماعت اسلامی پاکستان کے ایک ادارہ ’’اسلامک پبلی کیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور سے شائع ہوئی ہے۔ اس میں حسن البنا مصری صدر جماعت اخوان المسلمون مصر نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل ہونے کا ایک واقعہ لکھا ہے قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں

ایک مثالی کردار

مجھے یاد ہے کہ جب ربیع الاول کا مہینہ آتا تو یکم ربیع الاول سے لے کر ۱۲ ربیع الاول تک معمولاً ہر رات ہم حصافی اخوان میں سے کسی ایک کے مکان پر محفل ذکر منعقد کرتے اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس بنا کر ہم باہر نکلتے۔ اتفاق سے ایک رات برادرم شیخ

شبلی الرجال کے مکان پر جمع ہونے کی باری آ گئی۔ ہم حسبِ عادت عشاء کے بعد ان کے مکان پر حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ پورا مکان خوب روشنیوں سے جگمگا رہا ہے۔ اسے خوب صاف وشفاف اور آراستہ و پیراستہ کیا جا چکا ہے۔ شیخ شبلی الرجال نے رواج کے مطابق حاضرین کو شربت اور قہوہ اور خوشبو پیش کی۔ اس کے بعد ہم جلوس بن کر نکلے۔ اور بڑی مسرت وانبساط کے ساتھ مروجہ مناقب اور نظمیں گاتے رہے۔ جلوس ختم ہونے کے بعد ہم شیخ شبلی الرجال کے مکان پر واپس آ گئے۔ اور چند لمحات ان کے پاس بیٹھے رہے، جب اٹھنے لگے تو شیخ شبلی نے بڑے لطافت آمیز اور ہلکے پھلکے تبسم کے ساتھ اچانک یہ اعلان کیا کہ! انشاء اللہ، کل آپ حضرات میرے ہاں علی الصبح تشریف لے آئیں تاکہ روحیہ کی تدفین کر لی جائے۔ روحیہ شیخ شبلی کی اکلوتی بچی تھی۔ شادی کے تقریباً ۱۱ رسال بعد اللہ نے شیخ کو عطا کی تھی۔ اس بچی کے ساتھ انہیں اس قدر محبت ووابستگی ہے کہ دوران کام بھی اسے جدا نہیں کرتے۔ یہ بچی نشو ونما پا کر اب جوانی کی حدود میں داخل ہو چکی ہے۔ شیخ نے اس کا نام روحیہ تجویز کر رکھا ہے۔ کیونکہ شیخ کے دل میں اسے وہی مقام حاصل ہے جو جسم میں روح کو حاصل ہے شیخ کی اس اطلاع پر ہم حیران رہ گئے۔ عرض کیا، روحیہ کا کب انتقال ہوا؟ فرمانے لگے، آج ہی مغرب سے تھوڑی دیر پہلے۔ ہم نے کہا: آپ نے ہمیں پہلے کیوں نہ اطلاع کر دی۔ کم از کم میلاد النبی ﷺ کا جلوس کسی اور دوست کے گھر سے نکالتے؟ کہنے لگے، جو کچھ ہوا بہتر تھا اس سے ہمارے حزن وغم میں تخفیف ہو گئی۔ اور سوگ مسرت میں تبدیل ہو گیا۔ کیا اس نعمت سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کوئی اور نعمت درکار ہے۔

﴿حسن البنا شہید کی ڈائری صفحہ نمبر ۱۹۶، ۱۹۷ مترجم خلیل احمد حامدی طبع لاہور﴾

مقلدین وہابیوں کی طرف سے ڈیرہ اسماعیل خاں میں جلوس عید میلاد النبی ﷺ

امیر حمزہ! خاموش کیوں! کیا چچازاد بھائیوں کی پاسداری ہے۔


میلاد النبی
جلسے
جلوس

آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کا آغاز

مولوی محمد داؤد راز (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

مسلک اہلحدیث کی جو خدمات (مرحوم) مولوی ثناء اللہ امرتسری نے انجام دیں ہیں وہ ایسی نہیں ہیں جن کو بھلایا جاسکے۔ بلکہ یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ مرحوم کی ساری زندگی اہلحدیث مسلک اشاعت وتقویت میں گزری۔ آپ نے حالات زمانہ کے پیش نظر جماعتی تنظیم کیلئے "ایک کل ہند اہلحدیث جمعیت" قائم کرنے کی تحریک چلائی۔ بالآخر ۱، دسمبر ۱۹۰۶ء میں بمقام آرہ اہلحدیث کا جلسہ منعقد ہوا اور اکابر علمائے اہلحدیث کی موجودگی میں "آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس" کو قائم کیا گیا۔ اور باتفاق رائے کانفرنس مذکور کے صدر نشین حضرت عارف باللہ حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ غازی پوری (المتوفی ۲۱ صفر المظفر ۱۳۳۷ھ/۲۶ نومبر ۱۹۱۸ء) قرار پائے اور ناظم اعلیٰ حضرت مولانا ابوالوفا (ثناء اللہ امرتسری) مرحوم مقرر کئے گئے۔ اور صدر دفتر قائم کرنے کیلئے شہر دہلی کو منتخب کیا گیا۔ اس کانفرنس کا پہلا سالانہ جلسہ ۱۹۱۲ء میں منعقد ہوا۔ پھر دوسرا جلسہ امرتسر میں ہوا۔ اور بعد ازاں ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں اس تبلیغی کانفرنس کے اجتماعات ہوئے۔ جن میں پشاور، علی گڑھ، کلکتہ، کانپور، مدراس، آگرہ، بنارس، ملتان، گوجرانوالہ، چھپرا، مئو، شکراوہ، فتح گڑھ وغیرہ کے اجتماعات تاریخی حیثیت رکھتے ہیں...... الخ (دیباچہ فتاویٰ ثنائیہ صفحہ نمبر ۱۸ جلد اول طبع بمبئی (انڈیا)

پروفیسر محمد ایوب قادری لکھتے ہیں:

مولوی محمد حسین بٹالوی کی پوری پالیسی شمس العلماء وشیخ الکل میاں نذیر حسین کے ممد ومعاون بلکہ سرپرست وسر خیل رہے اور صادق پور کی بجائے مرکز قیادت دہلی ولاہور منتقل ہو گیا۔ پھر بیسویں صدی کے آغاز پر دسمبر ۱۹۰۶ء میں بمقام آرہ (بہار) آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس وجود میں آئی جس کے سب سے فعال کارکن مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری تھے۔ (جنگ آزادی ۱۸۵۷ صفحہ نمبر ۶۸ طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

بانی اہلحدیث کانفرنس

مولوی ثناء اللہ امرتسری "فیصلہ مکہ" کی روشنی میں

مسودہ اور درخواست

حضرۃ الامام عبدالعزیز ابن سعود (ایدہ اللہ بنصرہ) السلام علیکم!

نعرض علیٰ جلالہ ان بیننا (اهل حدیث) اختلافاً شدیداً منذ سنین فلتمس من حضرتکم ان تهدونا الی سواء السبیل و فقکم الله لخدمته

الملتمسان

اس خط کے جواب میں مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی نے مندرجہ ذیل خط مولوی ثناء اللہ صاحب کو لکھا۔

"تمہارے خط کے جواب میں عرض ہے"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادر عزیز مولوی ثناء اللہ جان موفق مرضیات حق تعالیٰ و تقدس باشد، بعد السلام المسنون

ہم ہر دو آج الٰہی در رحمت (بیت اللہ) پر حاضر ہیں۔ اور اللہ ہی عزوجل نے حرمین شریفین کے تطہیر کو امام عبدالعزیز (ایدہ اللہ بروح القدس) کو بھیج دیا ہے۔ سو ہمارے درمیان جو یہ گفتگو مدتوں سے چلی آتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ تمہاری تفسیروں اور کلام مبین وغیرہ تالیفات میں یہ یہ مسائل امت باللہ کے برخلاف ہیں تم ان سے تائب ہو کر موافق حکم الا الذین تابوا و اصلحوا و بینوا فاولئك اتوب علیهم وانا التواب الرحیم ۔ توبہ نصوح کرلو، اللہ عزوجل معاف کر دے گا، اور اس میں (بھائی جان) تمہاری بھی خیر خواہی ہے۔ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ (ﷺ)، اسلام اور مسلمانوں کی بھی خیر خواہی ہے۔

اور تم مخالفت کرتے رہے اور نہیں مانتے تھے۔

سو آج جو ہم ہر دو فریق میں بر طریق حج حاضر ہوئے ہیں۔ یا تو آپ ہی اپنے رب عزوجل کو حاضر کر کے خود ہی تائب ہو جاؤ اور کہہ دو کہ میں اپنی غلطیوں کی اصلاح کرلوں گا۔ پھر تو کسی کو کہنے کہلوانے کی سننے سنانے کی حاجت نہ رہے گی۔ نہیں تو تمہارے اغلاط نمبر وار لکھ کر مع تفسیر وغیرہ کے سلطان صاحب (ایدہ اللہ بروح القدس) کے پیش کئے جائیں گے۔ پھر وہ جو کچھ دیکھ کر فیصلہ شرعی فرمائیں گے اس کو منظور کرلیں۔

اس صورت میں کسی کو بولنے کی حاجت نہیں۔

بھائی جان ہمارے درمیان جو اختلاف ہے اس سے اسلام اور مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ سو برائے خداوند تعالیٰ اب اسلام اور مسلمانوں پر رحم کرلو۔ اور اختلاف کو للہ رفع کرلو، تا کہ ہم یہاں سے پاک ہو کر بھائی بن کر وطنوں کو جاویں۔ اور مل کر خدمت کرتے جاویں اور لوگ بھی ورطہ تحیر سے نکل آویں۔

میں نے خواب میں بھی دیکھا تھا کہ ثناء اللہ جان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے۔ واللہ اعلم۔ عبدالواحد عفی عنہ، مکہ معظمہ، ۱۸ ذی الحج ۱۳۴۴ھ

اس کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے اغلاط سے رجوع کرنے کا کوئی اطمینان نہ دلایا۔

مکہ معظمہ میں مجلس کا فیصلہ

اس کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے جلالۃ الملک سے درخواست کی کہ اس اختلاف میں فیصلہ فرمائیں کیونکہ موتمر کے بعد جلالۃ الملک نے ایک مجلس علماء نجد سے طلب کی جس میں قاضی القضاۃ الشیخ عبداللہ بن سلیمان آل بلیہد، الشیخ محمد بن عبداللطیف آل شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب قاضی ریاض (نجد)، الشیخ عبدالعزیز بن بشر قاضی وشم (نجد)، الشیخ عبداللہ بن حسن آل شیخ خطیب کعبۃ اللہ اور دوسرے مقتدر علماء تشریف فرما تھے۔ اس مجلس میں مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی،

مولوی اسمٰعیل صاحب غزنوی اور مولوی ثناء اللہ صاحب بھی بلائے گئے۔ جلالۃ الملک صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

آپ حضرات کا اختلاف سن کر مجھ کو بہت صدمہ ہوا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کا مناسب تصفیہ ہو جائے۔ آپ حضرات کا اس کے متعلق کیا خیال ہے، اس کے جواب میں ہر دو فریق نے نحن علی امرك اور سمعا وطاعة کہہ کر اپنا معاملہ جلالۃ الملک کے سپرد کر دیا۔

اس کے بعد کی کارروائی بالتفصیل بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ علمائے کرام کا فیصلہ سامنے آجاتا ہے۔ اس سے ہر شخص آسانی کے ساتھ نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ صرف اس قدر ذکر کر دینا مناسب ہوگا کہ کارروائی اس طرح شروع ہوئی۔ حضرت امام نے فرمایا کہ اختلافی مسائل کو ایک ایک کر کے لے لو۔ اس کے بعد الاہم فالاہم کے مطابق اربعین میں سے ویحمل عرش ربك فوقهم یومئذ ثمانیه پر بحث شروع ہوئی اور حضرت قاضی القضاۃ صاحب نے عرش کی بحث کے سلسلہ میں امام کی توجہ تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن سورہ اعراف آیت ثم استویٰ علی العرش کی طرف مبذول کرائی۔ اور اس کی ساری تفسیر پڑھ کر سنائی جس میں مولوی صاحب نے استواء بمعنی استیلاء کے کیا تھا۔ اس پر حضرت امام نے فرمایا اسی کو پہلے لے لو۔ چنانچہ اس پر گفتگو شروع ہوئی۔

حضرت امام: آپ نے ایسی تفسیر کیوں کی؟

مولوی ثناء اللہ: میں نے امام رازی اور دوسرے متکلمین سے نقل کیا ہے۔

حضرت امام: امام رازی کا قول حجت نہیں ہے۔

مولوی ثناء اللہ: امام رازی کے سوا شاہ ولی اللہ صاحب جو تمام اہلحدیث ہند کے سلسلہ حدیث میں استاد ہیں وہ بھی استوا علی العرش کے متعلق مفوضین اور متکلمین میں سے کسی کو ترجیح نہیں دیتے۔

حضرت امام: آپ ہمیں تو امام احمد کی تقلید سے منع کرتے ہیں اور خود رازی اور شاہ

ولی اللہ کی تقلید کرتے ہو۔

مولوی ثناء اللہ: مجھے آریہ سے مناظرہ کرنا پڑتا ہے اس لئے ایسا لکھ دیا گیا، میرا عقیدہ یہ نہیں ہے۔

مولوی اسماعیل غزنوی: یہ تفسیر عربی میں ہے۔ آریہ کی زبان عربی نہیں ہے۔

حضرت امام: نہیں! آریہ کے ساتھ مناظرہ کرنے سے پہلے اپنے نفس سے مناظرہ کرو جس شخص کے کپڑے گندے ہوں وہ کہے مجھے زمین سے بو آتی ہے، اس کو چاہیے کہ زمین سے پہلے اپنے کپڑوں کو صاف کرے۔

مولوی ثناء اللہ: (غزنویوں کے متعلق کچھ فرمانے ہی لگے تھے کہ)

حضرت امام: (نے فرمایا کہ) یہ جھگڑا تمہارا اور غزنویوں کا نہیں بلکہ تمہارا اور اللہ کا جھگڑا ہے۔

شیخ محمد بن عبداللطیف: غزنویوں نے جو کچھ کیا ہے وہ دین کی حفاظت وصیانت کیلئے کیا ہے۔

آل شیخ محمد بن عبدالوہاب جزاہم اللہ عنا وعن جمیع المسلمین احسن الجزاء۔

مولوی ثناء اللہ: اربعین میں بہت سی باتیں مجھ پر بطور الزام کے لگائی گئی ہیں۔

مولوی اسماعیل غزنوی: اربعین میں کوئی بات غلط نہیں لکھی گئی نہ الزام لگایا گیا ہے۔

۔

قاضی القضاۃ عبداللہ بن بلیہد: میں نے اربعین کی نقل کردہ عبارتوں کا مقابلہ تفسیر (ثنائی) سے کیا کوئی چیز غلط نہیں لکھی گئی۔

شیخ عبداللہ بن حسن امام حرم: میں نے بھی مقابلہ کر کے دیکھا ہے کوئی بات زیادہ نہیں پائی۔

حضرت امام: مولوی ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کر کے آپ کی خیر خواہی اور بھلائی کیلئے کہتا ہوں کہ آپ توبہ کریں آپ کے توبہ کر لینے کے بعد میں غزنویوں سے کہوں گا کہ وہ اربعین کی اشاعت بند کر دیں۔ اور قاضی القضاۃ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ان کی

اور رجوع لکھو۔

مولوی اسماعیل غزنوی: (حضرت امام کو مخاطب کر کے) آیت تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ملحوظ رہنی چاہیے۔

حضرت امام: ہاں! انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔

مولوی ثناء اللہ: سمعا و طاعۃ۔

حضرت امام: (قاضی القضاۃ عبداللہ بن بلیہد کو مخاطب کر کے) توبہ اور رجوع کا مسودہ لکھو۔ چنانچہ قاضی عبداللہ بن بلیہد نے توبہ کا مسودہ لکھا جس میں (۱) مولوی ثناء اللہ سے یہ اعتراف کرایا گیا تھا کہ میں اغلاط تفسیر سے رجوع اور توبہ کرتا ہوں اور اب میرا ان کے متعلق وہی عقیدہ ہے جو سلف صالحین کا ہے۔ (۲) چونکہ مولوی ثناء اللہ نے رجوع کر لیا ہے اس لئے اب وہ ہمارا بھائی ہے، ہم اب اربعین کی اشاعت بند کر دیں گے۔

نمبر (۱) پر مولوی ثناء اللہ کے دستخط اور نمبر (۲) پر مولوی عبدالواحد کے دستخط لینے کو قاضی القضاۃ نے حکم دیا۔

ہر دو فریق سے دستخط کے متعلق دریافت کیا گیا جوابا مولوی اسماعیل نے کہا ہمیں منظور ہے لیکن اس چیز کو پیش نظر رکھا جائے کہ مولوی ثناء اللہ نے کئی ایک بار توبہ کی مگر وقت ٹل جانے پر یہ فرما دیتے رہے کہ انسان سے غلطیاں ہوتی رہتی ہیں ہمیشہ استغفر اللہ واتوب الیہ پڑھتا ہوں۔ اس لئے اغلاط بالتفصیل لکھ لینی چاہئیں، قاضی القضاۃ نے فرمایا۔ اس اجمالی اقرار کے بعد میں نمبر وار اغلاط پر رجوع لے لوں گا۔ لیکن مولوی ثناء اللہ نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔

حضرت امام اور دوسرے علماء نے قریبا تین گھنٹے تک با اصرار سمجھایا مگر ایک نہ سنی۔ حضرت امام اس سے بہت ملول و حزیں ہوئے اور اٹھ کر چلے گئے۔ حضار مجلس سمجھاتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت امام پھر تشریف لائے مولوی موصوف بدستور اپنی ضد اور ہٹ پر قائم تھے۔

حضرت امام نے مایوس ہو کر فرمایا اس کو چھوڑ دو کہ چلا جائے یہ توبہ کرتا دکھائی نہ دیتا۔ چنانچہ مولوی صاحب حیدر آبادی سلام کر کے مجلس سے باہر تشریف لے آئے حضرت امام نے نہ مصافحہ کیا نہ سلام۔

غرض اس طرح یہ مجلس ومصالحت ومفاہمت مولوی ثناء اللہ کے تاریخی انکار کی وجہ سے ختم ہو گئی اس کے بعد قاضی القضاۃ اور دوسرے مقتدر علماء نجد نے جو رائے مولوی ثناء اللہ اور ان کی تفسیر کے متعلق لکھی ہے اسے بالتفصیل ہدیہ ناظرین کرتے ہیں (طوالت کے پیش نظر مختصر طور پر تحریر کرتے ہیں)۔

الشیخ العلامہ عبداللہ بن سلیمان آل بلیہد رئیس القضاۃ الاقطار الحجازیہ والنجدیہ وملحقاتہا

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر قرآن مجید کو میں نے دیکھا۔ اس میں کئی آیات کی تفسیر میں مولوی ثناء اللہ متکلمین کے نقش قدم پر چلے ہیں۔ "جیسے استوی علی العرش" کی تاویل اور علاوہ ازیں دوسرے مسائل جو طریقہ اہلسنت اور طریقہ اہلحدیث کے خلاف ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ارباب علم وفضل کا یہ فرض ہے کہ ایسے شخص کو رد کریں تاکہ عوام جہال اس کے دھوکے میں نہ آ جائیں...... الخ

شیخ محمد بن عبداللطیف آل شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب قاضی الریاض (دارالخلافہ مملکت نجد)

مولوی ثناء اللہ کی تفسیر دیکھی اس کو میں نے پڑھا اور آیات صفات الٰہی کے متعلق جو کچھ انہوں نے لکھا اس کو بھی میں نے دیکھا اور عبدالحق غزنوی نے اس کی تفسیر میں جو کچھ نقل کیا ہے اور اس کو بھی میں نے دیکھا۔ صفات الٰہی کے متعلق اس کی تفسیر کو دیکھنے کے بعد میں اس رائے پر پہنچا ہوں کہ یہ ایک بدعتی اور گمراہ کا کلام ہے۔ اور مذہب اہلسنت والجماعت اور اہلحدیث کے خلاف ہے اور مولوی ثناء اللہ نے اپنی تفسیر میں حلولیہ، اتحادیہ جہمیہ اور معتزلہ کے مذاہب کو جمع کر رکھا ہے۔ الخ

حضرت الشیخ حسن بن یوسف الدمشقی مدرس حرم

...... یہ تفسیر (جو) مولوی ثناء اللہ کی طرف منسوب ہے، اور وہ ایک بڑا آدمی ہے

...شات کا غلام ہے اپنے نفس کا قیدی اور بدعتی ہے...... الخ

...لیمان بن محمد بن جمہور النجدی

میں نے مولوی ثناء اللہ کی تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن دیکھی۔ میں نے اس کو سلف ...اور آئمہ خلف کے مسلک کے خلاف پایا...... اس کا مفسر خود بھی گمراہ ہے اور ...وں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ جہمی ہے...... مگر یہ ...وہ توبہ نہ کرے تو نہ تو اس کو سلام کیا جائے اور نہ اس کے ساتھ نشست برخواست کی ...ے اور نہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے اور نہ اس کی قبر پر دعا کیلئے کھڑا ہو۔

شیخ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل بشر

(مولوی ثناء اللہ) کی تفسیر کلام الٰہی، صحیح احادیث نبویہ، اہلحدیث اور مسلمانوں کی ...ی جماعت کی تفسیر کے خلاف ہے اور اس قابل ہے کہ اس کا مقاطعہ کیا جائے ...دیدکی غرض سے دیکھنے کے سوا اس کا دیکھنا بھی حرام ہے...... الخ

(فیصلہ مکہ صفحہ نمبر ۱۰ تا ۲۱ (تلخیص) شائع کردہ عبدالعزیز سیکرٹری جمعیۃ مرکزیہ اہلحدیث ہند (لاہور)

فتنہ ثنائیہ سے چند اقتباسات

۱۔ مولوی ثناء اللہ کی تلبیس، حق کو چھپانے کی ناکام کوشش، مولوی ثناء اللہ کی فتنہ ...ازی، افتراق انگیزی اور باطل پرستی کے مظاہرے، تہذیب، شرافت اور انسانیت ...کیا سوز مناظر...... الخ (فتنہ ثنائیہ صفحہ نمبر ۱ طبع امرتسر)

۲۔ مولوی ثناء اللہ کا شرمناک حملہ

یہ مولوی ثناء اللہ ہی کیلئے زیبا ہے کہ وہ خاندان غزنویہ پر ذاتی حملے کرے، ان کے ...روں کو برائی سے یاد کریں۔ ان کیلئے توہین آمیز الفاظ استعمال کر کے اپنی شرافت نفس ...وت دیں۔ ارباب بصیرت اس چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب کسی شخص کی ...ت دلائل کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور عقل وفہم کا کام تمام ہو جاتا ہے۔ تب وہ ذاتی حملوں ...کالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ اب مجبور ہیں سوائے اس کے اور کیا کریں

......الخ (فتنہ ثنائیہ صفحہ نمبر ۲ طبع امرتسر)

۳۔ اصولی اختلاف

ہمارا مولوی ثناء اللہ سے کوئی ذاتی اختلاف نہیں، صرف اصولی اختلاف ہے وہ یہ کہ آپ نے تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن اور دوسری تصنیفات میں اللہ تعالیٰ کی انبیاء کرام کے معجزات اور ایسے ہی دوسرے مسائل میں محدثین کے مسلک کو معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقوں کا مسلک اختیار کیا ہے، ایسی حالت میں جبکہ الحاد اور ... دنیا میں سرعت سے پھیل رہی ہے، ہم نے سمجھا کہ جماعت اہلحدیث کو اس ... بچالیں......الخ (فتنہ ثنائیہ صفحہ نمبر ۶ طبع امرتسر)

۴۔ فیصلہ مکہ

فیصلہ مکہ کا شائع ہونا گویا مولوی ثناء اللہ کیلئے ایک بم شل کا پھٹنا تھا۔ بس پھر آپ مبہوت و متحیر ہوئے، گھبرائے چکرائے اور عالم سراسیمگی میں جس قسم کی توقع ہو ... ہے۔ وہی آپ نے کیا۔ فرماتے ہیں" ان فتووں کی بابت سردست میں اعلان کرتا ہوں کہ مجھے معتبر شہادتوں سے اطلاع ملی ہے کہ جعلی و بناوٹی ہیں۔

(فتنہ ثنائیہ صفحہ نمبر ۱ اطبع امرتسر)

شہدائے اہلحدیث کانفرنس کا انعقاد

امیر حمزہ کیلئے لمحہ فکریہ

کیا جنگ بدر، احد، حنین وغیرہ میں شہید ہونے والوں کیلئے۔

رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین نے شہدائے کانفرنس منعقد کی، اگر کی تو حوالہ دو اگر نہیں کی تو کیا بدعت نہیں؟



۲۴ر جولائی ۱۹۸۷ء کو جامع مسجد محمدیہ اہلحدیث محلہ فیصل آباد گوجرانوالہ میں (۱) شہداء اہلحدیث کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مندرجہ ذیل علماء نے خطاب کیا۔

۱)۔ مولانا شمشاد احمد سلفی۔

۲)۔ مولانا معین الدین لکھوی۔

۳)۔ مولانا حافظ محمد عبد اللہ شیخوپوری۔

۴)۔ مولانا محمد حسین شیخوپوری۔

۵)۔ مولانا محمد رفیق سلفی۔

۶)۔ مولانا شہباز سلفی۔

۷)۔ شفیق پسروری۔

۸)۔ مولانا محمد اعظم۔

۹)۔ حافظ عبد القادر روپڑی۔

﴿رسالہ "میں وہابی سے سنی کیسے ہوا؟ بحوالہ میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوت اسلامی ۱۸۵﴾

بدعات اہلحدیث

برسی

علامہ ظہیر کی برسی پر ملک بھر میں احتجاجی اجتماعات منعقد ہوں گے۔ اہلحدیث یوتھ فورس کے قائم مقام جنرل سیکرٹری یونس چوہدری نے کہا ہے کہ مارچ میں علامہ احسان ظہیر اور ان کے رفقاء کی شہادت کا ایک سال گزر جانے پر ملک بھر میں احتجاجی جلسے اور اجتماعات منعقد کیے جائیں گے۔ ۲۳ر مارچ سے ۳۱ر مارچ تک ہفتہ تجدید عزم منایا جائے گا۔ ﴿روزنامہ مرکز اسلام آباد ۲۹ فروری ۱۹۸۸ء﴾

۳۱ر مارچ

روزنامہ "مرکز" کی مذکورہ رپورٹ کے مطابق مختلف مقامات پر شہدائے

اہلحدیث کانفرنس اور احسان کانفرنس کے انعقاد کے علاوہ ۲۱ رمارچ کو بم کے دھماکہ کی مقررہ جگہ پر بالخصوص شہدائے اہلحدیث کانفرنس منعقد کی گئی اور اس سلسلہ میں دیگر اشتہارات کے علاوہ یوتھ فورس لاہور کی طرف سے ایک سرخ رنگ کا باتصویر خونی اشتہار شائع کیا گیا جس میں بم کے دھماکہ میں ہلاک وزخمی ہونے والے اہلحدیث مولویوں اور لیڈروں کے فوٹو شائع کئے گئے اور ۲۳ رمارچ کے اخبار جنگ، نوائے وقت وغیرہ میں اس کانفرنس کی رپورٹ شائع ہوئی۔

۲۳ رمارچ

۲۳ رمارچ کو بھی بالخصوص تاریخ، جگہ، دن اور ایک بجے دوپہر کے وقت وتعین کے ساتھ مرنے والوں کی یاد میں خاص اہتمام سے کانفرنس کی گئی اور اشتہارات میں قائد کے روحانی بیٹوں لاہور چلو کے الفاظ سے اس کانفرنس میں شرکت کی ترغیب دی گئی اور قلعہ چھمن سنگھ لاہور کی ان دونوں کانفرنسوں میں "اہلحدیث" نے بھرپور شرکت کی (پولیس رپورٹ)۔

پتھر پر دعا

۲۹ رمارچ ۱۹۸۸ء کے نوائے وقت اور ۳۱ رمارچ ۱۹۸۸ء کے جنگ اخبار میں ایک تصویر شائع ہوئی ہے جس کے نیچے لکھا ہے کہ "امیر جمعیت اہلحدیث مولوی محمد عبداللہ یزدانی روڈ کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد دعا مانگ رہے ہیں" کیا کوئی غیر مقلد وضاحت کرے گا کہ: کسی روڈ پر غیر اللہ کا نام متعین کر کے ایسے اہتمام سے تقریب کا انعقاد، پھر پتھر نصب کرنے کے بعد اسے سامنے رکھ کر اس پر دعا کرنا بدعت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کا کوئی ثبوت حدیث صحیح وصریح سے پیش کیا جائے۔

جلوس ومزار وفاتحہ

۱۴ راگست ۱۹۸۸ء بروز جمعہ کاموں کی منڈی میں یوم آزادی کی بجائے یوم احتجاج

منایا گیا۔ بعد نماز جمعہ اہلحدیث کی مساجد سے لوگ جلوسوں کی شکل میں مرکزی جا مسجد اہلحدیث پہنچے۔ جہاں سے ایک بڑا جلوس مولوی حبیب الرحمٰن یزدانی کے مز گیا۔ اور وہاں فاتحہ خوانی کے بعد پر امن طور پر منتشر ہو گیا (اس کی تشہیر کیلئے روز جنگ لاہور ۱۲ اگست ۱۹۸۸ء کو یہ خبر شائع کرائی گئی تھی)

شہدائے اہلحدیث کی دوسری برسی

۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کو قلعہ چھمن سنگھ والا کے جلسہ میں بم کے دھماکہ میں ہلا ہونے والے مولوی احسان الٰہی ظہیر، مولوی حبیب الرحمٰن یزدانی وغیرہ کی یاد میں ان دوسری برسی کے موقع پر بھی مقررہ تاریخ و مقررہ جگہ پر ۱۷ مارچ بروز جمعہ جمعیۃ اہلحدیث یوتھ فورس کے زیر اہتمام انتظامات کے ساتھ دوسری شہدائے اہلحدیث کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس سلسلہ میں اخباری بیانات کے علاوہ وسیع اخراجات سے بڑے سائز کے رنگین اشتہارات بہت کثرت سے چھپوائے اور لگوائے گئے اور رسائل اشتہارات میں قلعہ چھمن سنگھ چلو کا...... نعرہ لکھوایا گیا اور اہلحدیث مساجد میں جمعہ بند کر کے قلعہ چھمن سنگھ میں مشترکہ جمعہ کا اعلان کیا گیا۔ نماز جمعہ سے پہلے امیر جمعیۃ اہلحدیث مولوی محمد عبداللہ اور دیگر علماء اہلحدیث کے بیانات ہوئے اور نماز جمعہ کے بعد قلعہ چھمن سنگھ سے لے کر چوک آزادی تک جلوس بھی نکالا گیا۔ اس موقع پر دیگر علاقوں کے وہابیوں نے بھی بڑے زور شور سے شد رحال کیا اور بسوں کے ذریعے قافلوں کی صورت میں قلعہ چھمن سنگھ کے پروگرام میں حاضری دی۔ (پریس نوٹ، ۱۸ مارچ ۱۹۸۹ء)

امیر حمزہ (وہابی نجدی) سے ایک سوال

امیر حمزہ صاحب اگر بقول تمہارے میلاد النبی ﷺ کی ابتداء کرنے والا بادشاہوں میں اربل کا بادشاہ تھا جو کہ بڑا عیاش تھا اس لئے ہم میلاد النبی ﷺ نہیں مناتے تو کیا وجہ ہے کہ ۱۹۱۲ء سے اہلحدیث کانفرنس کا برصغیر پاک و ہند میں ابتداء کرنے والا مولوی ثناء اللہ امرتسری "فیصلہ مکہ" کی روشنی میں گمراہ، گمراہ کرنے والا اور بدعتی تھا تو پھر اس

دور سے لے کر اب تک اہلحدیث کانفرنسیں کیوں منعقد کر رہے ہو جو کہ ایک گمراہ اور بدعتی کی اجراء ہے

☆☆☆☆☆

جب انگریز برصغیر پاک و ہند میں قابض ہو گیا تو عیسائی مشنریاں کھلم کھلا عیسائیت کے پرچار کیلئے میدان میں کود پڑیں۔ مولانا شاہ حسین گردیزی نے اس کی عکاسی یوں کی ہے: انگریز نے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کیلئے ملک کے طول و عرض میں مشن سکول، مشن ہسپتال، مشن فنڈ قائم کئے۔ برطانیہ سے پادریوں کی ایک پوری کھیپ ہندوستان آئی اور اپنے مشن کا آغاز کیا...... الخ

(تجلیات مہر انور ترجمہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی صفحہ نمبر ۱۰ ۳ طبع کراچی ۱۹۹۶ء)

ہنود اپنی جگہ، اپنے مذہب کی نشر و اشاعت کیلئے سینہ سپر ہو گئے۔

جب رسول (ﷺ) جو کہ ایک مسلمان کا سرمایہ حیات ہے انگریز نے سوچا کہ جب تک مسلمانوں کے قلوب سے اس کو محو نہ کیا جائے گا، ہمارے قدم پوری طرح یہاں نہیں جم سکیں گے۔ اس مقصد کیلئے انہوں نے خانوادہ شاہ ولی اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) جس کو اس دور میں بڑی عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، کے ایک فرد مولوی محمد اسماعیل دہلوی کو اس مقصد کیلئے تیار کیا، جس نے "تقویۃ الایمان" نامی کتاب تصنیف کی، جس میں انبیاء و اولیاء کو ایک عام انسان کی صورت میں پیش کیا گیا۔ جس کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔ اور سوچیں کہ کیا ان کو پڑھ کر کوئی غیر مسلم، اسلام کو قبول کر سکتا ہے۔ اس کتاب کا چھپ کر منظر عام پر آنا تھا کہ مسلمانوں میں افتراق و انتشار کی فضاء پیدا ہو گئی اور انگریز اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔

اقتباسات

اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور اس سے نہ ڈر۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۹)

ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیئے کہ اپنے ہر

کاموں پر اس کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام، جیسے کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام میں علاقہ اسی سے رکھتا ہے، دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے اور چمار کا تو کیا ذکر۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۱۰)

اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے تو وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۶)

اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی اور رسول جن اور فرشتے، جبرائیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۱۶)

جن کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۴۲)

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۴۲)

یعنی (حضور علیہ السلام نے فرمایا) میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔

(تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۴۳)

سب انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ وہ بڑا بھائی، سو اس کی بڑے بھائی سی تعظیم کیجیے (یعنی حضور علیہ السلام کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیے)۔

(تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۴۳)

اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۸)

مولوی اسماعیل دہلوی کے نزدیک نماز میں رسول اللہ ﷺ کا خیال مبارک دل میں لانا بیل اور گدھے کے تصور میں غرق ہو جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ چنانچہ موصوف لکھتے ہیں: "از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ از استغراق در صورت گاؤ خر خود است"۔ (صراط مستقیم صفحہ نمبر ۸۶ مطبوعہ مجتبائی دہلی)